مقدس جوتا

تحفہ از
جناب علامہ مضطر عباسی

علامہ مضطر عباسی

اسرار و سراغرسانی کا ہوشربا افسانہ

مقدس جوتا

انگریزی کا ایک زبردست ناول

دی کوئسٹ آف دی سیکرڈ سلپر

مصنف
سیکس روہمر

مترجم
تیرتھ رام فیروزپوری

پبلشرز
فاروق بک ڈپو کچا نسبت روڈ لاہور

قیمت چار روپیہ

ناشر ایم اسحاق

اشرف پریس ایبک روڈ لاہور میں چھپا

پیش لفظ

بڑی مدت کے بعد اس مصنف کی باری آئی ہے اس سلسلہ کے آغاز میں سیکس روہمر کا ایک ناول "سنہری بچھو" کے نام سے شائع ہوا تھا جو بے حد مقبول ہوا اور گو اِس کے بعد بھی اِس کے کئی ناول پیش نظر ہوئے تاہم اور اور مصروفیتوں میں منتخب نہ ہو سکے؟

اب یہ دوسرا اِس کا زبردست قصہ حاضر ہے اور مجھ کو یقین ہے کہ آپ اِس کو اتنا ہی دلکش اور حیرت انگیز پائیں گے جتنا وہ پہلے ناول تھا مغربی تہذیب میں مشرقی کا رنگ پیدا کرنا اسی کا حصہ ہے اور یہ اپنی طرز کا ایک لاجواب افسانہ لاریب آپ کے ہاتھوں دادِ تحسین حاصل کرے گا؟

تیرتھ رام

آنہا کہ جہاں زیرِ قدم فرسودند
واندر طلبش ہر دو جہاں پیمودند
آگاہ نمی شوم کہ ایشاں شب و روز
زیں حال چنانکہ ہست آگہ بودند

مقدس جوتا

باب (۱)

طلسمی خنجر

۱

ہمارا جہاز مانڈلے بندر سعید میں لنگر انداز تھا کچھ لوگ کشتیوں میں بیٹھ کر سوار ہونے کیلئے آ رہے تھے اور کچھ رخصت کی تیاریاں کر رہے تھے سلگا ہوا پائپ منہ میں لیے میں جہاز کی ریلنگ کے ساتھ لگا ہوا تفریحاً اس نظارہ کو دیکھ رہا تھا؟

کئی کئی قوموں اور رنگوں کے آدمی اس ہجوم میں شامل تھے لیکن نہر کے پانی اور ساحل پر بنے ہوئے شہر کی ظاہری صورت کی طرح کثافت اور غلاظت کے آثار ان سب کے چہروں پر اور لباس میں تھے کہ بے رحم تیز دھوپ کی پیدا کردہ فضا میں بھی پائے جاتے تھے۔ جتنے دیسی تھے چیچک رو اور جتنے اہل فرنگ تھے عرق آلود اور متعفن کم از کم میری نظروں میں نکھرے ہوئے آسمان کے سوا کوئی ایک چیز بھی صاف ستھری نہیں تھی اور نظارہ کی وہ خیال انگیز محویت یا کیفیت جس کی مشرقی سیاح اتنی تعریف کیا کرتے ہیں، وہ تو بالکل ہی نابود تھی۔

لیکن آہ...... یہ ہنگامہ ریتجز سے ملتا ہُوا شور و شر کیسا تھا؟

میں اس لاغر اندام، گندم رنگ، مشرقی نوجوان کی طرف مڑا جو سنہری کمانی کی عینک لگائے وہیں ایک جانب میرے پہلو میں کھڑا تھا۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ میں نے اسکو مخاطب کیا؟

مسٹر فاروقی! یہ کیا معاملہ ہے؟ کیوں ان لوگوں میں اتنا جوش پھیلا ہوا ہے اور یہ تیز نعرے کیا معنی رکھتے ہیں؟

پُر اسرار تبسّم اسکے باریک اور صاف ہونٹوں پر نمودار ہوئی احمد علی فاروقی اپنی طرز کا خاصہ مُنہ لگتا جوان تھا مگر اسکی یہ پھیکی مسکراہٹ اسوقت مجھ کو ناپسند ہوئی شاید وہ کسی معتقدائے دین کو سوار کرنے آئے ہیں اس نے جواب دیا!

میں نے حیرت کے ساتھ پوچھا!

آپ کو معلوم ہے کہ کیسے!

ایک اخباری نامہ نگار کی روح ہر وقت نئی خبروں کی تفصیل کے لیے بیقرار رہتی ہے۔ خیال تھا اس ذریعہ سے حالات دریافت ہونگے۔ لیکن اس نے نہ معلوم کیوں میرا سوال اَن سنا کر دیا؟

مردوں کا ایک گروہ نیم یورپی لباس میں صحن جہاز پر ہوتا ہُوا گزرا۔ اُن کے سروں پر سبز عمامے تھے لیکن باقی پوشاک...... مغربی؟

اور اب معلوم ہُوا کہ وُہ شور جو میں نے سُنا۔ اللہ اکبر کے اِن پرخروش نعروں کا تھا جو اِس ہجوم کے لوگ بلند کر رہے تھے رفتہ رفتہ جب وہ صحن جہاز سے گزر کر کیبن کی طرف چلے گئے تو آواز پھر ایک بار مدھم ہونی شروع ہوئی تھی حتیٰ کہ آخرکار

آخر کار اِس ناقابلِ فہم بڑبڑاہٹ میں بدلکر جو امصارِ شرق کے بازاروں میں گھومتی جاتی ہے بالکل ختم ہوگئی۔ غالباً وہ صاحب جن کی تعظیم کیلئے سب کچھ ہو رہا تھا اب اپنے عرشِ عظیم پر بہ آرام بیٹھ گئے تھے؟

اور اِس کے بعد دفعتاً بغیر کسی اُمید یا اندیشہ کے وہ واقعہ عجیب و پر راز پیش آیا۔ جسے آگے چلکر لاتعداد اسرار کا پیش خیمہ ثابت ہونا تھا یعنی اِس ناقابلِ فہم ۔ ۔ طاقت کی ایک ادنیٰ مثال، جس نے عہدِ حال کے متمدن اور علم پرست انگلستان کے مرکزی حصوں میں ظاہر ہو کے یورپ اور باقی تمام مہذب دنیا کو متحیر مرعوب اور مغلوب کر دیا؟

ایک تیز و جان گداز زہرہ گداز چیخ اِس گہرے سکوت کو قطع کرتی جو حال کے پُر شور ہنگامہ کے بعد قائم ہوا تھا۔ جہاز کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیلی اور ایک دو بار ہائے ہائے کی دردناک آوازوں کی صورت اختیار کر کے بڑی کراہٹ کے ساتھ بالکل بند ہوگئی؟

مگر اِس کا اثر نہایت ہیبت ناک اور دہشت خیز تھا۔ اِس کی گونج کچھ دیر تک اس کے بعد بھی ہوا کو مرتعش کرتی میرے کانوں میں آتی رہی بے اختیار ہی یہ میرے منہ سے نکلا؟

آہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہ کیسی چیخ تھی؟

خلقت کا انبوہ اِس مقام کی طرف دوڑا جدھر سے یہ چیخ سنائی دی تھی اور اِسکے تھوڑی دیر بعد ایک آدمی جو خط و خال اور چہرہ سے یورپ کا باشندہ نظر آتا تھا بادامی رنگ کا چرمی بیگ ہاتھ میں لئے آتا دکھائی دیا، اسکی رنگت سے نیلی

اور منہ پر گچھے دار ڈاڑھی تھی اور اسکی پشت پر کچھ لوگ، ایک مرد بیہوش کو ہاتھوں پر اٹھائے چلے آتے تھے انکے پیچھے عام تماشائی خلقت تھی؟

جتنے منہ اتنی باتیں ہر شخص اپنی معلومات کا اظہار کر رہا تھا؟

میرے خیال میں جہاز کے خلاصیوں میں سے ایک تھا؟

جی نہیں ...... ایک مصری

بے چارہ قبطی تھا...... راہ چلتا مارا گیا؟

تاہم ہوا کیا؟

کسی نے خنجر مار دیا ہے

کیا ڈاکٹر صاحب نہیں آئے۔

اتنے میں جہاز کے کپتان کی آواز تحکمانہ لہجہ میں کہتے سنائی دی۔

ہٹو...... رستہ چھوڑ دو!

اس سے خلقت دو رویہ ہٹ گئی اور شور بھی مدھم پڑ گیا تاہم اس طرح کی حالت میں جیسا ہوا کرتا ہے لوگ ایک دوسرے کے پیچھے کھڑے ہوئے گردنیں اٹھا اٹھا کے دیکھنے کی کوشش کرتے رہے۔

چار شخص دو دو دیہ قطار کے بیچ سے ایک بیہوش آدمی کو لئے ہوئے گزرے میرے پہلو میں کھڑے ہوئے احمد علی فاروقی نے دبی آواز سے اتنا کہا۔

قبطی تھا...... بے چارہ۔

مگر میں نے دیکھا عجیب طرح کے ناقابل فہم آثار اس کے ریش و بروت سے صاف انخوانی چہرہ پر نمودار تھے؟

میں بھی واقعہ کی اصلیت معلوم کرنے آگے بڑھا اور اس وقت بے اختیار منہ سے نکلا۔

رحم خدا۔ اِس کا داہنا ہاتھ تو بالکل ہی کٹ گیا۔

۲

مگر اس سانحہ کو زیادہ پُراسرار بنانے والا واقعہ جو بعد ازاں معلوم ہُوا یہ تھا کہ حملہ آور لاپتہ اور مفقود تھا وُہ کون تھا کیوں اس نے وار کیا اور کیا کسی نے اِسکو خنجر چلاتے دیکھا۔ یہ ایسے سوالات تھے جنکا کوئی جواب نہ ملتا تھا؟

بڑی مشکل سے جو حالات ایک داروغہ سے معلوم ہوتے یہ تھے کہ وُہ صاحب جو چرمی بیگ لئے جہاز پر سوار ہوئے پروفیسر ڈیمنگ تھے قلی ان کا اسباب لئے ساتھ تھا دفعتاً کسی نے اِس کا ہاتھ کاٹ ڈالا۔

مگر کیوں کاٹ ڈالا۔۔۔ اِس کا جواب وُہ بھی کچھ نہ دے سکا۔

واقعہ بعید از فہم اور عجیب تھا۔ اگر کسی آدمی کو اس بے حیثیت قلی سے بیر تھا تو بھی وُہ اِسکی پیٹھ پر یا پہلو میں یا پشت سے بھنٹ گردن پر وار کرتا لیکن داہنا ہاتھ کاٹنا یہ عجیب طرح کا انتقام تھا دل نہ مانتا تھا کہ یہ بات ہوگی ضرور اس کی تہ میں کوئی گہرا راز پوشیدہ تھا۔

قدرتی طور پر جہاز کی روانگی ملتوی کرکے سب سے پہلے زخم خوردہ شخص کی مرہم پٹی کا انتظام کیا گیا معلوم ہُوا کہ وار مہلک نہیں ہے غریب زندہ تو رہجائیگا۔ لیکن عمر بھر ناکارہ یعنی جو ہاتھ کام کرتا تھا اِس سے عاری و محروم۔

بارے ایک دفعہ صبر کرنا کے بعد پٹی کا عمل ختم ہُوا بدنصیب مزدور کو پھر ایک بار

کشتی پر بٹھا کے ساحل پر پہنچا دیا گیا اور اس کے تھوڑے عرصہ بعد پروفیسر ڈینیگ مجھ جہاز پر نمودار ہوئے۔

ان کے چہرے پر فکر و تشویش کے گہرے آثار نمودار تھے۔

میں نے اپنا تعارف کرایا معلوم ہوا وہ ایک نامی سیاح اور مستشرق ہیں جنہوں نے عرب، فلسطین اور شام کے اکثر حصوں کی سیر کی تھی۔

لیکن میرے سوال پر وہ بھی چپ چاپ رہے۔

مسٹر کوانا۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں خود حیران ہوں کہ اس بربریت کا مقصد کیا تھا۔ یہ اسکو اسباب اٹھانے کیلئے اپنے ساتھ کشتی پر سوار سوار کر کے لایا تھا۔ جہاز کے پاس پہنچ کر میں پہلے سوار ہوا اور اس کے پیچھے کھڑے ہو کر بعض چیزیں جو ہلکی تھیں مجھ کو پکڑانی شروع کیں۔ ایک بیگ میں نے اس کے ہاتھ سے لے لیا اور دوسرا جو بھاری تھا وہ اسکے پاس تھا کہ دفعتاً یہ سانحہ پیش آ گیا میری اپنی سمجھ میں نہیں آتا کہ الیا فوری وار کس نے کیا ہوگا اور پھر دا ہنے ہاتھ پر شاید آپ کو معلوم ہو دا ہنا ہاتھ کاٹنا اسلام میں چوری کے جرم کی شرعی سزا مقرر ہے۔

ہوگی۔۔ بہر حال اب جبکہ مصر میں برطانی عملداری ہے اور جب مصری لوگ قدیم اسلامی شریعت کو مدت ہوئی ہو لکر مغرب کے رنگ میں رنگے جا چکے ہیں، یہ خیال ایک ماہر اسرار مشرقیہ کے دل میں پیدا ہو تو ہو کم از کم میری اخبار نویس طبیعت اس سے مطمئن نہ ہو سکتی تھی۔

خیر، اس کے تھوڑی دیر بعد جہاز چل دیا اور یہ سانحہ جوں کا توں ایک راز سربستہ رہا جس کا کوئی ممکن حل کسی کے ذہن میں نہ آتا تھا؟

اس کے بعد ایک دن جہاز کے کپتان بیل سے گفتگو کے دوران میں میں نے اس عمامہ پوش جماعت کا حال پوچھا جو بندر سعید میں سوار ہوئی تھی مگر اس سے اتنا ہی معلوم ہو سکا کہ چند آدمی اپنے کسی مذہبی لیڈر کے ساتھ لندن کی سیر کو جا رہے ہیں مگر وہ لیڈر کون ہے اس کا جواب مبہم تھا۔

وہ لوگ اس کو مسٹر عزرائیل کہتے ہیں بیل نے جواب دیا مگر میرے خیال میں یہ اس کا اصلی نام نہیں ہے اس کے علاوہ یوں بھی لوگ پُر اسرار ہیں یعنی ہر وقت اپنی کیبن ہی میں رہتے ہیں اپنے ہی نوکروں سے کام کرواتے اور کھانا تک اپنے کمروں میں کھاتے ہیں۔

اپنی متجسس طبیعت سے مجبور ہو کے میں نے اپنے طور پر ان لوگوں کے بارے میں دریافت حال کی کوشش کی لیکن بے سود۔ اس جماعت کے نوکروں کو تو بے شک میں نے اِدھر اُدھر آتے جاتے دیکھا لیکن عزرائیل یا اُن کے حواریوں کو کبھی نہیں مشرقی محلات کی طرح وہ سب خلوت و تنہائی کے دلدادے تھے۔

شاید آپ ان صاحب عزرائیل کو جانتے ہوں۔ ایک بار میں نے احمد علی سے پوچھا۔ مگر اس نے نہیں کہہ کر گفتگو کا رخ بدل دیا۔

بہر حال میرے دل کو اس پُر اسرار جماعت کی موجودگی سے ایک عجیب خلجان ہو گیا کئی طریقوں پر میں دریافت حال کی کوشش کرتا لیکن بے فائدہ کپتان بیل رفع حیرت کے ناقابل تھا اور احمد علی قصداً خاموش اس کی حالت ظاہر کرتی تھی کہ وہ اس بارے میں کچھ نہ کچھ جانتا ضرور ہے مگر ظاہر کرنا نہیں چاہتا؟

اور اس کے بعد ایک رات میں جب صحن جہاز پر ٹہلتا پھر رہا تھا کپتان نے

نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر جہاز کے اگلے حصہ کی طرف لیجاتے ہوئے کہا۔
کہیئے کچھ سنا۔
نہیں تو۔
کان لگا کر سنیئے!"
میں نے کوشش کی۔
بے شک۔ ایک مدھی پُراسرار بھنبھناہٹ کی آواز جہاز کے زیریں حصے سے آ رہی تھی۔
کیسی آواز ہے۔
خدا معلوم کیا بات ہے بیل نے پراسرار لہجہ میں جواب دیا مگر جب یہ شخص عزرائیل اور اسکے ساتھی جہاز پر آئے ہیں۔ ہمارے خلاصیوں کا رویہ بالکل ہی بدلا ہوا ہے آج وہ ملکر کچھ گا رہے ہیں جس کا مطلب میری سمجھ میں بالکل نہیں آتا میں نہیں جانتا اس ہاتھ کٹنے کے واقعہ کا عزرائیلی جماعت کی موجودگی اور خلاصیوں کی بڑھتی ہوئی بےچینی سے کوئی تعلق ہے یا نہیں لیکن ہاں اتنا میں کہہ سکتا ہوں کہ انگلستان پہنچکر ان لوگوں کی رخصت کے بعد مجھے اپنے آدمیوں کے چال چلن کے بارہ میں ضرور تحقیقات کرنی پڑیگی۔

۳

اگلا قابل ذکر واقعہ جو اس سلسلہ میں پیش آیا وہ پروفیسر ڈیننگ کے کمرہ میں سرقہ، یا زیادہ صحیح لفظوں میں اقدام سرقہ کا تھا۔ پروفیسر کی عادت تھی کہ ان اوقات کے سوا جب وہ کیبن میں موجود ہو دروازہ بند کر کے رکھتا تھا۔ اسلیئے

واردات تو نہ ہو سکی تاہم .....

ظاہراً اس نے اِس واقعہ کو سرسری کہکے نظر انداز کر دیا. لیکن علیحدگی میں مجھ سے ایک قصہ بیان کیا جو اگر ممکن ہو اِن اسرار کو اَور بھی پیچیدہ بنانیوالا تھا؛ کہنے لگا. میں اپنے کمرہ میں لیٹا ہوا تھا کہ پہلے کسی نے بے آواز دروازہ کھولا. اَور اِس کے بعد عین میری نظروں کے سامنے کیبن کی دیوار پر ہلالی خنجر کا روشن نشان نظر آیا.

میرے خیال میں کسی چیز کا عکس ہو گا؟

پھیکا تبسم ڈیبنگ کے ہونٹوں پر نمودار ہوا مضطربانہ کہنے لگا.

شائد ہو لیکن میری اپنی رائے میں وُہ کسی خنجر ہی کا عکس تھا؟

میرا استعجاب تیز ہونا شروع ہوا.

تو پھر آپ کی رائے میں اِس نشان کا کیا مطلب تھا.

شائد آپ میرے خیالات سنکر ہنسیں. لیکن بات یہ ہے کہ میری عُمر کا بڑا حصہ مشرقی ملکوں کی سیاحت اَور وسطی زمانوں کے حالات کی تحقیق میں بسر ہُوا ہے ممکن ہے یہ میرا وہم ہو یا واقعی یہ وُہ خنجر ہو... جس سے

وہ چپ ہو گیا اَور میرے انتہائی اصرار کے باوجود اس نے فقرہ کو ناتمام ہی رہنے دیا کوئی بات اِسکو معلوم تھی جسکو وُہ صریحاً چھپانا چاہتا تھا تاہم اِس سے یہ خیال نادانستہ میرے ذہن نشین ہو گیا کہ جو کچھ بھی اِسوقت تک ہُوا وُہ اِس عمامہ پوش جماعت کی موجودگی سے ہی تعلق رکھتا تھا قبطی قلی کا ہاتھ کٹنا، جہاز کے... خلاصیوں کا رو یہ بدلنا اَور آدھی رات کو پروفیسر ڈیبنگ کی کیبن میں خنجر کا عکس نظر

آتا۔ یہ سب ایک ہی علت کے معلول تھے۔

اور جب اسکے بعد میں نے وُہ نیا واقعہ جو کپتان بیل کو پیش آیا سُنا تو اس بارے میں رہے سہے شکوک زائل ہو گئے۔

آہ! مسٹر گوانا۔ ایک روز صبح کے وقت اس نے بیان کیا میں ایک سال خوردہ ملاح ہوں لیکن جو جو عجیب باتیں اس سفر میں دیکھی ہیں وُہ حقیقتاً تو کیا اس سے پہلے کبھی میرے خواب میں بھی نہ آئی تھیں میری اپنی رائے میں تو کوئی روح اس جہاز پر رہتی ہے۔ تاہم کیا ہُوا۔

کل رات تین بجے کا عمل تھا کہ میں نے ایک سیاہ رنگ کے حیوان کو صحن جہاز کے ایک حصہ میں دبے پاؤں پھرتے دیکھا۔

شاید بلی تھی۔ میں نے ٹالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

بلی!۔۔۔۔ اتنی بڑی! نہیں مسٹر گوانا! اس نے اصرار کیا وُہ بلی تو ہرگز ہرگز نہیں تھی کوئی پُراسرار مخلوق کبھی نہ دیکھی ہوئی۔ اور میں اس پر فائر کرنے کو پستول لانے بھی گیا تھا لیکن وُہ اتنے ہی میں غائب ہو گئی؟

اور کیا آپ نے دیکھا وُہ کدھر غائب ہوئی۔

بالکل نہیں! سال خوردہ کپتان نے شانوں کو حرکت دیکر کہا یا تو وُہ میری نظروں کے سامنے چل رہی تھی یا آن واحد میں اس طرح غائب ہو گئی کہ گویا کبھی تھی ہی نہیں خدا گواہ ہے میں پھر اُسے دیکھنا نہیں چاہتا وُہ کوئی اس طرح چیز تھی جس کی دید ہی بدن میں لرزہ پیدا کرنے کیلئے کافی ہے۔

ٹلمرمی پہنچکر یہ جماعت رخصت ہو گئی اور اس وقت میں نے دیکھا کہ چند نقب

نقاب پوش عورتیں بھی اِس میں شامل تھیں پُراسرار عزرائیل کی صورت دیکھنے کی میں نے ہر چند کوشش کی مگر اِس کے ساتھیوں نے کچھ اس طرح اسکو گھیرا ہوا تھا کہ انتہائی کوشش کے باوجود میں اِس کا چہرہ نہ دیکھ سکا تاہم میں نے ایک بات دیکھی یعنی عورتوں میں سے ایک نے جہاز سے اُترتے ہوئی احمد علی کے ہاتھ میں جو ایک جانب کھڑا تھا کوئی چیز چپکے سے دیدی!

وہ اسے دیکھ کر چونکا اور اس کا چہرہ کا گندمی رنگ پیلا پڑ گیا اتنے میں بعض اور مسافر سامنے ہو کر نکلے اور ان کی اوجھل میں وہ ایک طرف کو ہٹ گیا؟

کچھ آدمی پروفیسر ڈیننگ کا اسباب نکالنے لگے تھے جن میں جہاز کا ایک دارو غہ بھی شامل تھا مگر جب اس نے اس بیگ کو جو بندر سعید میں بدنصیب قلی کے ہاتھ میں تھا اُٹھانے کی کوشش کی تو ڈیننگ نے دور ہی سے چلانا شروع کیا۔

رہنے دو۔۔۔ اِس بیگ کو رہنے دو۔ میں لے لونگا؟

دارو غہ نے بیگ ہاتھ سے رکھ دیا۔

اِس کے فوراً بعد جب میں اُترنے کی تیاری کر رہا تھا تو ہجوم کی پرشور آوازوں سے اُٹھتی ہوئی ایک ہولناک چیخ کی آواز اتنی ہی جاں گداز اور ہیبت ناک جیسی بندر سعید کے مصری قلی کی تھی میرے کانوں میں پہنچی:

مسافر جو اسوقت تک جہاز پر موجود تھے دوڑتے ہوئے ایک مقام کی طرف گئے حیران و ششدر میں بھی ان کے پیچھے ہو لیا۔

کیا دیکھتا ہوں وہی دارو غہ جس کو پروفیسر ڈیننگ نے چرمی بیگ رکھ دینے کو کہا تھا جہاز کی سیڑھیوں کے پاس بیہوش اور لہولہان پڑا ہے؟

داہنا ہاتھ اِس کا بھی ندارد تھا؟

باب ۲

پُراسرار حسینہ

۱

اسکے بعد پہنچنے کو تو میں لندن پہنچ گیا اور حسب معمول اپنا اخباری کام بھی شروع کر دیا مگر بندر سعید سے لیکر انگلستان تک کے بعید از فہم جہازی واقعات کا یہ کچھ اسطرح میری زندگی پر پڑ چکا تھا کہ سعی منظم کے باوجود میں وہ اطمینان قلب حاصل نہ کر سکا جو پیشہ تحریر کیلئے لازم ہے خیالات کی رو ہر وقت انہی اسرار پر لگی رہتی تھی جو کچھ پیش آیا وُہ روزمرہ زندگی سے بہت زیادہ کسی افسانہ کی تحریر یا ناقابل فہم ناٹک کی اُلجھی ہوئی پلاٹ سے متشابہ تھا یعنی ایک اس طرح کے ناٹک سے جس کے سب سے پہلے سین میں ڈیپنگ کی صورت اور اِسکی پشت پر عزرائیلی جماعت کے لوگ راز میں پوشیدہ نظر آتے تھے

خود ڈیپنگ یا اِس پُراسرار جماعت کے بارہ میں لندن کے پہنچ جانے بعد کوئی حالات مجھ کو معلوم نہیں ہوئے وُہ کہاں گئے کیا کرنے لگے اور اس کے بعد ایک دوسرے سے ملے یا نہیں ملے یہ ایسی باتیں تھیں جن کا کوئی حال مجھ کو معلوم نہ تھا اور اِسکے بعد رفتہ رفتہ اِن واقعات کی یاد بھی میرے ذہن سے اُترنی شروع ہو گئی تھی کہ ناگاہ میرے لندن آنے کے ایک ہفتہ بعد ایک فوری واقعہ نے جسے اِس ناٹک کے دوسرے باب کا افتتاحی منظر کہنا چاہیئے پھر ایک بار مجھ کو اسی اُلجھن میں لا ڈالا جس سے میں قصداً جُدا رہنا چاہتا تھا؟

ٹلبری کے گھاٹ پر جو سانحہ جہاز کے داروغہ کو پیش آیا اس کا راز اب بھی اتنا ہی سربستہ تھا جتنا یوم واردات کو اور مقامی پولیس اپنے لامحدود وسائل کے باوجود اس وقت تک مجرم کا سراغ لگانے سے قاصر ثابت ہوئی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بندر سعید کے سانحہ پراسرار کی طرح یہ واقعہ بھی بلا تحقیق رہ جائیگا لندن کے اِن لاتعداد جرموں کی طرح جن کا کھوج پولیس اور خفیہ پولیس ابھی نہیں لگا سکتی تھی۔

قریباً دس بجے رات کا وقت تھا اور میں اپنے مکان پر بیٹھا ہوا اخبار کیلئے مضمون لکھنے میں معروف تھا کہ ایک وقفہ محدود میں، جب میں قلم ہاتھ سے رکھکر پائپ جلانا چاہتا تھا ایک مدھی آواز کمرہ کے بند دروازہ کے باہر، اس قسم کی اگویا کوئی چیز میرے لیٹر بکس میں ڈالی جا رہی ہے۔ پیدا ہوئی۔

میں نے سمجھا کسی تاجر کا اشتہار ہے کیونکہ دس بجے رات کو اور کیا چیز لیٹر بکس میں ڈالی جا سکتی تھی۔ لیکن دفعتہً دروازہ پر لگی ہوئی بجلی کی گھنٹی زور سے بجنے لگی۔

یہ اس بات کی علامت تھی کہ خط لانیوالا اس پر میری توجہ بھی دلانا چاہتا ہے میں نے پائپ ہاتھ سے رکھ دیا اور دروازہ کے باہر نکلا۔

ایک چوکور لفافہ ہلکی نیلی رنگت کا اس میں پڑا تھا میں نے اُلٹ پلٹ کر دیکھا صرف یہ نام اس پر درج تھا۔

مسٹر کوانا

بس اس کے سوا کچھ نہیں نہ کوئی پتہ اور نہ فرستندہ کا نام اور نہ کچھ اور۔

میں نے جلدی سے چاک کر کے مضمون پڑھنا شروع کیا اور اس کے ساتھ ہی یہ معلوم کرنے کیلئے کہ کون اسے لایا تھا، ادھر اُدھر دیکھنے لگا برآمدہ خالی تھا۔ مگر جب میں نے سیڑھیوں کے پاس جاکے نظر ڈالی تو ایک سپید صورت ڈیوڑھی سے گزرتی ہوئی دکھائی دی۔

بلا تامل ٹوپی تک اوڑھنے کی پرواہ نہ کر کے میں ڈرتا ہوا زینہ سے اُترا میری نظروں کے سامنے وہ ڈیوڑھی سے نکلکر دروازہ کی طرف بڑھی۔
جس مقام پر باہر کا تنگ دروازہ بازار کی طرف کھلتا تھا میں نے اسکو جالیا معلوم ہوا ایک عورت ہے چہرہ پر نقاب اور گلے میں سپید ارمنی کا لمبا کوٹ . . . . . .

میڈم" میں نے آواز دی۔
جلدی سے پیچھے مڑ کر وہ سہمی ہوئی نظروں سے میری طرف دیکھنے لگی۔
صاحب" دیر ہوتی ہے اس نے خوشگوار آواز میں التجا کرتے ہوئے کہا مجھے جانے دو!

اور یہ کہتے ہوئے اس نے خوف کے انداز سے چاروں طرف دیکھی۔
میں اسکی صورت کا نقشہ کیا بیان کروں شائد آپ نے چاند کو ابر سپید میں چھپا ہوا دیکھا ہے بس وہی اس کا چہرہ تھا نقاب کے اندر میں نے اس کی دلفریب صورت اور نہ بھولنے والی حیرت انگیز آنکھوں کو دیکھا اور حیران و ششدر رہ گیا؟
ایک ثانیہ کے لئے کچھ اس طرح کی حالت میری ہو گئی کہ نہیں کچھ کہہ اور نہ

کرسکتا تھا۔ اس کے بعد مشکل سے دھڑکن ضبط کر کے میں نے پوچھا؛

یہ خط جو آپ نے ڈالا تھا اس کا کیا مطلب ہے۔

افسوس میں جواب نہیں دے سکتی آپ مجھ سے نہ پوچھئے؛

وہ دہشت سے تھر تھر کانپتی اور نہ معلوم کس لئے رخصت سے بیتاب تھی۔
تیز چلنے سے اس کا دم پھولا ہوا اور راہبر سپید کی پشت پر اسکی آنکھیں زحل کی طرح روشن اور چمکیلی تھیں۔

حیرت زدہ ہو کر کبھی اس خط کو اور کبھی اس زہرۂ روشن کو دیکھنے لگتا تھا؛
واقعہ اس میں شک نہیں عجیب و پُراسرار تھا تاہم اس خاتون کو اس بلا مرضی روکنا یہ بھی ایک غیر ممکن سی بات تھی بہر حال اتنا میں نے دیکھا کہ وہ کسی نامعلوم دہشت سے سہمی ہوئی اور خائف تھی وہ کچھ کہنا چاہتی لیکن پھر مجبور ہو کر رہ جاتی؛

باہر دو قدم کے فاصلہ پر فلیٹ سٹریٹ کا بارونق بازار آباد تھا بے شمار خلقت اس میں آجا رہی تھی موٹریں اور گاڑیاں چلتی تھیں غرض روزانہ زندگی کے سارے حقائق جمع تھے حالانکہ اس جگہ اپنے مکان کی ڈیوڑھی میں، میں ایک ناقابل فہم افسانہ یا رومان کی الجھن میں پھنسا ہوا حالات کے بڑھتے ہوئے اسرار کو دیکھ دیکھ کے حیرت زدہ ہو رہا تھا۔

میری اس وقت کی حالت اس ایکٹر کی طرح تھی جو بلا مرضی فوق الفہم طاقت کے اثر سے کسی نامعلوم ناٹک میں حصہ لینے پر مجبور ہو یا اس تماشائی کی مانند جو اس اکھاڑے کے سرے پر کھڑا ہو جس میں دو حریف کسی مدعائے پُراسرار کے لئے جنگ کر رہے ہوں یا جو ان کے گرد اس اکھاڑے میں بیٹھا ہوا ہو [illegible]

اب بھی میرے پہلو میں ایک بے نام خاتون کھڑی تھی جس کے چند الفاظ اس پردہ راز کو چاک کر سکتے تھے مگر وہ بولنا یا جواب دینا نہ چاہتی تھی اسکی سب سے بڑی خواہش میری نظروں سے چھپ جانے/فرار ہو جانے کی تھی۔

۲

دفعتاً بلا کسی تحریک کے اس نے وہ نقاب جو چہرہ پر پڑی ہوئی تھی اُتار دی اور اس وقت پہلی مرتبہ میں نے اس کے روئے سحر انگیز اور حسن فتنہ خیز کو پوری طرح دیکھا قلم میں طاقت نہیں کہ ان طرب اندوز بنفشی آنکھوں کا صحیح نقشہ پیش کرے نرگس شہلا کی مستی اور غزالوں کی شوخی اگر کسی چیز میں یکجا ہو سکتی ہے تو وہ ان آنکھوں میں تھی اور اس کا چہرہ کتنا خوش رنگ کیسا دلنواز اور کتنا دلفریب حیرت انگیز بالوں کی ایک لٹ باغی ہو کر سپید چوڑی پیشانی پر نکلی ہوئی اور جہاں برقی لیمپ کی روشنی اس پر پڑتی تھی اپنی دلکش گہری رنگت سے سونے کے تاروں کی چمک پیدا کرتی تھی؟

اے صاحب وعدہ کیجیے اس نے مجھ پر آنکھوں کی بجلیاں اور حسن کے بان برساتے ہوئے کہا۔ وعدہ کیجیے۔ کہ آپ میری آمد کا حال کسی سے نہ کہینگے۔

میں نے وعدہ کر لیا اور میرے خیال میں کوئی ایسا مرد نہ ہوگا جو اس عارض زرفام پر اطمینان کی سرخی دیکھنے کیلیے ایسا نہ کرتا بہر حال میں نے کہا۔

کچھ تھوڑا سا حال ...... اشارتاً۔ جو آپ کو معلوم ہو کہہ دیجیے؟

مگر اس کا جواب وہی تھا۔

میں مجبور ہوں ایمانداری کے ساتھ میں ایک لفظ تک اس بارہ میں کہنے کی .. جرأت نہیں کر سکتی ہیں جو میں عرض کرتی ہوں/ قبول کیجیے؟

ہیں اِس سے بڑھ کر مجبور ہو گیا ؟

بہت اچھا! میں نے جواب دیا جس طرح آپ چاہتی ہیں ہو گا !

آہ ۔ میں بیان نہیں کر سکتی کتنا بڑا احسان آپ نے مجھ پر کیا ہے میں کسی طرح اِس عنایت کا شکریہ ادا نہیں کر سکتی !

اِس نے جلدی سے نقاب اوڑھ لی اور دبی آواز سے یہ کہتی ایک طرف کو چلی گئی ۔

میں آپ پر بھروسہ کرتی ہوں اپنا وعدہ پورا کیجئے ۔ الوداع ۔

اِس کی نمایاں سپید صورت پیدل چلنے کی پٹڑی کی طرف گئی اور پھر دروازہ کی اوجھل میں نظروں سے غائب ہو گئی

لیکن میری نگاہ شوق پیچھا کرنے کو بے تاب تھی اِس کے بعد میں جب دروازہ میں پہنچکر دیکھنے لگا تو وہ سڑک کے دوسرے پار جا رہی تھی مگر اِس سے پہلے کہ وہ اِس جگہ پہنچی ایک مرد سایہ تحریک سے نکلا اور اِسکی طرف بڑھا !

ایک گزرتی ہوئی گاڑی نے فوراً ہی میری نگاہ کا راستہ روک دیا اور جب اسکے بعد وہ چلی گئی تو نہ وہ خاتون اور نہ مرد دونوں میں سے کوئی نظر نہ آتا تھا

لیکن اگر اس وقفہ محدود میں کہ میں نے اِن دونوں کو ایک دوسرے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا میری نگاہ نے کوئی فاش غلطی نہیں کی تو ضرور وہ آدمی میرے بحری سفر کا ساتھی احمد علی فاروقی تھا۔

۳

کھلا ہوا خط ہاتھ میں لئے اپنے کمرہ کی طرف چلتا ۔

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسرار روحانیت کا کوئی غیبی دروازہ میرے سامنے کھلا ہے جس کے اندر ہر چیز انوکھی اہر ہستی پُراسرار اور ہر واقعہ راز سربستہ کی شکل رکھتا ہے جب تک وُہ نازنین میرے سامنے تھی اور اِسکی دلفریب شخصیت اور حسن خوش اقبال کی نزہت نے میرے خیالات کو مسحور کر رکھا تھا تب تک میں اِس عالم سفلی کے باہر حسن و حیرت کی دنیا میں پہنچا ہُوا تھا مگر اس کی رخصت کے بعد میری نگاہ پھر ایک بار اِس نحمتہ کاغذ پر گئی جس پر نامعلوم خط میں یہ چند سطریں درج تھیں۔

پروفیسر ڈیبنگ کو مجبور کیجئے کہ وُہ چیز جو اِس کے پاس براؤن رنگ کے بیگ میں بند ہے آج رات اپنے مکان کی ڈیوڑھی میں رکھدے اگر ایسا نہ کیا تو پھر کوئی طاقت کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی اِس کو حسن حلبی کے خنجر سے محفوظ نہ رکھ سکے گی۔

ایک دوست

باب ۳

حسن حلبی

۱

کمرہ میں واپس آکر پہلا سوال جو میرے دل میں پیدا ہُوا یہ تھا کہ پروفیسر ڈیبنگ کو اِس خط کے مضمون سے آگاہ کرنے کی صورت کیا ہو میں اِس کے محل سکونت

سے ناواقف تھا کوئی خط و کتابت یا کسی طرح کا میل جول ہمارے لندن آنے کے بعد آپس میں نہ ہوا تھا تو پھر وہ واقف حال کیونکر ہو؟

کمرہ کی ہوا اب تک اس نازنین کے کپڑوں کی سوندھی خوشبو سے مہکی ہوئی تھی پائپ کا کش لگاتا میں تھوڑی دیر اس کی حیرت انگیز شخصیت اور خط کی پر اسرار درخواست پر غور کرتا رہا اور اسکے بعد دفعتاً ایک خیال دل میں پیدا ہوا۔

یقیناً اس کا نام ٹیلیفون کی ڈائرکٹری میں درج ہوگا میں نے ورق گردانی کی۔ بے شک تھا اور جب اسکو فون پر بلایا تو معلوم ہوا کہ گھر پر ہے؟

آہ... مسٹر کوانا! اس نے جواب دیا کتنی عجیب بات ہے کہ آپنے مجھ کو عین اس وقت یاد کیا جب میں خود آپ کو فون کرنے کی فکر کر رہا تھا۔

خوب... لیکن پہلے اس خط کا مضمون سنیئے جو گمنام میرے پاس آیا ہے کہ ابھی کو تھوڑی دیر گزری! ایک.......

میں کہتا کہتا رک گیا کیونکہ یاد آیا میں اس پر اسرار حسینہ سے اخفا اور رازداری کا وعدہ کر چکا تھا۔

خیر میں نے خط کا مضمون پڑھ کر سنایا اور اس کے بعد کہا۔

میری سمجھ میں اس کا مطلب بالکل نہیں آیا۔ شاید آپ بہتر سمجھ سکتے ہوں ایک آہ سے ملتی ہوئی آواز مجھ کو فون پر سنائی دی اسکے بعد

بے شک! اس نے جواب دیا میں اس کا مطلب سمجھ گیا یاد ہوگا ایک بار اثنائے سفر میں میں نے آپ سے کیبن کا دروازہ کھلنے اور اندھیرے میں ہلال نما خنجر کی چمک نظر آنے کا واقعہ بیان کیا تھا وہی نشان پھر ایک بار میں نے دیکھا ہے مسٹر کوانا

میں اِن لوگوں میں سے نہیں ہوں جو تخیلات کے دلدادے ہیں میری اصلیت میری عمر کا بڑا حصہ علمی اور تاریخی معلومات کے شوق میں بسر ہوا ہے مگر اب اس پُراسرار نشان کو دوبارہ دیکھنے کے بعد۔ نیز اِن واقعات عجیب کو مدِنظر رکھ کے جو سیمن جہاز پر پیش آئے تھے یہ بات پورے یقین کے ساتھ میرے ذہن نشین ہو گئی ہے۔ ... کہ حالات بے معنی نہیں ہیں جس وقت پہلا واقعہ ہاتھ کٹنے کا۔ بندر سعید میں پیش آیا تو کچھ شبہ تھی مجھ کو ہوا تھا مگر میں نے یہ سمجھ کے اس کو نظر انداز کر دیا کہ یہ خرقِ عادت باتیں اِس زمانہ تہذیب میں ناممکن ہیں پھر جب اس کے بعد اقدام سرقہ کی واردات ہوئی تب اس شبہ نے کچھ اور ترقی کی۔ لیکن اِس آخری واقعہ نے جو ٹلبری کے گھاٹ پر بد نصیب دارو غہ کو پیش آیا تھا اس کے تو میرے رہے سہے شبہات کو زائل کر دیا یعنی اِس کے بعد مجھ کو یقین ہو گیا کہ جو کچھ ہو رہا ہے محض اِس چیز کی بازیابی کے لئے جو براؤن رنگ کے چرمی بیگ میں بند تھی۔

میں اِس بیان کو بڑھتی ہوئی حیرانی سے سننے لگا۔

در اصل" پروفیسر نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا" یہ ہاتھ کٹنے کے واقعات محض اِس چیز کو پانے کے لئے نہیں تھے بلکہ جیسا داروغہ جہاز کے واقعہ سے معلوم ہوا یہ ایک طرح کی سزا تھی جو ہر ایسے آدمی کو دی جاتی ہے جو قصداً یا سہواً اس بیگ کو چھو لے۔ ... کیا سمجھے آپ۔

لیکن معاف کیجئے۔ میں نے بڑھتی ہوئی حیرت کے ساتھ کہا اگر اِن سب لوگوں کے ہاتھ جو آپ کے اس چرمی بیگ کو چھو لیں کٹ جانے ضروری تھے تو پھر سمجھ

میں نہیں آتا کہ . . . . . .

میں کیونکر بچا . . . . . . یہ آپ کا مطلب ہے؟

ہاں کیا بات یہ عجیب نہیں!"

بے شک ہے۔ مگر وہ اس کی وجوہ میں ایک یہ کہ جو لوگ اِس پیکٹ کو، جو بیگ کے اندر بند ہے واپس لینے چاہتے ہیں وہ اِس بات کو اچھی طرح سمجھتے تھے کہ اثنائے سفر میں میری ہلاکت ان کے مدعا کی تکمیل میں مددگار ہونے کی بجائے مزاحم ثابت ہوگی پس وہ کسی مناسب موقعہ کا انتظار کرتے رہے بندر سعید میں وہ ضرور اِس پر قبضہ کرنا چاہتے تھے مگر بیگ چونکہ بڑا تھا اور واردات کے فوراً بعد اس کا غائب ہو جانا شک انگیز ہوتا اِس لئے وہ جرأت نہ کر سکے رہ گئی دوسری وجہ تو وہ میرے خیال میں یہ ہے کہ بیشتر اِن لوگوں کو میرے مذہب کے بارہ میں کچھ شبہ تھا . . .

یعنی کیا۔

وہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ میں بھی مسلمان ہوں۔

مسلمان . . . . آپ . . . .؟

اِس لئے میں نے اسی بھیس میں اکثر اسلامی ملکوں کا دورہ کیا ہے۔

خوب۔

لیکن اب اِن لوگوں نے میری جان ضائع کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے یعنی خواہ میرا مذہب کچھ ہو وہ مجھ کو زندہ چھوڑنا نہیں چاہتے۔

کیوں۔

اِسلئے پروفیسر ڈیننگ کی آواز اب پہلے کی نسبت سخت تھی۔ "اِس لئے

کہ وُہ اِس چیز پر جو براؤن چرمی بیگ میں بند ہے قبضہ کرنے چاہتے ہیں فی الحال میں اِس راز کو صاف نہیں کرنا چاہتا کہ وُہ کیا چیز ہے اُور کیوں وُہ اِسکے پانیکو بیتاب ہیں کیونکہ اِس صورت میں آپ کی اپنی زندگی بھی خطرہ میں پڑ جائیگی تاہم اتنا ہی میں آپ سے کہتا ہوں کہ لندن پہنچ جانے کے بعد میں اِس چیز کو اسی طرح بیگ میں بند کر کے لوہے کی تجوری میں بند کر کے رکھ چھوڑا ہے اُور کنجی معہ تفصیلی بیان کی کتابوں کی الماری میں میری تصنیف ،، اسریا کے اصنام ،، کے پہلے ایڈیشن کی جلد کی پشت پر رکھی ہے ... کیا آپ سمجھ گئے ؟

جی ہیلنگ . میں اچھی طرح سمجھ گیا لیکن یہ سب حالات کس لئے آپ مجھ سے بیان کرتے ہیں .

پروفیسر کی سخت ہنسی فون کے تاروں پر سے ہوتی ہوئی میرے کانوں میں پہنچی کہنے لگا اِس لئے کہ یہ راز حال ہی میں مجھ پر کھلا ہے کہ کون میرا پیچھا کر رہا تھا اب میں جانتا ہوں کہ میری زندگی خطرہ میں ہے میں اِس دُنیا میں کوئی دم کا مہمان ہوں شائد آج یا کل آپ میری موت کی خبر سن لینگے مگر آپ پوچھینگے کہ کیوں میں اپنی زندگی خطرہ میں ڈالتا ہے تو اِس لئے کہ مجبوری ہے میں وُہ چیز اِس آدمی کے حوالہ کر دیتا اگر ایسا کرنے سے مجھے اپنی سلامتی کا یقین ہوتا لیکن ایسا نہیں ہے .

یہ ایک اُور بھی نیا راز ہے آخر جب وُہ اِس چیز کو جو اِس فتنہ کی بنیاد تھی واپس دے دینا چاہتا تھا تو پھر کس لئے وُہ لوگ اِس کے درپے آزار تھے حالات کی بڑھتی ہوئی اُلجھن میرے دماغ میں چکر پیدا کرنے لگی انتہائی کوشش کے باوجود کوئی ایک بات بھی صاف ہوتی نظر نہ آتی تھی .

دفعتاً ایک اور خیال میرے دل میں پیدا ہوا۔

کیوں بھلا اس شخص احمد علی فاروقی کو جانتے ہیں جو ہمارے ساتھ جہاز پر سوار تھا۔؟

ہاں ۔ ۔ ۔ ۔ اس کو کیا ہوا۔

کچھ نہیں۔ میں صرف یہ دریافت کرنا چاہتا تھا کہ کیا اس کا بھی اس معاملہ سے کوئی تعلق ہے؟

بالکل نہیں۔ ڈیننگ نے جواب دیا۔ اتنا مجھ کو معلوم ہے کہ فاروقی اپنے حلقہ میں ایک ذی وجاہت آدمی ہے تاہم کوئی خطرہ اسکی طرف سے مجھ کو نہیں ہے مگر میں دریافت کرسکتا ہوں کہ آپ نے اپنی حفاظت کیلئے کیا تدبیر سوچی ہے ویسی ہی تلخ ہنسی کی آواز جو پہلے میں نے سنی تھی پھر ایک بار میرے کانوں میں آئی۔

مسٹر کوانا۔ اس نے کہا اپنی عمر کا بڑا حصہ مشرقی ملکوں میں بسر کرنے کی وجہ سے میں بھی ان لوگوں کی طرح تقدیر کا قائل ہوچکا ہوں یعنی میرا عقیدہ ہے کہ جو کچھ انسان کی قسمت میں لکھا ہوا ہو وہی پیش آتا ہے اور کوئی تدبیر اسکی روک تھام میں کارگر نہیں ہوتی پس اپنے مکان کا دروازہ بند رکھنے کے علاوہ اور کوئی خاص طریقہ میں نے اپنی حفاظت کے لیے نہیں برتا۔

گفتگو کا یہ سلسلہ تھوڑی دیر اور رہا لیکن ڈیننگ کے ہر لفظ سے یہ خیال پختگی کے ساتھ میرے ذہن نشین ہوتا جارہا تھا کہ وہ اپنی موت کے آمادہ و تیار رہے کوئی نامعلوم پُراسرار خطرہ کسی ہستی بے نام کی طرف سے اس کو لگا ہوا تھا اور اس

کو یقین تھا کہ اب کوئی دنیاوی طاقت اُسے اِس خطرہ سے محفوظ نہیں رکھ سکتی۔

۲

ریسیور ہاتھ سے رکھکر میں پھر ایک بار کام پر متوجہ ہُوا چاہتا تھا کہ ایک فوری خیال کے اثر سے میں نے دوبارہ اُسکو اٹھا لیا اور نیو سکاٹ لینڈ یارڈ کے انسپکٹر برسٹل کو بلایا۔

معلوم ہُوا وُہ وہیں تھا دیرینہ واقفیت کی بنا پر اُس کی بے تکلفی تھی چند ہی الفاظ سُنکر وُہ میری زبان سے پورے حالات سننے کو بیتاب ہوگیا اور کہنے لگا۔

میں ابھی آپ کے مکان پر آتا ہوں جہاں رو در رو باتیں ہونگی۔

حسن اتفاق سے دارو غہ جہاز کے کٹے ہوئے ہاتھ کا معاملہ اسی کے زیر تفتیش تھا پس مجھ کو یقین ہو گیا کہ اِس سے بہتر اِس کے راز حل میں مدد دینے والا کوئی آدمی نہیں ہوسکتا۔

میں نے اِس کی آمد کے انتظار میں تحریر کا کام چھوڑ دیا اور اِس کے تھوڑی دیر بعد وُہ آ پہونچا۔

دروازہ پر گھنٹی کی آواز سُنکر میں سیڑھیوں سے اُترا اور اِسکو دیکھکر ایک نئی طرح کا اطمینان میرے دل کو محسوس ہونے لگا۔ کیونکہ اِس راز کا حال سننے کو اِس سے لائق تر آدمی کوئی نہ ہوسکتا تھا وہی میرے شبہات اور اندیشوں کو اصلی اور فرضی شقوں پر تقسیم کرسکتا تھا۔

برسٹل کو میں اچھی طرح جانتا ہوں ماہر فن اور تجربہ کار جاسوس ہے نگاہ اتنی تیز کہ تازی کُتے کی شامہ بھی کیا ہوگی پہلی ملاقات ہی میں اِس نے وُہ تعصب جو میرے

دل میں کارِ خاص کے جاسوسوں کی طرف سے ہُوا کرتا تھا زائل کر دیا تھا۔

شکل و صورت سے وُہ کسی ریٹائر شدہ اینگلو انڈین افسر سے ملتا ہے اور میرے خیال میں ایسا ہونا باعثِ حیرت بھی نہیں کیونکہ مدتِ دراز تک جمیکا کا رہنے سے اِس کے چہرہ کی رنگت تانبہ کی طرح سُرخ ہو چکی تھی بہرحال کوئی آدمی اسکی صورت دیکھکر یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وُہ جاسوس ہے۔

اپنے کمرہ میں لیجا کر میں نے اُسے ایک آرام چوکی پر بٹھایا اور اِس کے بعد جس قدر حالات مجھ کو معلوم تھے بلا تمہید بیان کر دیئے۔

وُہ چپ چاپ بیٹھا سُنتا گیا اور جب تک میری داستان ختم نہیں ہوئی، نہ بولا۔ نہ کوئی سوال ہی اِس نے پوچھا۔

اِس کے بعد دفعتاً ایک ایسی بات اِس نے دریافت کی جس کا خیال پیشتر میرے دل میں پیدا نہ ہُوا تھا۔ کہنے لگا۔

آپ کو معلوم ہے پروفیسر ڈیپنگ کس مکان میں رہتا ہے۔

بالکل نہیں، میں نے جواب دیا۔ سفر میں واپس آنے کے بعد آج پہلا موقعہ تھا کہ میری اِن سے گفتگو ہوئی اور وُہ بھی فون پر، مگر ہاں ڈائرکٹری سے اتنا پتہ چلا تھا کہ وہ ڈلچ میں کسی جگہ رہتے ہیں۔

میں کیا ٹیلی فون استعمال کر سکتا ہوں۔

شوق سے، اِس میں پوچھنے کی کیا بات ہے۔

برسٹل نے ریسیور ہاتھ میں لے کے سب سے پہلے سپرنٹنڈنٹ پی ڈویژن کو مخاطب کیا جس کے حلقہ میں پروفیسر ڈیپنگ کا مکان تھا تھوڑی دیر اِس سے بک

طرف بات چیت ہوئی اِس کے بعد برسل نے چونگا ہاتھ سے رکھ دیا اور میری طرف مڑ کر کہنے لگا۔

اتنا بے پردہ مکان ہے کہ اِس میں رہنے والے کو جو خطرہ بھی پیش آئے تھوڑا ہے بہت کھلا میدان اور اِس میں صرف ایک پرانی ساخت کا مکان نوکر بھی صرف ایک جو دور افتادہ شاگرد پیشے میں سوتا ہے دشمن کی راہ میں سہولت پیدا کرنے کیلئے میرے خیال میں اِس سے بہتر کوئی جگہ نہ ہو سکتی تھی۔

تو پھر آپ کی رائے میں کیا کرنا چاہیئے؟

میرے خیال میں۔۔۔ اِس نے آہستہ سے کہنا شروع کیا سب سے پہلے۔۔۔۔ پروفیسر ڈیلنگ کو۔۔۔۔۔۔۔

مگر فقرہ ناتمام ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی زور سے بجنے لگی۔

۳

میں نے ریسیور اُٹھایا

ہلو!۔۔۔۔ کون بولتا ہے۔

کوانا۔۔۔۔ مسٹر کوانا۔ کیا آپ ہیں؟

فرمائیے!

میرا نام ڈیلنگ ہے ابھی ابھی میں نے فون کے ذریعہ پولیس سے مدد مانگی تھی اِن کا جواب آیا ہے کہ ایک آدمی۔

اِس کی آواز رفتہ رفتہ مدھم ہو گئی پُراسرار مدھم سا شور میرے کان میں آنا شروع ہوا۔

ہلو! میں نے آواز دی ہلو!

ایک چیخ... دہشت ناک جاں گداز چیخ کی آواز اور اس کے بعد فاصلہ پر کسی کے بڑبڑانے کی آوازیں.... پھر کسی ٹھوس چیز کے گرنے کا تڑاخہ۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ریسیور ڈیبنگ کے ہاتھ سے میز پر گر گیا۔

سعی ضبط کے باوجود میرے چہرے کا رنگ پیلا پڑنے لگا۔

کیا بات ہے؟" برسٹل نے فکر آمیز لہجہ میں پوچھا

خدا ہی کو بہتر معلوم ہے کہ واقعہ کیا ہے مگر آثار کہتے ہیں کہ کوئی حادثہ ڈیبنگ کو پیش آیا ہے۔"

اس نے ریسیور اپنے ہاتھ میں لے لیا

تاروں کے اوپر سے ایک مری ہوئی سرسراتی آواز یہ کہتی سنائی دی؟

حسن حلبی نے.....حسن.....حل.....بی.....نے اور بس

باب - ۴

ڈیبنگ کے مکان پر

۱

اس کے تھوڑی دیر بعد ہم دونوں میں اور برسٹل، پروفیسر ڈیبنگ کے

مکان کے سامنے کرایہ کی موٹر سے اُترے؛

تم فی الحال یہیں ٹھہرو۔ میرے دوست نے موٹر والے سے کہا۔

بہت اچھا، اس نے جواب دیا مگر واپسی میں آپ لوگوں کو ہر کسٹن گیریج کے پاس اُتر جانا پڑیگا کیونکہ میرا دن بھر کا کام ختم ہو چکا ہے وہاں سے میرے خیال میں کوئی اَور موٹر آپ کو مل جائے گی

بہت دور تنہائی اَور سکوت میں کسی گرجا کے گھڑیال کی آواز سنائی دی۔ اِس کے سوا ہر طرف خاموشی تھی خاموشی اَور سناٹا بار بار یہ سوچکر حیرت ہوتی تھی کہ کیا اسی کا نام لنڈن ہے؟

سینٹ پال کے گرجا سے بمشکل پانچ میل کے فاصلہ پر ایسے ایسے مقامات واقع ہیں جن سے اب بھی سطرد مشقی کے اصرار کے ساتھ عہد گزشتہ کی بو آتی ہے کم از کم یہ مکان لوہے کے پھاٹک کی پشت پر بنا ہوا۔ لنڈن کی پر خروش آبادی کا خفیف ترین اثر بھی اپنے اندر نہ رکھتا تھا؛

ایک بلا وردی سپاہی پھاٹک کے اندر کھڑا تھا اس نے میرے ساتھی کو سلام کیا۔

کیا پروفیسر ڈیننگ؟... میں نے کہنا شروع کیا؟

مگر اس کا اشارہ دیکھکر فقرہ ناتمام ہی رہگیا اس ایک سادہ حرکت دنیا بھر کی سانحی تقریریں جمع تھیں؟

کیا... مرگیا...؟ میں نے بے اعتباری کے لہجہ میں پوچھا؛

اِس نے برسٹل کی طرف دیکھا اَور کہنے لگا؟

اتنا پر اسرار واقعہ کبھی میرے دیکھنے میں نہ آیا تھا۔
میری بولنے کی قوت سلب ہو گئی ذہن اِس خبر کو صحیح تسلیم کرنے سے عاجز تھا کہ ڈیننگ... وہ شخص جو پون گھنٹہ پیشتر مجھ سے باتیں کر رہا تھا اب مردہ ہے کسی نامعلوم ذریعہ نے اِس عرصہ قلیل میں اِس کو زندگی کی راحت انگیز دنیا سے موت کی اِس اندھیری سرزمین میں دھکیل دیا جس کا حال کبھی کسی جانے والے نے واپس آکر بیان نہیں کیا؟

۲

ایک اِس طرح کی خاموشی میں جو روحوں کی سرسراتی ہوئی آوازوں سے پر معلوم ہوتی تھی ہم مکان کی طرف بڑھے ایک بہت لمبا رستہ۔ صنوبر کے سایہ میں چھپا ہوا اندر کی طرف جاتا تھا پہلی رات کا چاند اونچے درختوں کے سایہ میں پھیلی ہوئی تاریکی مشکل سے زائل کر سکتا تھا بعض بعض مقامات اتنے اندھیرے تھے کہ رستہ بھی نظر نہ آتا تھا۔
اِس اندھیرے یا سمندر سے گزر کر ہم مکان کے پاس پہنچے جس کا بالائی حصہ جا بجا نمایاں مگر نچلا کم و بیش تاریک تھا صرف دو کھڑکیاں برقی لیمپوں کی روشنی سے واضح تھیں ایک جانب بہت لمبا برآمدہ کسی نامعلوم مقام کی طرف جاتا تھا۔
بائیں طرف جھاڑ جھنکار اُگے ہوئے تھے رستہ ناصاف اور گھاس پات سے اٹا ہوا تھا غفلت اور لاپرواہی کے آثار ہر ایک چیز سے ہویدا تھے!
ایک تنگ ڈیوڑھی سے گزر کر ہم مطالعہ کے کمرہ کی طرف گئے جہاں ایک آدمی جو بعد ازاں معلوم ہوا۔ ڈیننگ کا نوکر تھا دروازہ کے پاس سر تھامے، تصویر

پاس بنا بیٹھا تھا۔

ہمیں آتا دیکھ کر وُہ اُٹھا۔ اس کا چہرہ لاش کی طرح بے رنگ اور سپید تھا۔

میرے خدا . . . . . اس نے کراہتے ہوئے کہا۔ صاحب وُہ اپنے کمرہ میں بند تھے دروازہ اندر سے مقفل تھا۔ اس پر بھی نا معلوم کس طرح انکو ہلاک کر دیا گیا۔

مگر تم اس وقت کہاں تھے ابرسٹں نے پوچھا

میں اُن کا پیغام لیکر گیا تھا واپس آیا تو پولیس کے آدمی دروازہ توڑ رہے تھے کیونکہ جیسا میں نے کہا ہے۔ وُہ اندر سے بند تھا؟

خیر ہم اندر گئے

عجائب خانہ کا سا نقشہ تھا کئی طرح کی عجیب و غریب چیزیں میزوں پر ادیوار گیری اور الماریوں پر رکھی تھیں مگر ہم نے دیکھا بے ترتیبی کے ساتھ اِدھر اُدھر بکھری ہوئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کوئی وحشی حیوان اس کمرہ کی چیزوں کو منتشر کرتا ہوا ادھر اُدھر دوڑا ہے۔

مطالعہ کا برقی لمپ میز پر جل رہا تھا؟

برسٹل اس سپاہی کی طرف مڑا جو ہمارے ساتھ ہی ساتھ اس جگہ تک آیا تھا اس وقت تک کسی چیز کو چھیڑا تو نہیں گیا۔

بالکل نہیں، اس نے جواب دیا۔ جب ہم لوگ دروازہ توڑکر اندر آئے تو یہی حالت تھی۔

مگر دروازہ توڑنے کی کیا حاجت تھی۔

بات یہ ہے۔ پروفیسر ڈیننگ نے فون پر یہ بات کہی تھی کہ کوئی چیز یا کوئی شخص

مکان میں گھس آیا ہے لیکن میری اپنی رائے میں یہ ان کے فتور عصبی کا نتیجہ تھا کیونکہ نوکر بیان کرتا ہے کہ وُہ دروازہ بند کئے بیٹھے تھے اور جب ہم نے آکر دیکھا تو بھی دروازہ بند تھا پس اگر کوئی اندر آیا تو کس راہ سے؟

تم جس وقت آئے تو کوئی خاص بات دیکھنے میں آئی تھی؟

صرف ایک! سپاہی نے رکتے ہوئے جواب دیا؟

یعنی کیا؟

ایک عجیب طرح کی آواز کمرہ کے اندر سنائی دے رہی تھی؟

یعنی کس طرح کی؟

گویا کوئی رینگتا پھر رہا ہو۔

برشل میری طرف مڑا!

خیال فرمایئے دروازہ اندر سے بند تھا خود ان لوگوں نے آکر اسے توڑا اس پر بھی کوئی چیز بند کمرہ میں سرسراتی پھر رہی تھی پھر اس کے بعد سپاہی سے کنجی بند دروازہ کے اندر تھی۔

جی اندر۔ قفل میں

اس نے ایک گھومتی ہوئی نظر کمرے کے چاروں طرف ڈالی ایک جانب اندھیرے میں بند تجوری کا لٹو مدھم چمک پیدا کرتا نظر آتا تھا۔

اور یہ آہنی صندوق ؟کیا یہ بند تھا۔

جی ہاں۔

مبادیات کے فارغ ہونے کے بعد جب ہم اس مقام کے پاس گئے جہاں

بدنصیب پروفیسر کی لاش میز کی اوجھل میں پڑی تھی تو ایک ایسا بھیانک نظارہ دکھائی دیا۔ کہ بدن تھرا گیا؟

رانتم خدا! برسٹل نے دبی ہوئی آواز سے کہا یہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کسی نے گردن کاٹ ڈالی۔

میرے سر میں چکر آ رہے تھے مشکل سے میز کا سہارا لے کر تھا کتنے بھیانک حالات تھے بھیانک اور پُر اسرار خدا ہی بہتر جانتا تھا کہ قاتل بند دروازوں اور کھڑکیوں کے اندر کیونکر پہلے گھسا اور اس کے بعد کس طرح رخصت ہوا۔

دروازہ کھولنے کے بعد، برسٹل نے پھر ایک بار سپاہی سے پوچھا۔ تم نے قاتل کو تلاش کیا ہوگا۔

جناب عالی! کوئی ایک کونا بھی ایسا نہیں ہے جو ہم نے نہ ڈھونڈا ہو الماریوں کے اندر آتشدان کے سایہ میں میزوں اور کرسیوں کے پیچھے سبھی جگہ ہم نے اس کو تلاش کیا لیکن کچھ نہیں!

تاہم دیکھیے! برسٹل نے جو جھک کر لاش کو دیکھنے لگا تھا دفعتاً چونکتے ہوئے کہا اس کے ہاتھ میں ایک چھینی ہے۔

میرے خیال میں" سپاہی نے ایک جانب رکھے ہوئے چوبی صندوق کی طرف اشارہ کر کے کہا جس وقت حملہ کیا گیا تو وہ اسکو کھولنے کی کوشش کر رہے تھے؟

ہم نے دیکھا ایک لمبوترا صندوق اس مقام کے بالکل پاس جہاں پر پروفیسر کی لاش گری ہوئی تھی پڑا تھا ایک بہت معمولی پیکنگ کیس جس پر پروفیسر کا نام اور پتہ درج تھا لیکن جسکو اس وقت تک کھولا نہ گیا تھا؟

کیوں بھلا! یہ صندوق کب آیا؟

پروفیسر کا ملازم لسٹر اس اثنا میں اندر آگیا تھا وہ زور زور سے کانپتے ہوئے کہنے لگا۔

جناب یہ میرے جانے کے چند منٹ پہلے کا واقعہ ہے ایک آدمی آکر دے گیا تھا

کیا پروفیسر ڈیپنگ کو اس کا انتظار تھا؟

میرے خیال میں ..... انتظار تو نہیں تھا؟

انسپکٹر ڈبرسٹل نے سپاہی کی مدد سے اس صندوق کو کھینچکر اس مقام پر رکھا جہاں لیمپ کی روشنی پڑتی تھی وہ قریباً ایک گز لمبا اور ایک ہی فٹ چوڑا لیکن بہت مضبوط بنا ہوا تھا؟

ظاہر ہے برسٹل نے کہنا شروع کیا قاتل واردات کے بعد یہ معلوم کرنے کیلئے ٹھہر گیا تھا؟

کہ آہنی صندوق کی کنجی کہاں ہے؛

ہاں۔ ورنہ پروفیسر کی ہلاکت کے بعد کمرہ کے اندر سرسراتی ہوئی آواز دل کا مطلب اور کیا ہو سکتا ہے ضرور وہ آدمی اسوقت کنجی تلاش کرتا پھر رہا ہوگا؟

لیکن بندہ نواز! سپاہی نے حیرت زدہ ہو کر بیان کیا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جب کمرہ کا دروازہ توڑ کر کھولا گیا تو اندر کوئی متنفس موجود نہ تھا؟

ہم دونوں برسٹل اور میں، دہشت آمیز نظروں سے ایک دوسرے کو تک رہے تھے

بڑا ہی پُراسرار اور ناقابل فہم واقعہ ہے! اس نے کہا لیکن یہ تو دیکھئے؛

وہ کنجی جس کا حال پروفیسر ڈیپنگ نے آپ سے بیان کیا تھا کیا وہ الماری میں موجود ہے

میں اس اثنا میں یہ صندوق کھلوا کر دیکھتا ہوں؟

میں اس چھوٹی سی الماری کی طرف گیا جو کتابوں سے پُر تھی اور جسے قاتل نے جلدی میں نظر انداز کر دیا تھا وہی کتاب جس کا حال پروفیسر نے مجھ سے بیان کیا تھا الماری سے نکالکر دیکھا تو معلوم ہوا اسکی پھولی ہوئی جلد کی پشت پر ایک بند لفافہ پڑا ہے جس میں ایک کنجی اور ایک تہہ کی ہوئی چھٹی رکھی تھی؟

میز کے پاس جانے کی جرأت نہ کر کے میں اس چٹھی کے مضمون کو دور ہی کھڑا ہو کر پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ برسٹل کی آواز سنائی دی؟

خدا جانے کس بلا کا بکس یہ صندوق ہے کہ کھلنے میں نہیں آتا میرے خیال میں اس کو توڑنا ہی پڑے گا؟

جس مقام پر وہ صندوق کے پہلو میں زانو کے بل بیٹھا تھا میں بھی کھلی چٹھی ہاتھ میں لے کر جا پہنچا اتنا مضبوط وہ صندوق تھا کہ اسکو معمولی طریقوں پر کھولنا غیر ممکن نظر آتا تھا۔

لسٹر یہ حالت دیکھ کر بولا۔

لکڑی پھاڑنے کا کلہاڑا باغ میں رکھا ہے کہیئے تو لے آؤں؟

ہاں لادو۔

وہ دوڑا ہوا گیا؟

اس کنجی کا مل جانا ثابت کرتا ہے برسٹل نے مجھ سے کہا کہ جو شخص بھی آیا تھا اس نے کم از کم تجوری کو نہیں چھیڑا لیکن ممکن ہے اس خط سے کچھ حالات معلوم ہوں۔

تو لیجئے اسے پڑھکر دیکھئے میں نے خط پیش کرتے ہوئے کہا۔

اس نے دو قدم بڑھا کر لیمپ کی روشنی میں اس کو پڑھنا شروع کیا؛ یہ مضمون درج تھا.

۳

مائی ڈیر کوانا

اب یہ بات ہر طرح کے شک و شبہ سے بالاتر اور صاف ہے کہ میں اس دنیا میں کسی دن کا مہمان ہوں آپ کو ان پُر اسرار واقعات کا حال یاد ہے جو اثنائے سفر میں جہاز مانڈرے پر پیش آئے تھے میری موت ان ہی واقعات کا تتمہ ہو گی اور یہ خط تبھی آپ کو ملے گا جب یہ آخری انتہائی واقعہ پیش آ چکا ہو گا؛

طلسمی خنجر کا راز اب مجھ سے پوشیدہ نہیں ہے تین بار میں اس کا عکس اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہے اور دو ظہورات اس کے علاوہ ایسے ہیں جن کا حال آپ کو بھی معلوم ہے مشرق میں لوگ اس کو حسن کا خنجر کہتے ہیں اور اس کا عکس وہ ذریعہ ہے جس سے فرقہ حشیشین کے ارکان ان لوگوں کو آگاہ کیا کرتے ہیں جن کو وہ ہلاک کرنا چاہتے ہوں.

مگر آپ پوچھیں گے کہ یہ فرقہ حشیشین کیا چیز ہے؟ دراصل یہ ایک طرح کی خفیہ انجمن تھی جس کی بنیاد ۱۰۹۰ء میں ایک شخص حسن خراسانی نے ڈالی تھی۔ اس کے بعد یہ انجمن کب تک قائم رہی اور کب تک اس کا خاتمہ ہوا مورخوں کا اس سوال پر اختلاف ہے لیکن روایت مشہور ہے کہ ملک شام میں یہ فرقہ اب بھی قائم چلا آتا ہے اور ایک شخص مسمی حسن سکنہ حلب آج کل اس کا لیڈر ہے جس کو عرف عام میں شیخ الجبل کہتے ہیں.

اثنائے قیام مصر میں میں نے اس بارہ میں بہت تحقیقات کی تھی لیکن نہ شام اور نہ مصر

میں کوئی نشان اِس فرقہ کی موجودگی کا بالکل نہ مل سکا۔

پس میں خیال کرنے لگا تھا کہ حسن ایک فرضی نام ہے اُور واقعہ میں اب اِس کا یا اِس کی جماعت کا کوئی وجود نہیں مگر میری یہ غلطی تھی حسن زندہ اُور موجود ہے اُور وُہ اِس زمانہ میں بھی خفیہ اُور پوشیدہ رہ کے اسلام کی روایتوں اُور تاریخی یادگاروں کی حفاظت کا فرض ادا کرتا ہے۔

آپ اِس کو میری بدقسمتی سمجھیں یا کچھ اُور کہ میں نے دورانِ سیاحت میں ایک پیر شاہانِ سلف میں ایک کے جوتے کا جوڑا مدت مدید سے محفوظ چلا آتا تھا اِن لوگوں کی تقلید میں جو فراعنہ مصر کی حنوط کردہ لاشیں اُٹھا لاتے ہیں لندن کے عجائب خانہ میں رکھوانے کی غرض سے چرالیا خیال تھا کسی نے مجھ کو ایسا کرتے نہیں دیکھا لیکن اب معلوم ہوا کہ یہ ایک بالکل ہی غلط خیال تھا کسی طرح اِس واقعہ کی اطلاع فوراً حسن جلبی کے کانوں تک جا پہنچی اُور وُہ وہیں سے اِس کی بازیابی کے لئے میرے پیچھے پیچھے ہولیا، چنانچہ اب وُہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اسی یادگار جوتے کی بازیابی کیلئے انگلستان پہنچا ہُوا ہے۔

لاتعداد حفاظتی تدابیروں سے میں نے اب تک جوتے کو محفوظ رکھا مگر اب اِن واقعات کو دیکھنے کے بعد جو بندرسعید میں اِس کے بعد میں اپنی زندگی اُور اِس چیز کی حفاظت سے مایوس ہونے لگا ہوں کتنی زبردست روحانی طاقت اِس آدمی شیخ حسن میں ہے کہ محض اِس بیگ کو ہاتھ لگانے سے، جس میں وُہ جوتا بند ہے ہاتھ گر کے کٹ جاتا ہے۔

بہرحال جو بات میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ اگر مجھ کو حسن جلبی

یا اِس کے فرقہ ہشیش کے انتقام کا نشانہ بننا پڑا تو میرے بعد اس جوتے کی حفاظت کا فرض آپ کو اپنے ذمہ لینا ہوگا میں نے اِس کو لوہے کی تجوری کو کھولنے کا طریقہ بھی میں نے احتیاطاً اس چھٹی کے آخر میں درج کر دیا ہے لیکن ایک بات میں نے آپ سے کہنا ہوں کسی بھی حالت میں اِس تجوری کو نہ کھولئے کیونکہ اِس کے بعد کوئی طاقت آپ کو ہشیش کے جوش انتقام سے محفوظ نہ رکھ سکیگی جب تک صندوق بند اور کنجی آپ کے پاس ہے شائد آپ زندہ رہ سکیں۔ لیکن اِس کے بعد . . . .

ہرگز نہیں۔

ہشیشین کی تاریخ جہاں تک مجھ کو معلوم ہو سکی میری کتاب / اسریا کے اصنام۔ میں درج ہے میری ہلاکت کے بعد شائد اِس کے مطالعہ سے آپکو مدد مل سکے۔ میری موت کا بدلہ لینے میں نہ سہی اپنے آپ کو اور دوسروں کو اِس طرح کی موت سے بچانے میں۔ اپنے بارہ میں یہ خیال پختگی سے میرے ذہن نشین ہوگیا ہے کہ میں اب کسی دم کا مہمان ہوں خوف کے بادل میں میرے گرد چھائے ہوئے ہیں آفت کی بجلیاں کوند رہی ہیں میں اِس طوفان قیامت سے بمشکل ہی بچ سکتا ہوں۔

آپ کا صادق

ایڈورڈ ڈبینگ

مکرر۔ اِس جوتے کو۔ یا جس بیگ کے اندر وہ بند ہے اسے بالکل ہاتھ نہ لگایئے ورنہ معری قلی اور جہاز کے داروغہ کا واقعہ پیش ہوگا؟

۵

خط کا مضمون ختم ہوگیا لیکن یہ عالم ہماری دہشت کا تھا کہ بڑی دیر تک نہ

میرے اور نہ برسٹل کے مُنہ سے کوئی لفظ نکلا اور بڑی دقت سے یہ ایک جملہ میں نے کہا۔

معاملہ فہم ویقین سے بالاتر ہے۔

برسٹل نے چپ چاپ وہ کچھ خط مجھ کو دے دیا اتنے میں لسٹر ایک کلہاڑا لے کر آ گیا تھا اسے اس کے ہاتھ سے لیکر برسٹل نے کسی پیشہ ور لکڑہارے کے جوش سے صندوق توڑنا شروع کیا رات کے سناٹے میں کلہاڑے کی پیدا کی ہوئی پرشور آواز اس کمرہ میں جہاں غریب ڈیبنگ کی حسرت ناک لاش رکھی ہوئی تھی مضحک اور تکلیف دہ گونج پیدا کرتی سنائی دینے لگی آخر بڑی دیر کے بعد وہ اس صندوق کو پھاڑنے میں کامیاب ہوا۔

اور اس کے ساتھ ہی لسٹر کی تھرائی ہوئی آواز تامل لہجے میں کہتے سنائی دی

میرے خدا! . . . . . . صاحب . . . . دیکھیئے!

صندوق جیسا میں نے بیان کیا ہے قریباً ایک گز لمبا اور ایک فٹ چوڑا تھا اور اتنا مضبوط کہ ڈیبنگ شاید اس چھینی کی مدد سے جو اس کے ہاتھ میں تھی۔ اسکو کھولنے سے قاصر رہا تھا مگر اس کے اندر . . . . . .

کیا آپ سمجھ سکتے ہیں اس کے اندر کیا تھا۔

ایک ہلال نما خنجر . . . . خون سے آلودہ . . . .

باب ۵

صندوق کا راز

ا

لندن کے بازاروں کی نہ ختم ہونے والی مدھم آواز میرے کانوں میں آرہی تھی رات اندھیری اور آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے گہری خاموشی کمرہ میں اور اسکی کھڑکیوں کے باہر فرشی صحن پر چھائی ہوئی تھی؟

میز کے پاس بیٹھا میں پروفیسر ڈیمنگ کی کتاب "علم الاصنام" کو دیکھتا اور ساتھ ہی ساتھ کچھ یادداشتیں قلمبند کرتا جا رہا تھا۔

جلتی ہوئی آگ سے ایک کوئلہ گرا اور میں اس کی آواز سن کر اسطرح چونکا گویا وہ کوئی بم کا گولہ تھا اس لئے کہ میرے اعصاب کشیدہ اور دل نامعلوم اندیشوں کا شکار بنا ہوا تھا بدنصیب ڈیمنگ کی حالت کا نقشہ رہ رہ کے آنکھوں کے سامنے پھر رہا تھا۔

پروفیسر کے مکان پر ہرسٹل کو اس کی تفتیش میں مدد دینے کے بعد میں اپنے مکان پر لوٹ آیا تھا مگر اس وقت سے لیکر کہ میں اس مکان سے رخصت ہوا اپنے کمرہ کی محفوظ چاردیواری میں پہنچنے کے وقت تک اس طرح کے عجیب خیالات میرے دل میں پیدا ہوتے رہے تھے جو کسی مردِ مجذوب یا مریض اعصاب ہی کے دل میں پیدا ہو سکتے ہیں ایک ایک قدم پر میں اپنے آپ کو نامعلوم خطروں میں

گھرا ہوا پایا تھا لندن کے بارونق بازاروں میں گاڑی کے اندر بیٹھا ہوا بھی اتنا ہی غیر محفوظ تھا جتنا کسی غیر آباد مقام کی تنہائی میں؛

صحیح یا غلط طور پر یہ خیال مضبوطی سے میرے ذہن نشین ہو گیا تھا کہ ڈیپنگ کے مکان سے لیکر میرے اپنے مکان تک کوئی آدمی متواتر میرا پیچھا کرتا رہا ہے؛

سفر کے آخری حصہ میں بارہا میں نے موٹر کی پشت پر بنی ہوئی کھڑکی سے دیکھا؛ یہی معلوم ہوتا تھا کہ ایک گاڑی اور بھی ہمارے پیچھے چلی آتی ہے اور جب اسکے بعد میں نے دروازہ پر اتر کے موٹر رخصت کی تو ایسا معلوم ہونے لگا کہ ایک تاریک اندھیری صورت سایہ میں چلتی میری طرف آنے کی کوشش کر رہی ہے۔

دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ میں اپنے مکان کی ڈیوڑھی سے گزر کر اندھیری... سیڑھیوں پر چڑھنے لگا لیکن جب آدھا رستہ طے کرنے کے بعد پیچھے کی طرف نظر ڈالی تو... میں نہیں جانتا یہ وہم تھا یا حقیقت۔ بہر حال ایسا معلوم ہوا کہ دہکتی ہوئی زرد آنکھیں اوپر کو اٹھی ہوئی میری طرف گھور رہی تھیں؛

بے تحاشا دوڑتے ہوئے میں نے زینہ کا آخری حصہ طے کیا حتیٰ کہ جب اس کے بعد اپنے کمرہ میں پہنچکر دروازہ بند کر لیا تب بھی میرا بدن تپ لرزہ کے مریض کی طرح ناقابل ضبط حرکت سے تھر تھر کانپتا تھا؛

اس طرح کی حالت میں نیند کی تیاری کا سوال خارج از بحث تھا پس میں وہیں میز کے پاس بیٹھ گیا اور اپنا ریوالور نکال کے پہلو میں رکھ لیا اسکی موجودگی احساس حفاظت پیدا کرنے والی تھی اسکے ہوتے میں ایک حد تک جمع خاطر کر سکتا تھا؟

۲

ڈیننگ کی کتاب کے مطالعہ اور حالات پیش آمدہ کے مشاہدہ سے جو نتیجہ اسوقت تک میں نے اخذ کیا۔ یہ تھا کہ طلسمی خنجر کا وجود واقعہ میں موہوم نہ تھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس جماعت کا کوئی آدمی چھپ کر بلالی خنجر کا عکس چاند کی چاندنی یا مصنوعی روشنی کی مدد سے اس کمرہ کے اندر پیدا کر دیتا تھا جس میں وہ بد نصیب رہتا ہو جسے اس جماعت کے لوگ مشتبہ یا مجرم خیال کرتے ہوں کسی ایسی ہی ترکیب سے وہ عکس جہاز ماندلے پر ڈیننگ کی کیبن میں، اور اس کے بعد اسکے کمرہ کی چار دیواری میں پیدا کیا گیا تھا گویا اس حد تک روحانیت کو کوئی دخل اس عکس کی تیاری میں نہیں تھا؛

رہ گیا ہاتھ کٹنے کا واقعہ۔ تو اگر وہ لوگ در پردہ خنجر کی مدد سے عکس پیدا کر سکتے تھے تو ان کے لئے چھپ کر اس طرح کے حملے کرنا بھی غیر ممکن نہ تھا اصول یہ تھا کہ اگر کوئی کافر یا الذہب آدمی اس مسروقہ جوتے کو جب ڈیننگ بزعم خود لندن کے عجائب خانہ میں رکھنے کیلئے لایا تھا ہاتھ لگاتا تو وہ اس کا ہاتھ کاٹ دیتے تھے یہی وجہ دار وغہ جہاز کا ہاتھ کٹنے کی تھی یہی باعث قبطی مزدور کے نشانہ عتاب بننے کا تھا یعنی اس کے لئے کہ وہ دونوں عیسائی تھے ؟

ڈیننگ کے بارہ میں البتہ ان لوگوں نے کچھ تامل کیا تھا مگر اسکی وجہ یہ تھی کہ وہ اس کے مذہب سے ناواقف تھے پہلے ان کا خیال تھا کہ وہ بھی وہی مذہب رکھتا ہے۔ جو ان کا اپنا تھا لیکن اس کے بعد جب ان کو اس کے عیسائی ہونیکا یقین ہوا تو اس کا بھی قصہ پاک کر دیا گیا ڈیننگ کی یادداشت سے معلوم ہوتا تھا

کہ رستہ میں احمد علی فارمنی نے اس کو متنبہ کرنے کی کوشش کی تھی مگر اس نے اس وقت اس کی بات نظر انداز کر دی۔

خیالات کا سلسلہ یہاں تک پہنچا تو سوال پیدا ہوا کہ یہ شخص احمد علی کون تھا؟ اور وہ پری تمثال پر اسرار حسینہ بھی کون تھی ما جو میرے نام خط لے کر آئی؟ کیا تعلق انکا ایک دوسرے سے تھا؟ کیوں وہ ان لوگوں کے زیر اثر کام کرتے تھے؟ یہ اور ایسے ہی کئی سوالات جن کا فی الحال کوئی جواب ممکن نہ تھا۔

پھر ڈیمنگ کی موت.... کس حیرت انگیز مستعدی کے ساتھ عمل میں لائی گئی وہ چونکہ ہر وقت اپنے کمرہ میں بند رہا کرتا تھا اسلئے وہاں تک رسائی کا کوئی اور ذریعہ نہ پا کر ان لوگوں نے ایک بند صندوق اس کے نام بھیجا.. کس نے بھیجا اور کون اسے لیکر گیا یہ بات اس وقت پردہ راز میں چھپی ہوئی تھی مگر اتنا مجھ کو معلوم تھا کہ سکاٹ لینڈ یارڈ کا عملہ انسپکٹر برسٹل کی سرکردگی میں اس راز کو حل کرنے کی پوری کوشش کر رہا ہے تاہم ایک دریافت اس صندوق کے بارہ میں ایسی تھی جو قابل ذکر ہے؟

ساخت کے اعتبار سے وہ ایک اس طرح کا صندوق تھا جسے مشرقی ملکوں کے مداری استعمال کیا کرتے ہیں یعنی اسے اندر ہی سے کھولا اور بند کیا جا سکتا تھا چنانچہ یہی وجہ تھی کہ پروفیسر ڈیمنگ اور انسپکٹر برسٹل اسکو معمولی طریقوں پر کھولنے میں ناکام رہے اور انجام کار اس کو ایک مضبوط کلہاڑے کی مدد سے پھاڑ دینا پڑا۔ اسکے اندر جو کچھ بند تھا اس کا حال پہلے لکھا جا چکا ہے۔

گویا اس صندوق کے بارہ میں جو نتیجہ میں نے اخذ کیا یہ تھا کہ وہ ان ہی لوگوں

کا بھیجا ہوا تھا جو حسن جلبی کی جماعت سے متعلق تھا بظاہر کوئی مخلوق اس صندوق کے اندر بند تھی۔ اس کو انسان کہنا اس لیے غلط ہے کہ اتنے چھوٹے صندوق میں کسی مرد بالغ کا سما جانا عملی طور پر ناممکن تھا، اور وہ چیز جو کچھ بھی وہ تھی اس خنجر سے مسلح تھی جس کو بعد ازاں ہم نے صندوق میں خون آلودہ پایا اندازہ یہ کہتا تھا کہ جب پروفیسر ڈیپنگ اس صندوق کو چھینی کی مدد سے کھولنے کی کوشش کر رہا تھا تو شئے مذکور نے جو اس کے اندر بند تھی اسے اندر کی طرف سے کھولا اور دفعتاً پروفیسر پر وار کر کے اسکو ہلاک کر دیا۔ اسکے بعد اس نے مقدس جوتے یا تجوری کی کنجی کی تلاش میں سارا سامان جو کمرہ کے اندر رکھا ہوا تھا تہ و بالا کیا لیکن یہ دونوں چیزیں اس کو نہ مل سکیں ابھی وہ شئے اس جستجو سے فارغ نہ ہوئی کہ پولیس جسکو پروفیسر ڈیپنگ نے بذریعہ فون طلب کیا تھا آپہنچی اس پر وہ چیز اندر کی اندر ہی رہ گئی اور یہ معلوم کرنے کے بعد کہ پولیس کمرہ کا دروازہ توڑ رہی ہے پھر ایک بار اسی صندوق کے اندر چھپ گئی اور اسے اندر سے بند کر لیا گویا جس وقت پولیس کے آدمی اس کو کمرہ کے اطراف میں تلاش کرتے پھر رہے تھے وہ ان کی نظروں کے سامنے بند صندوق کے اندر موجود تھی۔

اور اس کے بعد جب پولیس اس کی تلاش سے عاجز ہو کے کمرہ سے باہر چلی گئی تو وہ چونکہ ایک چھوٹی سی چیز تھی اس لیے اس کا نظر بچا کے اندھیرے میں غائب ہو جانا غیر ممکن نہ تھا یہ میرا اپنا اور انسپکٹر برسل کا متفقہ خیال تھا اور اس کے سوا کوئی اور نظریہ ہمارے ذہن میں بھی آ نہیں سکتا تھا؟

لیکن پھر ایک سوال اس نقطہ پر ٹھہر جاتا تھا کہ وہ شئے کیا تھی... کیا

وہی جسے کپتان ہیل نے ایک رات صحن جہاز پر پھرتے دیکھا تھا... اور کیا وہ دائرہ انسانی کے باہر۔ بے نطق... حیوانوں سے تعلق رکھتی تھی؟

۳

مجبور ہو کے پھر ایک بار ڈیپنگ کی کتاب اسرار کے اصنام کی طرف مڑا ایک باب اس میں ہشیشین کی روایات کے بارہ میں تھا۔ میں نے اس کو پڑھنا شروع کیا؟

پروفیسر ڈیپنگ کے جو حالات اس بارہ میں تحقیق کر کے جمع کئے یہ تھے۔ کہ اس فرقہ کے لوگ عجیب و حیرت انگیز اوصاف رکھتے ہیں اس کا بیان تھا کہ فی زمانہ یہ جماعت نابود ہے لیکن مقامی روایات کی بنا پر وہ یہ کہنے پر مجبور تھا کہ جب سے یہ فرقہ حسن خراسانی کی سرپرستی میں قائم ہوا اس وقت سے لیکر عہدِ حال تک ہر زمانہ میں ایک شخص اس جماعت کا سرغنہ یا سردار رہا کرتا تھا جس کو شیخ الجبل کہتے تھے باب کے آخر میں یہ بھی مذکور تھا کہ فی زمانہ حسن حلبی اس عہدہ کا مالک ہے اور اسی کو ہشیشین پر زندگی اور موت کے اختیارات حاصل ہیں مگر اتنا اس نے اور بھی لکھا تھا کہ یہ حالات میں نے محض اس روایت کی بنا پر درج کئے ہیں جو اس بارہ میں مشہور ہے ورنہ ذاتی طور پر یہی خیال کرتا ہوں کہ اس فرقہ کا مدت گزری خاتمہ ہو چکا ہے؟

ضمناً اس نے لفظ ہشیشین کے ماخذ پر بھی بحث کی تھی اور ڈاسیسی اور الادریسی کے حوالہ سے نقل کیا تھا کہ موجودہ لفظ اسیسن یعنی قاتل۔ اسی لغت ہشیشین سے نکلا ہے آگے چل کر یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ ہشیشین دراصل ایک طرح

کا نشہ ہے جو کسی پودے کی جڑ سے تیار ہوتا ہے اور اس فرقہ کے لوگ اسکو بکثرت استعمال کرنے کے عادی ہیں چنانچہ اس نشہ کے اثر میں وہ ایسے ایسے فوق الفطرت کام کرتے ہیں عقل جن کو باور نہیں کر سکتی۔

مثلاً لکھا تھا کہ یہ لوگ بے کھٹکے تیر کی طرح سیدھی بلندیوں پر چڑھ جاتے ہیں تنگ سے تنگ رستوں پر جو خطرناک گہرائیوں پر بنے ہوئے گزرنے سے نہیں ڈرتے حیرت انگیز اونچائیوں سے کود کر بھی زندہ رہتے ہیں اور انہیں جس آدمی کو ہلاک کرنا ہو اسے اس طریقہ پر نشانہ بناتے ہیں کہ وہ تو کیا آس پاس کے لوگ بھی ان کو دیکھ نہیں پاتے۔

اس قدر حالات پڑھ کر میں پھر ایکبار چونکا اور میرا ہاتھ بے اختیار ریوالور کی طرف گیا لیکن دروازہ بند تھا کوئی بات کسی طرح کا اندیشہ پیدا کرنے والی نظر نہ آتی تھی!

تاہم ایک عجیب اور ناقابل فہم دہشت میرے دل پر طاری تھی کبھی ان شعلہ ریز آنکھوں کا نقشہ نظروں میں پھر جاتا جو میں نہیں جانتا حقیقتاً یا تصور میں اینٹیوں کے نیچے اندھیرے میں چھپی ہوئی دکھائی دی تھیں اور کبھی غریب ڈیمنگ کا ہولناک انجام یاد آتا تھا جس کی عبرت انگیز لاش میں نے اس کی میز کے پہلو میں پڑی ہوئی دیکھی تھی۔ اور اس کے بعد یہ سوچکر بدن کا ایک ایک رواں کھڑا ہو جاتا تھا کہ نہ معلوم اس سلسلہ میں میرا اپنا کیا حال ہوتا ہے۔

ایک بہت ہلکی دبی ہوئی آواز مجھ کو بند دروازہ کے باہر سنائی دی — ڈیمنگ کی تجوری کی کنجی اور اس کا لکھا ہوا خط تفصیلی دونوں چیزیں میرے

سامنے میز پر پڑی تھیں میں نے جلدی سے اِن کو اُٹھا کے میز کے خانہ میں رکھا اور قفل بند کر دیا۔ اِس کے بعد ایک عجیب طرح کی ناقابل بیان سنسنی کا احساس رکھتے ہوئے دوبارہ کتاب پڑھنی شروع کی۔

محاربات صلیبیہ کے زمانہ میں ڈیننگ نے اپنی کتاب میں لکھا تھا اِس ہیبت ناک فرقہ کے بارہ میں ایک عجیب حکایت مشہور تھی جس کا میں اِس موقعہ پر ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ شیشین اپنے کاموں کو کتنی ضد اور استقلال کے ساتھ جاری رکھتے تھے پھر اِس سلسلہ میں یہ بھی مجھ کو معلوم ہوا کہ ایک وقت تھا۔ جب اِس فرقہ کے لوگ مصر میں بھی موجود تھے پھر چنانچہ مشہور مورخ جارج ایبرز اِن کے بارہ میں لکھتا ہے

دروازہ کے پاس ایک ہلکی سی سرسراہٹ سنائی دی۔

رحم خدا۔۔۔کیا چیز اِس کی راہ سے اندر گھسی آ رہی تھی؟

بڑی آہستگی سے۔ بالکل بے آواز ناقابل محسوس طریقہ ایک لمبی سی چیز دروازہ کے پہلو میں بنی ہوئی درز کے راہ سے اندر کی طرف چلی آتی تھی دہشت اور خوف سے بے حرکت بیٹھا چپ چاپ سہمی ہوئی نظروں سے اِسکی طرف دیکھتا تھا ایک عجیب طرح کی حالت اِس وقت میرے دل و دماغ کی ہو رہی تھی یعنی ایک طرف میں اِس چیز کو بھی دروازہ کے اندر آتی دیکھتا تھا اور اِسکے ساتھ ہی اِس کتاب کو جو میری میز پر رکھی ہوئی تھی پڑھنے کی کوشش بھی کر رہا تھا۔

جارج ایبرز لکھتا ہے کہ نشہ میں سرشار ہونے کے بعد یہ لوگ اِس طرح اپنے آپ کو چھپا سکتے ہیں کہ کوئی معمولی آدمی ہرگز ہرگز ایسا نہیں کر سکتا؟

دفعتاً میرے دماغ کی رَو اِس خیال کی طرف گئی کہ غسل خانہ کی کھڑکی کھلی ہے اور گندے پانی کی نالی باہر دیوار کے ساتھ لگی ہوئی ہے پس اگر کوئی آدمی پہنچ تو اِس راہ سے . . . . . .

بات یہ ہے کتاب میں آگے چل کر لکھا تھا شیخ الجبل ایک صحرائی قوم کے لڑکوں کو بچپن ہی سے اِس طرح کے کاموں کے لئے تیار کرنا شروع کرتا ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اِن کو سن بلوغ تک پہنچنے سے پہلے آٹھ گھنٹے روزانہ ایک چوبی فریم میں اِس طرح بند رکھتا ہے کہ ان کی قامت کی بالیدگی رُک جاتی ہے۔

وہ چیز جب واسطہ اس کنندہ سے ملتی ہوئی بند دروازہ اور چوکھٹ کے بیچ والی درز سے اندر آ رہی تھی کہ اب اس کی نوک اِس مقام کی طرف مڑنے لگی، جہاں میں بیٹھا تھا۔

غیر معمولی کوششوں سے کام لے کر اسی عقل حیوانی کے اثر سے جو ہر ایک جاندار میں ذاتی حفاظت کے لئے پائی جاتی ہے میں نے اِس دہشت کو کچھ لمحہ کو جو سارے قویٰ معطل کر چکی تھی رفع کرنے کی کوشش کی۔ اور دفعتاً اس وقت جب نرسل کی نوک میرے قریب آنے لگی تھی نیچے طرف جھک گیا۔

اِس کے ساتھ ہی کوئی چیز پرواز کرتی ہوئی سامنے دیوار میں جا کر لگ گئی۔

پستول ہاتھ میں لئے دیوانہ وار بند دروازے کی طرف دوڑا اور اُسے جلدی سے کھول کر اندھا دھند کسی کو دیکھے یا نشانہ بنائے بغیر ایک دو چار فائر یکے بعد دیگرے کر دیئے۔

اور اس کے بعد اسکا ہلکی روشنی کی مدد سے جو گولی چلنے کے وقت پیدا

ہوئی ہے میں نے اسے دیکھ لیا؟

۴

ہر چند میں اس کو انسان نہیں کہہ سکتا تاہم وہ صورت کسی حیوان کی بھی نہ تھی بہر حال اس کو دیکھ کر مجھ کو پورا یقین ہو گیا کہ یہی وہ ہستی ناپاک ہے جس نے غریب ڈیننگ کو ہلال نما خنجر سے ہلاک کیا تھا۔ اور جس نے مجھ کو اس زہریلی برچھی سے مار ڈالنے کی کوشش کی تھی جو اب تک میرے کمرہ کی دیوار پر لگی ہوئی تھی؟

وہ ایک بہت چھوٹا... بہت ہی چھوٹا بونا تھا جس کا ثانی اس سے پہلے یا بعد کبھی میں نے دنیا کی عام آبادی حتیٰ کہ عجائبات کی کسی نمائش میں بھی نہیں دیکھا۔ ناقابل بیان دہشت مجھے اس کو دیکھ کر پیدا ہوئی وحشی رم کی تیزی سے وہ میرے غسلخانہ کی طرف دوڑا اور جب اس کے اندر گھسا جا رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ اس کا سر کسی متوسط انسان کے سر سے ملتا ہوا اسکی پستہ قامت اور سکڑی ہوئی بدنی ساخت کے مقابلہ میں غیر معمولی فربہ اور آماس کردہ نظر آتا تھا۔

صرف ایک جھلک اس کے بدنما بد صورت جسم اور ہیبت ناک چہرہ کی مجھ کو نظر آئی لیکن جب تک میں زندہ ہوں اس بھیانک تصویر کو جو اس کے خوفناک چوڑے دہانے، لمبے حیوانی دانتوں اور روشن آنکھوں کو دیکھکر میرے ذہن میں نقش ہوئی تھی کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔

اور اس کا بدن کتنا سبک، کتنا پھرتیلا اور کتنا تیز تھا آگے پیچھے ہم دونوں کمرہ غسل کی طرف دوڑے اور بلی کی پھرتی سے اس کا سیاہ چمکیلا بدن کھڑکی سے ہوتا ہوا نچلے صحن میں گرتا نظر آیا۔

اِس قدر اُونچائی سے بے تحاشا پتھریلے فرش پر گرنا... انسان تو کیا چڑھنے والے حیوانات سے بھی کوئی اِس کے بعد یقینی موت سے زندہ نہ بچ سکتا تھا مگر میں جب اِس کے تعاقب میں دوڑتا کھڑکی کے پاس پہنچا اور جھک کے صحن کی طرف دیکھنے لگا تو وُہ غائب تھا!

چاند کی روشنی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی دائیں اور بائیں طرف بیس بیس گز کے فاصلہ تک صحن کا ایک ایک پتھر نظر آتا تھا لیکن جگہ بالکل خالی تھی۔

لندن کے بازاروں کا نہ ختم ہونے والا دھیما شور دوشِ نسیم پر کانوں میں آرہا تھا خلقِ خدا اپنے اپنے کام اور آرام میں محو تھی لیکن میں حیران و سراسیمہ عجائبات کی اِس ناقابلِ فہم دُنیا میں جو حسن جیسی کی پُراسرار مخلوق سے آباد تھی جس کا ایک ایک واقعہ حقیقی دنیا سے بہت زیادہ الف لیلا کی حکایات سے ملتا تھا کھڑا گردو نواح میں دیکھنے کی کوشش کررہا تھا کیا یہ خواب تھا یا اصلیت؟ کیا یہ حقیقت تھی یا افسانہ

اِس سہمے ہوئے بچہ کی طرح جو ہیبتناک خواب دیکھنے کے بعد آنکھیں کھول لینے پر بھی اِس کے تصور کو ذہن سے خارج نہیں کرسکتا میں لڑکھڑاتا ہوا اپنے کمرہ کی طرف مڑا اور فرش پر گر کر بڑی دیر تک دونوں ہاتھوں سے مُنہ چھپائے بیٹھا رہا۔

باب ۶

انگوٹھی کا نشان

۱

برسٹل اور ہیں نامی وکیل مسٹر راسن کے دفتر میں بیٹھے تھے کیونکہ پروفیسر ڈیپنگا کی وصیت اسی کے ہاں محفوظ تھی اور وہی اس پُراسرار جوتے کے بارے میں جو عرصہ قلیل کے اندر اس قدر حیرت انگیز سانحی حالات پیدا کر چکا تھا پروفیسر کی ہدایات کو بہتر واضح کر سکتا تھا۔

ایک بات یقینی ہے مسٹر راسن نے آخر کار کہا۔ یعنی جو آدمی اس جوتے کو ہاتھ لگائے یا اسے اپنے پاس رکھنے کی کوشش کرے اس کی زندگی خطرے میں ہے معاملہ اس میں شک نہیں عجیب ہے کہ تاہم اس حقیقت کو مجبوراً تسلیم کرنا پڑتا ہے

انسپکٹر برسٹل کمشنر کی کے پاس فوجی انداز سے سیدھا کھڑا حیرت آمیز۔۔ نظروں سے دیکھ رہا تھا کوئی جواب اس سے یا مجھ سے بن نہ آسکے تھوڑی دیر گہری خاموشی رہی۔

اس بارے میں ارا سن نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ میرے موکل کی ہدایات صاف ہیں یعنی اس نے لکھا ہے کہ متبرک جوتا ڈرچ میں اس کے مکان پر رکھی ہوئی تجوری میں بند ہے اور کنجی مسٹر گوانا کے پاس ہے پھر یہ بھی اس میں لکھا ہے کہ اس کنجی کو اپنے پاس رکھنے کی وجہ سے مسٹر گوانا کو کئی طرح کے خطروں کا سامنا ہو گا اور ان۔۔

قاتلانہ حملوں کو دیکھتے ہوئے جو آپ پر کئے گئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ میرے موکل کا اندازہ غلط نہ تھا؟

لیکن یہ حملے مسٹر کوانا کی ذات تک محدود نہیں اسی طرح کے پُراسرار حملے اِس جوتے کے سفر لندن کے دوران میں جا بجا ہوتے رہے ہیں" ہرسکل.. نے اعتراض کیا۔

میرے خیال میں" وکیل صاحب نے کہا۔ وہ مردِ مجذوب احسن حلبی کسی طرح اِس کو واپس لیکر پھر اِس مقام پر پہنچانا چاہتا ہے جہاں سے پروفیسر ڈیبنگ نے اِس کو نکالا تھا۔

ہاں۔ یہی امرِ واقعہ ہے۔

اور اسی لیئے پروفیسر ڈیبنگ نے یہ ہدایت بھی اپنے وصیت نامہ میں لکھی ہے کہ جب اِس جوتے کو تجوری سے نکال کے آثارِ قدیمہ کے عجائب خانہ میں پہنچانے کا وقت آئے تو یہ کام کسی ایسے آدمی سے کرایا جائے جو پیروِ اسلام ہو۔

ہرسکل کی تیوری پر بل پڑ گئے۔

لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا آخر کار اِس نے کہا اِس جوتے کو عجائب خانہ میں پہنچانے سے کیا فائدہ؟ پہلے ہی جن شخصوں کا اِس سے واسطہ پڑا ہے وہ زخمی اور ہلاک ہوئے اب اِس کو ایک ایسے مقام پر رکھنے سے جہاں خلقت کی آمدورفت عام ہوگی نہ معلوم اور کتنی وارداتیں پیش آئینگی میں تو اِس کے الگنے.. الجھیڑوں کو ہی صاف نہیں کر سکا اِن کو اور زیادہ بڑھنے سے کیا حاصل ہوگا؟

تاہم میں مجبور ہوں" مسٹر ساسن نے خشک لہجہ میں جواب دیا۔ بعض واضح

ہدایات میرے مؤکل نے چھوڑی ہیں اور اِن پر عمل کرنا میرا فرض ہے۔ میں اِس بحث میں پڑھنا نہیں چاہتا کہ اِن ہدایات کو پورا کرنے کا نتیجہ کیا ہوگا۔ میرا فرض منصبی وہی ہے جو میں نے ظاہر کر دیا۔ اِس سے زیادہ میں اتنا ہی کر سکتا ہوں کہ اِن ہدایات کی تعمیل ایسے طریقہ پر ہو کہ لوگوں کو کم از کم خطرہ پیش آئے لیکن وُہ آخری ہدایت جو کسی پیروئے اسلام کو اِس کام کے لئے منتخب کرنے کے بارہ میں درج ہے ضرور عمل میں لائی چاہیئے مسٹر برسٹل! کیا آپ ایسے آدمی کی تلاش کا فرض اپنے ذمہ لے سکتے ہیں

میں کوشش کروں گا۔ انسپکٹر نے جواب دیا لیکن اِس اثناء میں وُہ صندوق کیا پروفیسر کے مکان ہی پر رہے گا؟

ظاہر ہے . . . وہیں اِس کی حفاظت کا انتظام ہونا چاہیئے!

یہ فرض ہم اِس وقت تک ادا کرتے رہے ہیں اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے برسٹل نے بڈھے وکیل کو جواب دیا مگر . . . کاش اِس ذریعہ سے کوئی آدمی اِس کھولنے کی کوشش کرتا ہوا پکڑا جائے۔

۲

اِس کے تھوڑی دیر بعد ہم مسٹر راسن کے دفتر سے رخصت ہوئے برسٹل ایک کام کے لئے سکاٹ لینڈ یارڈ چلا گیا اور میں اپنے مکان پر لوٹ آیا؟

لیکن جو حالت اِس وقت میرے دل کی تھی اِس کا بہتر اندازہ تصور ہی میں ہو سکتا ہے اِس وقت پہلی بار مجھ کو معلوم ہوا کہ کس طرح دنیا میں نہایت . . چھوٹے واقعات بھی غیر معمولی عواقب کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ کہاں میں واقعات روزمرہ سے واسطہ رکھنے والا اخباری نامہ نگار اور کہاں یہ عہد وسطیٰ کے اسرار

کا پُر پیچ سلسلہ جس کا ہر پہلو بعید از اُمید اور واقعہ سے بہت زیادہ افسانہ سے مشابہ تھا خدا گواہ ہے اگر مجھ کو خواب میں بھی اس کا خیال آسکتا کہ پروفیسر ڈیمنگ کی چند روزہ محبت کی وجہ سے مجھ کو اس مخمصہ میں اُلجھنا پڑے گا تو میں زیادہ نہ سہی اس کے بندر سعید ہی میں جہاز پر سوار ہونے کے وقت ہی خشکی پر اُتر جاتا؟

لیکن اب بڑی مشکل یہ تھی کہ کوئی ذریعہ اس قضیہ سے علیحدگی کا نظر نہ آتا تھا پروفیسر ڈیمنگ بے وقوف تھا کہ اس نے شاہان سلف میں سے کسی کا یادگار جوتا چرا کے اس بھڑوں کے چھتے کو پیچھے لگا لیا ہے اور وہ اسے اسی کے مخفی مقام سے حاصل کر کے لایا تھا اور اس کا خمیازہ اس نے اپنی جان دیکر بھگت لیا خواہ اسکو مارنے والا حسن حلبی تھا یا اسکے متعلقین میں سے کوئی اس کا تعلق میری ذات سے کچھ نہ تھا مگر اب مصیبت یہ درپیش تھی کہ اس کی موت کے بعد مجاذیب کا یہ انبوہ کثیر میرے پیچھے لگا پھرتا تھا نادانستہ اور بے خبری ہی میں اس جوتے کا محافظ بن گیا لیکن اب نہ اپنی موجودہ حالت میں جی کو اطمینان تھا. اور نہ اس سے علیحدگی کی صورت میں آرام شاید آپ کہینگے کہ تصفیہ کا سہل طریقہ یہ تھا کہ میں کنجی وکیل صاحب کے حوالہ کر کے معاملہ سے دست بردار ہو جاتا لیکن افسوس یہ بھی غیر ممکن تھا اسلئے کہ پروفیسر ڈیمنگ کے لفظوں میں جب تک وہ کنجی میرے پاس تھی تب تک میری زندگی کی حفاظت کا کوئی امکان بھی تھا مگر کنجی ہاتھ سے دے دینے کے بعد میرا فوراً ہلاک کر دیا جانا ایک امر فیصلہ شدہ تھا کنجی کے ہوتے ہیں ان لوگوں سے جو اس جوتے کی بازیابی کے لئے زمین و آسمان ایک کرتے پھر رہے تھے. مصالحت کی کوئی صورت پیدا بھی کر سکتا تھا مگر اسے دے بیٹھنے کے بعد...... کچھ نہیں.

اپنے کمرہ میں بیٹھا ہوا اس معاملہ کے پہلوؤں پر غور کرتا اور سوچتا تھا کہ اب کیا کرنا چاہیئے کونسا طریقہ میرے لئے ایکبار دلدل میں پھنس جانے کے بعد اس سے باہر نکلنے کا ممکن تھا میرے گرد جواب کا اندھیرا چھایا ہوا تھا باہر فلیٹ.. سٹریٹ کی رونق نقطہ عروج پر تھی ہر طرف چہل پہل اور گہما گہمی کے آثار تھے مگر یہ باتیں میرے دل افسردہ پر کوئی اثر نہ ڈال سکتی تھیں موسم بھی جیسا کہ انگلستان کی متلون فضا میں اکثر ہوا کرتا ہے یکایک حالیس اور گرم ہو گیا تھا تیز دھوپ کھڑکی سے داخل ہو کر میز پر اور کمرہ کے حصوں میں پھیلی ہوئی تھی افریقہ کی موسم بہار کی طرح گرمی کے بخارات جا بجا اُٹھتے نظر آتے تھے؟

میں نے رومال لے کر پیشانی کا پسینہ صاف کیا اور رُکے ہوئے کام کے انبار کی طرف دیکھا جسے میں کئی دن سے ہاتھ نہ لگا سکا تھا یہاں سے ہٹ کر میری نگاہ پروفیسر ڈیننگ کی کتاب "اسرار کے اصنام" کی طرف گئی جس کے ایک باب میں اس نے پیشین کی تاریخ لکھتے ہوئے اِس فرقہ کو معدوم اور اِس کے سرغنہ بخشی خان کو ہستی موہوم ظاہر کیا تھا حالانکہ . . . سوئے تقدیر ملاحظہ ہو اِس موہوم وجود کی تحریک یا ایما پر اس کی زندگی کا قبل از وقت خاتمہ ہوا۔

کتنے عجیب اور بعید از یقین حالات تھے لیکن اِس کے ساتھ ہی کتنے صحیح

۳

دروازہ پر لگی ہوئی گھنٹی کی آواز نے خیالات کی اِس مایوسی بخش رو کو قطع کر دیا اس آدمی کی طرح جو ہفتوں کا تھکا ماندہ ہو بے خبری میں ایک آہ میرے منہ سے نکلی اور میں نے جا کے دروازہ کھول دیا؟

ایک سن رسیدہ آدمی ہندوستان ایران یا کسی ایسے ہی مشرقی ملک کا رہنے والا باہر کھڑا تھا قد لمبا اور تیر کی طرح سیدھا مشلبع داڑھی برف کی مانند سپید اور خط و خال موزوں تھے تازہ ترین قطع کا یورپی لباس اسکے گلے میں لیکن سر پر ویسی ہی سبز پگڑی تھی جیسی میں نے جہاز پر عزرائیلی جماعت کے لوگوں میں دیکھی تھی اس سے کچھ اندیشہ میرے جی کو ہوا لیکن جب اسکے بعد میں نے اس کی پاک مہذب صورت کو دیکھا اور اس کے سن و سال کا اندازہ کرتے ہوئے سپید نورانی داڑھی پر نظر ڈالی تو وہ شبہ جو عارضی طور پر دل میں پیدا ہوا تھا رفع ہو گیا۔

رسمی آداب کے بعد اس نے بے عیب انگریزی میں گفتگو کا سلسلہ آغاز کیا

آپ ہی کا نام مسٹر کوانا ہے؟

جی فرمائیے!

مجھ کو معلوم ہوا تھا آپ کو ایک کام کے لئے کسی مسلمان کاریگر کی خدمات درکار ہیں؟

آپ کی معلومات صحیح ہیں۔ میں نے جواب دیا! مگر اس کے لئے آپ کو چنیری لین کے مسرز رامن اینڈ رامن سالسٹران کے دفتر میں جانا چاہیئے وُہی اِس معاملہ کو طے کرنے کے مجاز ہیں!

اس نے مسکراتے ہوئے سر کو خم کیا؟

اس عنایت کا شکریہ؟ یہ بات پہلے ہی مجھ کو معلوم تھی تاہم آپ چونکہ پروفیسر ڈیننگ کے دوست ہیں اسلئے میں براہ راست آپ ہی سے مشورہ کرنا چاہتا تھا؟

تامل کا احساس پھر مجھ کو ہونا شروع ہوا تھا مگر اس کی بے ضرر صورت دیکھکر

میں نے بہ کوشش اِس کو دبا دیا تاہم اِس کی گفتگو چونکہ پُراسرار لہجہ اختیار کرنے لگی تھی اِس لیے میں نے بھی اپنی طرف سے محتاط رہنا ضروری سمجھا؛

معاف کیجئے۔ میں نے اِس ملاقات کو ختم کرنے کے خیال سے کہا، وُہ کام میرے خیال میں اِس قسم کا ہے جسے آپ ۔۔۔۔۔

اِس نے ایک لمبا استخوانی ہاتھ اُونچا کیا؛

مگر میں خود اِس کام کو کرنا نہیں چاہتا، اِس نے کہا ہاں بعض شرطوں کی پابندی سے میں چند آدمی آپ کے لئے مہیا کر سکتا ہوں جو اِس کام کو بسہولت انجام دے سکیں گے؛

اِس فقرہ نے رہا سہا شبہ جو میرے دل میں تھا زائل کر دیا میں سمجھ گیا کہ وُہ کوئی چھوٹی حیثیت کا ٹھیکیدار یا مستاجر ہے اِس کے علاوہ چونکہ ایسے سن رسیدہ آدمی کی طرف سے کوئی ذاتی اندیشہ مجھ کو نہیں ہو سکتا تھا اِسلئے میں نے اپنی سابقہ سرد مہری پر دل ہی دل میں افسوس کرتے ہوئے اِس سے کہا؛

مہربانی سے اندر تشریف لے آئیے یہ باتیں اِس جگہ کھڑے کھڑے طے نہیں ہو سکتیں؛

اِس مشرقی حلم و انکسار کے ساتھ جو اپنے اندر عظمت و جبروت کی شان رکھتا ہے وُہ میرے کمرے میں داخل ہو گیا؛

۴

میں نے کرسی پیش کی۔ اُور آپ بھی اِس کے سامنے ہی میز کے پاس بیٹھ گیا اِس نے تھوڑی دیر اہلِ مشرق کی طرز پر آنکھیں زمین کی طرف جھکا رکھیں اِس کے بعد

بعد ہلکے معذرتی اشارہ کے ساتھ کہنے لگا؛

مسٹر کوانا! اخبارات سے مجھ کو آپ کے دوست پروفیسر ڈیننگ کی موت کا حال معلوم ہوا تھا اس ملک میں! یہ کہتے ہوئے وہ مسکرایا اور میرا خیال ہے کہ ایسا میٹھا تبسم کبھی اس سے پہلے یا بعد میرے دیکھنے میں نہیں آیا۔ اس ملک میں اخبارات ہی سب کچھ ہیں۔ کوئی بات ان سے پوشیدہ نہیں رہتی کوئی راز ایسا نہیں جس کو وہ حل نہ کر سکیں ان ہی اخبارات سے یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ ایک تاریخی اہمیت کی یادگار چیز جو پروفیسر کے مکان پر رکھی ہے اسکو عجائب خانہ تک پہنچانے کیلئے بعض مسلم مزدوروں کی خدمات درکار ہیں لیکن "یہ کہتے ہوئے اس نے اپنی روشن آنکھیں میرے چہرہ پر گڑھ دیں کیا اس بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے کہ وہ چیز ایک طرح کی نیم مذہبی اہمیت رکھتی ہے کوئی فرزند اسلام کسی معاوضہ پر بھی یہ بات گوارا کر سکتا ہے کہ وہ اس چیز کو جسے ایک دور افتادہ مقام سے چرا کر یا چھپا کر اس جگہ تک لایا گیا تھا محض کفار کی تفریح طبع کے لئے عجائب خانہ میں پہنچانے کے کام میں مدد دے؟

اس کا نقطہ خیال صحیح تھا پس میں نے جواب دیا؛

بے شک میں آپ کے اعتراض کی اہمیت کا قائل ہوں مگر جیسا میں نے پیشتر بیان کیا تھا یہ معاملہ براہ راست مجھ سے تعلق نہیں رکھتا۔ فی الحقیقت اگر میرا اختیار چل سکتا تو میں اس چیز کو خود وہ ایک نہایت معمولی چوتائی یا کچھ اور وہیں جس جگہ وہ صدیوں کی رکھی ہوئی تھی پہنچا دیتا لیکن بدقسمتی سے پروفیسر ڈیننگ؟

پروفیسر ڈیننگ آپ کے دوست تھے اس لیے شائد میری صاف گوئی بار خاطر ہو تاہم امر واقعہ یہ ہے کہ جو کچھ اُنہوں نے کیا وُہ کسی آزاد خیال محقق کی شان سے بعید تھا!"

اس کی آواز میں سنجیدگی اور ملامت کی جھلک پیدا ہو گئی تھی بہرحال میں نے کہا میں نے پروفیسر ڈیننگ کا عذر خواہ نہیں ہوں تاہم اِس کے وکلاء کا فرض ہے کہ جو کچھ اس نے اپنی وصیت میں لکھا وُہ اِس کی تکمیل کریں اِسکے علاوہ الفاظ کہنے لگا کیا وہ طریقے جو اِن لوگوں کی طرف سے جو اِس یادگار کو واپس لے جانا چاہتے ہیں برتے جا رہے ہیں کسی ہمدردی مہذب شخص کی حاصل کر سکتی ہے؟

شائد آپ کا اشارہ ہٹیشیوں کی طرف ہے" سن رسیدہ آدمی نے کہا۔ آہ مسٹر کوانا۔ یہ بحث طلب باتیں ہیں کیا خود آپ کے ہم مذہب لوگوں نے ایسی ہی آزادی سے کفر کا لہو نہیں بہایا تھا۔

لیکن حضرت وُہ سب عہد جہالت کی باتیں ہیں ایک زمانہ تھا جب ایک ہی مذہب کے لوگ اختلاف عقائد پر ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بنتے تھے مگر تمدن اور آزادی کے اِس عہد میں کوئی مہذب شخص اِن دقیانوسی ظلموں کا اعادہ گوارا نہیں کر سکتا پھر اِس کے علاوہ آپ ایک پابند مذہب آدمی" میری نگاہوں میں اِس کی سبز پگڑی کی طرف گئی یقیناً آپ اِس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے کہ اسلام میں کہیں ایسے خفیہ کشت و خون کی اجازت نہیں ہے؟

بڈھے کا چہرہ دبے ہوئے جوش سے تمتما گیا۔ کہنے لگا۔

مسٹر کوانا۔ اسلام کے عقائد کو میں آپ سے بہتر سمجھ سکتا ہوں اِس لیے

مہربانی سے اِس ذکر کو چھوڑ دیجئے۔ میرا مذہب کہتا ہے کہ وہ انسان زندہ رہنے کے قابل نہیں جو اسلام پر حملہ کرتا ہے.... آپ سمجھے۔

میرا اپنا خیال ہے کہ رواداری ہر ایک مذہب کی جان ہونی چاہیئے؛ تو بس میں اِس رواداری کے نام پر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس خرابی کو رفع کرنے میں مدد دیجئے جو آپ کے دوست کی ہلاکت کا ذریعہ بنی۔ میں آدمی مہیا کر دونگا اور وہ اِس صندوق کو بحفاظت اُٹھا کر لے جائیں گے کنجی آپ کے پاس ہے وہ مہربانی سے میرے حوالہ کر دیجئے،

۵

میں اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

صاحب یہ آپ کیا کہتے ہیں!.... وہ صندوق اور اسکی کنجی میں آپکے حوالہ کر دوں... اول تو یہ بات پروفیسر ڈیمنگ کی چھوڑی ہوئی وصیت کے برخلاف ہے اور دوسرے شائد آپ کو معلوم نہ ہوں میری اپنی حفاظت اسی میں ہے کہ میں اس کنجی کو اپنے پاس رکھوں اِسکو دے دینے کے بعد شائد مجھے اِن لوگوں کے قاتلانہ حملوں کا شکار بننا پڑے۔ جو حسن حلبی کے ایما پر بے وجہ لوگوں کو ہلاک کرتے پھر رہے ہیں!

مگر اس کے متعلق میں بوجہ احسن آپ کا اطمینان کرا سکتا ہوں! مرد ضعیف نے جواب دیا یعنی اگر آپ چاہیں تو میں حسن حلبی کی اپنی تحریر آپ کو دے دونگا جس میں آپ کی حفاظتِ جان کا وعدہ درج ہوگا!

ایک نئی طرح کا اضطراب میرے دل میں پیدا ہو گیا سخت حیران کہ کیا جواب

دوں۔ اور کیا نہ دوں۔ ذاتی طور پر میں کسی طرح اس قصہ کو نپٹانے کے حق میں تھا اور اس وقت جبکہ یہ آدمی بظاہر کسی مذہبی جمعیت کا ذمہ دار سرگروہ مصالحت کی راہ پیش کر رہا تھا ایک بار میرے جی میں آئی کہ اس بھتنے کو پھر اسی مقام پر بھیج کر جہاں سے اس کو لایا گیا تھا اس فتنہ کا خاتمہ کر دوں کیونکہ واقعہ میں اس کے عجائب خانہ میں رکھے جانے سے کوئی خاص فائدہ حکومت برطانیہ یا اس ملک کی پبلک کو نہ ہو سکتا تھا اور بہتری کی صورت یہ تھی کہ اس کی واپسی کے ساتھ ہی قاتلوں کی وہ جماعت جو محض اس کے حصول کی غرض سے لندن کو اپنی توجہات کا مرکز بنا چکی تھی یقیناً اس ملک سے رخصت ..... ہو جائے گی ؟

لیکن پھر اس جذبہ انتقام سے جو قدرت نے ہر انسان کی طبیعت میں پیدا کیا ہے سوچ آئی کہ اس صورت میں وہ لوگ جنہوں نے بدنصیب قبطی مزدور اور داروغہ جہاز کو عمر بھر کے لئے محنت مزدوری کے ناقابل بنا دیا اور جنہوں نے بے چارے پروفیسر ڈیپنگ کو اس بے دردی سے ہلاک کیا وہ قانون اور انصاف کی گرفت سے محفوظ رہ جائینگے یہ سوچتے ہوئے میں نے اس بڈھے کی طرف دیکھا جو تھوڑی دور کرسی پر بیٹھا تھا اب اس کی گردن اٹھی ہوئی۔ کمر سیدھی اور آنکھیں چشم عقاب کی مانند تیز تھیں میں بے اختیار چونک گیا اپنی موجودہ پرشکوہ حالت میں وہ اس مسکین بڈھے سے جو پیشتر مجھ سے ہمکلام ہوا کتنا مختلف تھا۔

نیم بے خبری کی سی حالت میں ارادہ انکار نہ رکھتے ہوئے میرے

منہ سے نکلا۔

افسوس! میں آپ کی پیش کردہ تجویز کو نامنظور کرنے پر مجبور ہوں جو شخص اس قاتل جماعت کا پشت پناہ بنا ہوا ہے اس میں کوئی مصالحانہ گفتگو نہیں کر سکتا۔

اس نے گھورتی ہوئی نظروں سے میری طرف دیکھا اس کے بعد مشرقی طریقہ پر اس ملاقات کو ختم کرتے ہوئے کہنے لگا: "اسلام وعلیکم"۔

اس نے آنکھیں نیچی کر لیں اور انداز وقار سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"وعلیکم السلام" میں نے جواب دیا اور اسے دروازہ تک چھوڑنے ساتھ گیا۔

لیکن عین اس وقت جب وہ رخصت ہو رہا تھا میں نے ایک عجیب ساخت کی انگوٹھی اس کے بائیں ہاتھ میں دیکھی جس کے نگینہ میں صرف ایک فیروزہ لگا ہوا تھا۔

۶

جلدی سے میز کے پاس جا کر میں نے پروفیسر ڈیننگ کی کتاب اسرار کے احکام کی ورق گردانی کی اور ایک صفحہ پر پہنچ کر دھڑکتے ہوئے دل سے مضمون پڑھنے لگا اس میں لکھا تھا۔

اور اس جماعت کے ہر ایک شخص کے پاس ایک مقدس انگوٹھی ہوتی ہے جس میں ہلال نما ساخت کا ایک سبز رنگ کا نگینہ لگا ہوتا ہے یہ انگوٹھی اس بات کی نشانی ہے کہ وہ . . . .

میں اس سے آگے نہ پڑھ سکا میرے بدترین شبہات کی تصدیق ہو گئی۔ یعنی معلوم ہو گیا کہ میرا پر اسرار ملاقاتی کون تھا۔

میرے خدا! . . . . کراہتے ہوئے میرے منہ سے نکلا کیا اسی کا نام حسن ہے

باب ۔ ۷

آہنی صندوق کھولنے کی پہلی کوشش

۱

اس کے دوسرے دن میں ابھی سویا پڑا تھا کہ کسی نے دروازہ کے باہر لگا ہوا بجلی کی گھنٹی کا بٹن دبایا اُس کی پُر شور آواز سن کر میری آنکھ کُھل گئی دروازہ کے پاس جا کر دیکھا تو برسٹل تھا؟

آپ کے اس کل والے ملاقاتی نے" اس نے اپنی لئے ایک کرسی کھینچتے ہوئے کہا" وقت ضائع کئے بغیر کام شروع کر دیا ہے۔

کیوں! کیا ہوا۔

اس نے اپنی داہنی مونچھ زور سے کھینچتے ہوئے کہا۔

آپ کو یاد ہے۔ مسٹر لاسن نے اس جوتے کو عجائب خانہ میں پہنچانے کے بارہ میں کیا شرط پیش کی تھی؟ مگر جیسا میرا خیال تھا کوئی مسلمان اس کام کو کرنے کے لئے آمادہ نہیں ہوا اور گو میں نہیں جانتا کس طرح بہر حال بندرگاہوں کے ہر ایک خلاصی کو حسن حلبی کی آمد اور اس کے بعد مقاصد کا حال معلوم ہو چکا ہے پس اگر اس چیز کو ضرور ہی عجائب خانہ میں پہنچانا ہے تو اس کے لئے کوئی اور انتظام سوچنا پڑیگا اس اثنا میں وہ لوگ اپنے کام سے غافل نہیں ہیں چنانچہ کل رات....

اس نے میرا پیش کردہ سگریٹ لے کے احتیاط کے ساتھ سُلگایا اور ایک دو کش لے کر کہنا لگا؛

کل رات پی ڈویژن کا ایک سپاہی پروفیسر ڈیبنگ کے مکان کے باہر اور سی آئی ڈی کے دو آدمی اس کمرہ میں جہاں تجوری رکھی ہے پہرہ دے رہے تھے لیکن اس قدر احتیاط کے باوجود..... آپ کو معلوم ہے کیا ہوا۔

میں نے صورتِ انکار سر ہلایا!

آثار سے پایا جاتا ہے کہ متواتر ایک گھنٹہ کوئی آدمی تجوری کا قفل کھولنے کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکا؛

میری حیرت سے آنکھیں کھُل گئیں!

آپ کیا فرماتے ہیں.... متواتر ایک گھنٹہ کوئی اس قفل کو کھولنے کی کوشش کرتا رہا... تو کیا وہ سی آئی ڈی کے آدمی پڑے سوتے تھے؟

جی نہیں..... بیہوش تھے؛

کس طرح؟

کسی نے اُن پر وار کر کے بے ہوش کر دیا تھا؟

تو میرے خدا... کیا وہ ایک اِن دو پر بھاری تھا؟

میں نہیں جانتا مگر کام اس ہوشیاری کے ساتھ کیا گیا کہ کیا کہوں.... تڑکے چار بجے اُن کو ہوش آیا؟

تاہم کس نے اُن پر وار کیا تھا؟

اس کا جواب وہ کچھ نہیں دے سکتے دونوں کا بیان ہے کہ اُنہوں نے کسی

کو اندر آتے نہیں دیکھا؟
میری حیرت نے اور ترقی کی!
لیکن ہرسٹل... کم از کم ایک نے دوسرے کو بے ہوش ہوتے دیکھا ہو گا!
اس نے مایوسانہ سر ہلایا؟
دونوں ایک ہی ساتھ بیہوش ہوئے اور ان کے بیانات بھی ایک دوسرے سے ملتے ہیں؟
معاف کیجئے۔ میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا؟
سنیئے عرض کرتا ہوں میں جب پانچ بجے کے قریب پروفیسر کے مکان پر پہنچا تو ماڈرن اور دسٹ دونوں ہوش میں آ چکے تھے گو ایک کے سر میں ضرب شدید آئی۔ اور دوسرے کو بھی بری طرح صدمہ پہنچا ہے اس کے علاوہ سپاہی بھی اس وقت تک ہوش میں آگیا تھا؟
تو کیا سپاہی پر بھی وار ہوا؟
ہاں اس پر بھی۔ مرہم پٹی کے بعد ماڈرن نے جو حالات بیان کئے ان سے پایا جاتا ہے کہ رات چونکہ گرم تھی اس لئے دونوں آدمی کھڑکیاں کھولے مطالعہ کے کمرے میں بیٹھے تمباکو پی رہے تھے؟
لیکن ٹھہریئے۔ کیا لیمپ روشن تھا یا نہیں۔
لیمپ روشن نہیں تھا وسٹ میز کے پاس آرام کرسی پر بیٹھا تھا۔ اور ماڈرن اس کھڑکی کے پاس رہا جو دروازہ کے قریب بنی ہوئی ہے میں نے ان کو حکم دے دیا تھا کہ ایک ایک گھنٹہ کے بعد باری باری دروازہ تک گشت کر کے سپاہی کا حال

دیکھتے رہیں چنانچہ یہ واقعہ ایک بجے کے بعد جب ماڈرن باہر سے واپس آچکا تھا تو پیش آیا۔

دونوں آدمی اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے تھے کہ ماڈرن کو دروازہ کی سمت میں کسی چیز کے گرنے کی آواز سنائی دی وسٹ کا بیان ہے کہ اس نے کوئی آواز نہ سنی تاہم میرا یہ خیال ہے کہ وہ سپاہی کے گرنے کی آواز تھی جو ماڈرن کو سنائی دی وسٹ کا پائپ بجھ گیا تھا اس نے اسے سلگانے کی دیا سلائی روشن کی دفعتاً ماڈرن نے دیکھا کہ جلتی ہوئی دیا سلائی اسکے ہاتھ سے گر گئی اسکی مٹھیاں کسنی شروع ہوئیں دانت ایک زوردار آواز کے ساتھ بج گئے اور چاند کی روشنی میں اس کو وسٹ کی آنکھیں حیرت کے ساتھ کھلتی نظر آئیں اس کے بعد وہ کرسی سے فرش پر زمین پر گر پڑا۔

رہ گیا ماڈرن تو اپنے بارہ میں اس کا بیان یہ ہے کہ وسٹ کو گرتے دیکھ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھنا چاہتا تھا کہ کوئی چیز غیر معمولی زور کے ساتھ اس کے سر کی پشت پر لگی اس کے بعد اس وقت تک کہ دوبارہ اس کی آنکھ کھلی کوئی واقعہ اس کو یاد نہیں جب اسکو ہوش آیا تو دن کی روشنی کمرہ میں داخل ہو رہی تھی اور وسٹ اس سے تھوڑی دور فرش زمین پر پڑا درد سے کراہتا تھا میں نے دونوں کے سروں کو اچھی طرح دیکھا ہے کانوں کی پشت پر ضرب تیز کے نشان موجود ہیں۔ لطف یہ ہے کہ دونوں کے زخم ایک دوسرے سے ملتے اور ایک ہی مقام پر آئے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حملہ آور جو کوئی بھی تھا اپنے فن کا ماہر تھا کوئی بھاری کند آلہ اس کے پاس ہوگا جس کی مدد سے اس نے ایک ہی وار میں دونوں کو بیہوش کر دیا۔ اس کے بعد جب سپاہی کی حالت دیکھی گئی

تو وُہ بھی اِن دونوں سے ملتی تھی؟

۲

میں اِس بیان کو سنکر تھوڑی دیر سکتہ کی سی حالت میں رہا۔

لیکن اگر ماڈرن کو بیان صحیح ہو۔۔۔ پھر میں نے کہنا شروع کیا؟ ورسٹ کا بیان ہے کہ بے ہوش ہونے سے پہلے اِس نے ماڈرن کو بھی اسی طرح گرتے دیکھا تھا جس طرح وُہ خود گرا تھا؟

لیکن سنیئے تو ماڈرن کے بارہ میں خیال کیا جاسکتا ہے کہ وُہ چونکہ کھڑکی کے پاس بیٹھا تھا اِس لئے کسی نے باہر سے اِس پر وار کیا ہوگا مگر ورسٹ جو کمرہ کے اندرونی حصہ میں میز کے پاس بیٹھا تھا وُہ کیونکر زخمی ہوگیا۔

لیکن واقعہ میں ماڈرن بھی کھڑکی کے بالکل پاس نہ تھا اِس کی کرسی کھڑکی سے اتنی دور تھی کہ کوئی آدمی باہر کھڑا ہو کر اِس پر بھی وار نہ کرسکتا تھا؟

اُور سپاہی۔۔۔ کیا اِس کی زبانی کچھ حالات معلوم ہوئے؟

کچھ نہیں۔ اِس پر بھی اسی طرح اچانک وار کیا گیا تھا جس طرح اِن دونوں پر بعد ازاں میں نے تجوری کا معائنہ کیا مگر از روئے احتیاط اِس کو ہاتھ نہیں لگایا اِسکی ظاہری حالت سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے اِس کو کھولنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہیں ہوسکا اب میرا یہ اندازہ کہتا ہے کہ وُہ آدمی کچھ اُور اوزار لے کر آج رات پھر اسکو کھولنے کی کوشش کرے گا؟

پہرہ کا انتظام میرے خیال میں دن کے وقت بھی ہوتا ہوگا؟

ہاں پہرہ تو چوبیس گھنٹہ رہتا ہے مگر اِس طرح کی کوشش غالباً دن کے وقت

نہ ہو گی اور اب رات کو میرا ارادہ خود وہاں جانے کا ہے؟

کیا میں بھی ساتھ چلوں؟

سوچ لیجئے. خطرہ نہ ہو؟

بڑا حیرت انگیز معاملہ ہے؟

برسٹل نے سرد آہ کھینچی؟

میں تو اس کو فہم و ادراک سے بھی پرے خیال کرتا ہوں/اس نے کہا۔ جہاں تک اس سپاہی کا تعلق ہے میں سمجھ سکتا ہوں کہ شیشین کا ایک آدمی سایہ میں چھپ کر اس کے پاس گیا اور اچانک ہی اس پر وار کر دیا لیکن اگر ان لوگوں میں سچ مچ نظروں سے اوجھل ہونے کی طاقت نہیں ہے تو پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جس حالت میں درسٹ ماڈرن کمرہ کے اندر ایک دوسرے کے بالمقابل بیٹھے تھے اور جو واقعہ ایک کو پیش آئے دوسرا با آسانی اسکو دیکھ سکتا تھا تو وہ دونوں ایک دوسرے کی لاعلمی میں کیونکر زخمی ہوئے؟

آج رات دشمن کی راہ میں دام پھیلانا چاہیئے؟

اطمینان رکھو۔ میں غافل نہیں ہوں اندیشہ صرف اس بات کا ہے کہ وہ لوگ پہلے سے آگاہ اور خبردار نہ ہو جائیں بدقسمتی سے اس شخص حسن حلبی کی معلومات کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ جو بات ہم سمجھ سکتے ہیں اس کا علم فوراً اس کو ہو جاتا ہے؟

انسپکٹر برسٹل عملی طبیعت کا آدمی ہے اور جرم کی تفتیش میں ہمیشہ مقررہ اصول و قواعد کا پابند رہتا ہے تاہم اس وقت میں نے کہا کہ ایک عجیب طرح کا مبہم اور ناقابل فہم خطرہ اس کے دل کو بھی لگا ہوا تھا؟

باب - ۸

بڑھتے ہوئے اسرار

۱

چار بج گئے۔ سہ پہر ڈھلنے لگی مگر اس وقت تک کوئی اطلاع برسٹل کی طرف سے موصول نہ ہوئی تاہم مجھے بھروسہ تھا اور میں یقین رکھتا تھا کہ وہ پیرہ کے انتظامات کے بارہ میں ضرور کوئی خبر مجھ کو بھیجے گا؟

اس اثناء میں مصروف ہونے کے پُراسرار حالات بے طرح جی کو بے چین کر رہے تھے میں نے اور اور مصروفیتوں کے ذریعہ سے اس کی بھیانک یاد محو کرنے کی کوشش کی۔ مگر خیالات کی رو پھر پھر اکے اسی کی طرف جاتی تھی مختلف اوقات میں اس پری جمال حسینہ کی تصویر بھی آنکھوں میں پھر جاتی جو پروفیسر ڈیننگ کے قتل سے پہلے ایک پُراسرار درخواست کا لفافہ میرے مکان میں چھوڑنے آئی تھی اور جس نے بہ منت مجھ سے خاموشی اور رازداری کا اقرار حاصل کیا تھا بارہا میں اس اقرار کو سوچ کر حیران ہوا اور مجھے اپنی حماقت پر افسوس بھی آتا کہ کیوں میں نے اس کی خوشنما آنکھوں کے اثر سے اس طرح ناجائز وعدہ کر لیا لیکن اب یہ پشیمانی بعد از وقت تھی میں جو قول دے چکا اس سے منحرف ہونا شرافت اور دیانت سے بعید تھا؟

تاہم سوچ آتے کہ وہ کون تھی۔ احمد علی فاروقی سے اس کا کیا تعلق تھا؟

کیا وُہ بھی حسن حلبی کی جماعت میں شامل تھی۔ اِس وقت مجھے اِس کا لہجہ عجیب معلوم ہُوا تھا۔ مگر اب غور کرنے پر یاد آیا کہ وُہ مشرقیت کی جھلک رکھتا تھا کیا تعجب وُہ کوئی مشرقی خاتون ہو۔ ۔ ۔ ۔ یا

پریشان ہو کر میں نے قلم ہاتھ سے رکھ دیا خیالات بڑھتی ہوئی الجھن میں تحریر کا کام جاری رکھنا محال تھا کسی مدعائے خاص کے بغیر محض رفع اضطراب کے خیال سے میں بازار میں نکل آیا اَور بائیں جانب مڑ کر فلیٹ سٹریٹ کے مغرب کی طرف ہو لیا میں ایک ہوٹل کے سامنے سے گزر رہا تھا کہ ایک آواز ۔ ۔ ۔ پہچانی ہوئی ۔ ۔ ۔ زنانہ آواز سن کر ٹھہر گیا؟

ٹھہرو۔ ۔ ۔ ۔ میں ابھی واپس آتی ہُوں؟

مڑ کر دیکھا تو ایک عورت کرایہ کی موٹر سے اُتر کے ہوٹل کی ڈیوڑھی کی طرف جا رہی تھی گرمی کے دن تھے اَور پہلی آواز کی خاتون نے بہت باریک سپید کپڑے کا لباس پہنا ہُوا تھا چند قدم جا کر وُہ ٹھہر گئی اَور پیچھے مڑ کر دیکھنے لگی اِس کی صورت دلفریب اَور خط و خال یونانی تھے مگر جس چیز نے حنفودیت کے ساتھ میری توجہ کو اپنی طرف کھینچا وُہ اِس کی دلکش، نظر فریب آنکھیں تھیں وہی گہری اَور بے تھاہ بنفشی آنکھیں جن کی یاد ہر وقت سینہ میں موجود تھی؟

ایک لحظہ متامل رہنے کے بعد میں بے تحاشا ہوٹل کے اندر گھس گیا اکٹھے ہم ڈیوڑھی کے اندر داخل ہوئے؟

بانو،" میں نے جوش کی دبی ہوئی آواز سے کہا۔ معاف کیجئے تکلیف دیتا ہوں لیکن مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے؟

میرا خیال تھا وہ مجھ کو دیکھ کر بے تابی ظاہر کرے گی لیکن نہیں۔ اس نے حیرت انگیز سکون کے ساتھ پیچھے مڑ کر دیکھا۔ اسکی نہ بھولنے والی آنکھیں سر سے پاؤں تک اور اس کے بعد پھر ایک بار پاؤں سے سر تک میرے بدن کا ہر حصہ کا جائزہ لیتے ہوئے پھر گئیں۔ اس کے بعد حقارت اور سرد مہری کے لہجہ میں۔ اس . . . . نے کہا۔

صاحب! آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے میں نہیں جانتی آپ کون ہیں؟

اور میں نے دیکھا اس کے لہجہ میں وہ غیر ملکی خصوصیت جو لفافہ پہنچانے والی خاتون کی آواز میں پائی جاتی تھی بالکل موجود نہ تھی؟

لیکن میں نے کہنا شروع کیا اور پھر ٹھہر گیا؟

شدت اضطراب سے مجھے اپنا چہرہ سرخ ہوتا معلوم ہوا کیونکہ ہوٹل کی ڈیوڑھی میں جہاں خلقت کی آمد و رفت عام تھی اور کئی آنکھیں متعجبانہ ہماری طرف دیکھ رہی تھیں ایک اس طرح کی ملاقات، جس میں اسکو میری واقفیت سے انکار تھا اور مجھ کو اصرار کم از کم میرے حق میں نہایت مضر اثرات پیدا کرنے والی تھی ہر شخص مجھ ہی کو احمق اور گستاخ سمجھ سکتا تھا ممکن تھا ہوٹل کے کارکن اس خاتون کا اشارہ پا کر زبردستی مجھ کو باہر نکال دیتے سخت حیران کہ کیا کروں کیا نہ کروں؟

میری پریشانی دیکھکر وہ زینہ کی طرف بڑھی سورج کی ایک کرن اس کے خوشنما بالوں کی بکھری ہوئی لٹ کو بوسہ دیکر وہ دلفریب رنگت اس میں پیدا کر رہی تھی جو زر گلاب میں پائی جاتی تھی۔

اس حیرت انگیز چمک نے جو قدرت کی اپنی پیدا کی ہوئی تھی اور کوئی صنعت جسکو

زائل نہیں کر سکتی۔ اس کی آنکھوں کی بنفشی رنگت سے مل کر رہے سہے شکوک جو میرے دل میں باقی تھے رفع کر دیئے۔ ضرور یہ وہی عورت ہے جس کی آمد بد نصیب ڈیبنگ کی موت کا پیش خیمہ بنی تھی اپنی مطلق انکار کے باوجود یہ وہی تھی!

دو تین لمبے ڈگ بھر کر میں پھر اس کے پاس جا پہنچا متعجب نگاہیں میری طرف پھر گئیں ایک نوکر بھی مجھے اپنی طرف آتا دکھائی دیا مگر ان سب کو نظر انداز کر کے میں اس خاتون کے پیچھے ہو لیا؟

بانو! میں نے لہجہ اصرار میں کہا جو کچھ میں آپ کو کہنا چاہتا ہوں وہ ضرور آپ کو سننا پڑے گا اور یاد رکھیئے اگر آپ نے انکار کیا تو میں اس افسر پولیس کو فوراً طلب کر لونگا جو آپ کی گرفتاری کا وارنٹ لئے باہر کھڑا ہے؟

وہ سرد نظروں سے میری طرف دیکھتی چپ چاپ کھڑی رہی؟

میں نے اثر پیدا کرنے کی نیت سے کہا۔

یہی بہتر ہے کہ آپ اس معاملہ کو طول نہ دیں؟

حقارت کے آثار اسکے ہونٹوں پر اور خوشنما آنکھوں میں پیدا ہو کر کہنے لگی!

متعجب نگاہیں آپ پر اور مجھ پر لگی ہوئی ہیں مرد شریف کی حیثیت میں آپ کو غور کرنا لازم ہے کہ ایک نہ جانی ہوئی خاتون کو رستہ چلتے روکنا معیوب ہی نہیں جرم بھی ہے اگر آپ بالکل ہی دیوانے نہیں ہیں اور اگر تھوڑی سی دور اندیشی قدرت نے آپ کو دی ہے تو مہربانی سے جلیئے اب بھی لوٹ جایئے لیکن اگر آپ کو اصرار ہے یعنی ضرور ہی مجھ سے واقفیت پیدا کرنا چاہتے ہیں تو . . . پھر آیئے میں زیادہ سے زیادہ تین منٹ آپ کو دے سکتی ہوں گو اتنا پھر بھی آپ سے کہتی ہوں کہ ایک اجنبی

مرد کو نہ جانی ہوئی خاتون سے دوستی پیدا کرنے کیلئے اِس طرح کے جبری ناجائز اُور احمقانہ طریقے اختیار نہ کرنے چاہئیں۔ ... تاہم آئیے۔

۲

اِس کا رد عمل یہ حیرت خیز تھا وہی صورت وہی قامت اُور سب سے بڑھکر اِس کی خوشنما پُر اسرار آنکھوں کی رنگت بھی وہی تھی، تاہم کتنا فرق ایک آج اُور اِس دن کے برتاؤ میں تھا تب وُہ ملتجی اُور مسکین تھی اُور آج یہ غضب مغرور اُور شان جلال کی تصویر ڈوبی ہوئی آواز تھی مگر آج اِس میں رعونت، نفرت اُور حکومت کی بو موجود تھی کس سہولت اُور آسانی سے عورت اپنا رویہ بدلتی ہے؟

اِس کے ساتھ لفٹ پر سوار ہو کے میں ہوٹل کی بالائی منزل پر گیا لیکن یہ خیال رہ رہ کے جی کو بے تاب کر رہا تھا کہ یہ پری جمال حسینہ عہد حال کے تمدن و تعلیم کی پیداوار ہے، شیطین کی ساتھی اُور خوفناک حسن حلبی کا ذریعہ کار ہو سکتی ہے؟ بظاہر نہیں مگر اِس کے مقابلہ میں یہ بھی امر واقعہ تھا کہ اسی نے وُہ خط میرے لیٹر بکس میں ڈالا تھا جس میں ڈیبنگ کے قتل کی دھمکی درج تھی فرق اگر تھا تو لہجہ کا تب وُہ مشرقیت کی جھلک رکھتا تھا لیکن آج ... بالکل نہیں تاہم اِس کی وجہ یہ ہو سکتی تھی کہ اِس نے اِس موقعہ پر قصداً اپنا لہجہ بدلا ہوا ہوگا کچھ بھی ہو اِس حد تک آنے کے بعد میں اِس راز کا فیصلہ کئے بغیر پیچھے ہٹنا نہ چاہتا تھا؟

اکٹھے ہم ایک آراستہ کمرہ میں داخل ہوئے اُور اِس نے خود ایک چسٹر فیلڈ پر بیٹھتے ہوئے مجھ کو پاس ہی کرسی لے لینے کا اشارہ کیا!

پھر وُہ مسکراتی ہوئی پیچھے جھک گئی اُور اپنی لمبی سیاہ پلکوں کی چلمن سے

نگاہ کے تیر برساتے ہوئے کہنے لگی!

اب کہیے۔ آپ کس لئے مجھ کو حیران کر رہے ہیں،

بانو! کیا آپ مجھ سے واقف نہیں! کیا آپ بھول گئیں کہ اس سے پہلے ایک اَور موقعہ پر آپ مجھ سے ملی تھیں؟

اِس حیلہ سازی کو چھوڑیئے اَور جو آپ کا مطلب ہو، بیان کیجئے میں اِن چالوں کو اچھی طرح سمجھتی ہوں!

ایک ہی طرح کی صورت رکھتے ہوئے بھی اِس خاتون کی دنیاوی معلومات اِس معصومیت کے مقابلہ میں کتنی حیرت انگیز تھیں جو اِس نازنین کا خاصہ تھی جو میرے مکان پر خط ڈالنے آئی تھی؟

معاف کیجئے۔ چالیں آپ کر رہی ہیں، میں نہیں کرتا؟

لیکن اگر یہ مجھ سے واقفیت پیدا کرنے کی چال نہیں تو کیا ہے! نہ میں آپ کو جانتی ہوں نہ آپ مجھ سے واقف ہیں محض اِس لئے کہ میں آپ کی نظروں میں خوبصورت ہوں آپ رسمی پابندیوں کی الجھن میں نہ پڑ کر اِس ذریعہ سے دوستی پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن یقین کیجئے یہ طریقہ آپ کی نظروں میں کتنا سہل کیوں نہ ہو میں اِس کو وحشیانہ اَور گستاخانہ تصور کرتی ہوں... انکار نہ کیجئے میں نے لندن پیرس وائنا برڈگر یڈ اَور بڈاپسٹ۔ دُنیا کے اکثر شہر دیکھے ہیں اَور میں اِن حیلہ سازیوں سے بھی ناواقف نہیں ہوں جو مرد ایسے موقعوں پر کیا کرتے ہیں تاہم آپ کی نیت چونکہ صاف ہے اُور قصور آپ کا نہیں آپ کے برتنے ہوئے طریقوں کا ہے اِس لئے میں آپ کو معاف کرتی ہوں فرمائیے اب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

بڑی دلیر عورت تھی کس طرح وہ ایک ماہر فن ایکٹرس کی آسانی سے اپنا آپ بچاتی اور ہر ایک بات میرے ہی ذمہ ڈالنے کی کوشش کر رہی تھی شروع میں اجنبیت اس کے بعد غصہ اور اب ان دو حربوں میں ناکام رہ کے نرمی اور عیاری خدا کو ہی بہتر معلوم ہے کتنے متضاد اوصاف اس نے دخترِ حوا میں.. داخل کئے ہیں۔

عام حالات میں شاید میں اس لفظی تکرار سے مزا حاصل کرتا لیکن اس وقت جب حسن حلبی کا ہاتھ خنجر لئے میرے اپنے سر پر جھکا ہوا تھا اور لاتعداد خطرے زہریلی فضا کے مانند چاروں طرف محیط تھے میری سب سے بڑی خواہش کسی طرح اس پردہ راز کو چاک کرنے کی تھی جس میں یہ حسینہ اپنے آپ کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی؟

بڑی دیر تک میں کڑی نظروں سے اسکے خوشنما چہرے کو دیکھتا رہا مگر ان حیرت انگیز آنکھوں کے بنفشی اسرار ناقابل حل تھے اور اسکے مرطوب سرخ... ہونٹوں کا طعن آمیز تبسم جی کو بے چین کر رہا تھا۔

بدقسمتی سے۔ آخرکار میں نے کہا میں اپنے کئے ہوئے وعدہ کو توڑ نہیں سکتا جو اس پہلی ملاقات پر آپ نے جبراً مجھ سے لیا تھا تاہم اگر قتل کی اس ہولناک واردات کے بعد بھی جو ہو چکی ہے آپ نے میرا اطمینان کرانے کی کوشش نہ کی تو پھر میرے خیال میں یہ بات عزت میں داخل نہ ہو گی کہ آئندہ میں اس وعدہ پر کاربند رہنے کی کوشش کروں...

اس کے ابرو کمان ہونے شروع ہوئے۔ بولی

بے شک. عزت. عزت میں فرق ہے؟

کچھ بھی ہو. میں نے اس طنز سے جھونجل میں آکر جواب دیا. میں اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کر سکتا کہ آپ ایک خونی جماعت سے متعلق ہے اور اگر آپ نے سب حال ظاہر نہ کر دیا تو میں . . . . .

اس نے میری طرف جھک کر ایک ہاتھ میرے بازو پر رکھ دیا اور کہنے لگی ایسی بے رحمی نہ کیجئے میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ میرا کسی جماعت سے کوئی تعلق نہیں ضرور آپ کو میری انسبت مغالطہ ہوا ہے جس کا ثبوت . . . ٹھہریئے میں ابھی آپ کے روبرو پیش کرتی ہوں؟

۳

وہ اُٹھ کر کھڑی ہو گئی اور اس سے پہلے کہ میں اُسے روکتا کمرہ سے باہر چلی گئی مگر اس نے دروازہ کے باہر قدم رکھا ہی تھا کہ ایک فوری اضطراب میرے دل کو ہو گیا جلدی سے دوڑ کر میں نے اس کا پیچھا کیا لیکن برآمدہ خالی تھا؟

میں لفٹ کی طرف دوڑا وہ اسی وقت اُتری تھی ایک گندمی رنگت کا آدمی اس مقام پر کھڑا تھا میں نے دیکھتے ہی اسکو پہچان لیا وہ ہوٹل کا جاسوس تھا.

اس کو مخاطب کر کے میں نے جلدی سے کہا.

میرا نام کوانا ہے اور میں اخبار رپورٹ کا نامہ نگار ہوں فرمائیے آپ نے کسی عورت کو نیچے جاتے دیکھا ہے

ایک اس طرح کی پھٹا مان سرائے میں جہاں ہنگڑوں آدمی ہر لحظہ آتے

جانتے ہوں کسی فردِ واحد کے لئے جو اس میں سکونت بھی نہ رکھتا ہو اندر آنا یا رخصت ہو جانا چونکہ سہل ہے اسلئے فوراً ہی میں نے پہلے سوال کے سلسلہ میں ایک اور پوچھا اور وہ کیا اس ہوٹل میں رہتی ہیں؟

نہیں۔ اس نے جواب دیا۔ میں نے آج ہی اس کو دیکھا ہے؟
ثابت ہو گیا کہ وہ چکمہ دے کر نکل گئی یہ دوسرا موقعہ تھا کہ وہ پُراسرار حسینہ اپنا راز ساتھ لے کر غائب ہو گئی

باب۔۹

آہنی صندوق کھولنے کی دوسری کوشش

۱

رات حالیس اور گرم تھی اوقات بعینہ میں ہوا کا ایک آدھ جھونکا درختوں اور جھاڑیوں میں سرسراہٹ پیدا کرتا نکل جاتا اس کے بعد پھر وہی خاموشی اور سناٹا پھر وہی سنسانی اور اندھیرا۔

پروفیسر ڈیپنگ کے مکان پر برٹش اور میں پہرہ دے رہے تھے اسی تجوری والے کمرہ میں جہاں پروفیسر کی موت واقع ہوئی تھی جہاں ماڈرن اور

دست زخمی ہوئے تھے جہاں پُراسرار جوتا محفوظ تھا؟

میرے خیال میں برسٹل نے وقفہ سکوت کے بعد کہا آج پھر اس کو لے جانے کی کوشش کرینگے وُہ اِس کی طرف بہت عرصہ غافل نہیں رہ سکتے؟

دیکھئے۔ میں نے جواب دیا؟

فاصلہ پر گرجا کے گھڑیال نے آدھی رات کا گجر بجایا اور میں اس آرام کرسی پر جس میں وِست بیٹھا تھا کمر سیدھی کرنے کو جھک گیا برسٹل نے قصداً اپنے لئے وُہ کرسی پسند کی تھی؟ جو مغربی کھڑکی کے پاس کل رات مارڈن نے لی تھی؟

میرے خیال میں ڈبینگ کے مکان کا نقشہ اس سے پہلے کافی تفصیل کے ساتھ بیان ہو چکا ہے تاہم یاد تازہ کرنے کے لئے میں پھر کہنا چاہتا ہوں کہ وُہ ایک اِس طرح کا غیر آباد مکان تھا جس کے اطراف میں وسیع قطعات اراضی تھے اور اس اراضی کی درستی اور صفائی کا اہتمام برسوں سے نظرانداز ہو چکا تھا مطالعہ کے کمرے کی کھڑکیاں مغرب اور جنوب کی طرف واقع تھیں اور مغرب ہی کی سمت میں ان کھڑکیوں کے باہر ایک لمبی غلام گردش تھی جنوبی کھڑکیوں کے دروازے چھوٹی چھوٹی جھاڑیوں کی طرف کھلتے تھے ساری عمارت ہیبت ناک ویرانی تنہائی اور سناٹے کا نقشہ پیش کرتی تھی؟

تھوڑی دیر کے بعد جب ہوا کے جھونکے آنے جانے بند ہو جاتے تو اتنی گہری خاموشی پیدا ہوتی جس کی صحیح کیفیت میرے خیال میں بہ صورت الفاظ بیان کرنی مشکل ہے صرف ایک مثال اِس گہرے سکوت اور سناٹے کی مجھ کو یاد ہے۔ تب میں نے ایک قافلہ کے ساتھ صحرا کا سفر کیا تھا اور رات بسر کرنے کو ہم لوگ

ایک تنہا مقام پر ٹھہرے تھے کم و بیش ویسا ہی سناٹا اس مکان کے گرد و نواح میں جو مضافات لندن میں واقع تھا پایا جاتا تھا صدر مقام انگلستان کی رونق اور چہل پہل کا ایک شائبہ تک اس جگہ موجود نہ تھا

ان حالات میں جیسا قدرتی تھا خیالات کی رو صرف ایک ہی مضمون کی طرف جا سکتی تھی یعنی اس حملہ پُراسرار پر جو مادُرن اور وسٹ پر کیا گیا تھا وہ کون سا ذریعہ تھا جس سے دشمن نے اِن کو زخمی اور بیہوش کیا اور کیا آج ہم دونوں کا اُن کی جگہ بیٹھنا دشمن کی توجہ کو اپنی طرف کھینچنے کا ذریعہ نہ تھا۔

ہرسٹل! دفعتاً میں نے کہا حملہ آور اسی کھڑکی سے ہو کر اندر آیا تھا"

یہ محض آپ کا وہم ہے اس نے جواب دیا واقعہ میں کوئی شخص کھڑکی کے اندر نہیں آیا کیونکہ اگر آتا تو وسٹ ضرور اس کو دیکھ لیتا بہر حال اس راز کا حل اب دُور نہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ حملہ کس راہ سے کیا جائیگا بالغرض محال کوئی کھڑکی کے اندر آیا تو ہم اسکو گرفتار کر لیں گے؟

ممکن ہے وسٹ کو مغالطہ ہوا ہو۔ میں نے اعتراض کیا، اندر آئے بغیر کوئی آدمی حملہ کیونکر کر سکتا تھا؟

ہرسٹل نے اس کا جواب دینے کی پروانہ کی اور میں بھی خاموش ہو گیا؟

احتیاطاً ہم نے کئی زبردست پھندے خفیہ مقامات پر چھپا دیئے تھے تا کہ آنے والا بے خبری میں کسی ایک کے اندر پھنس جائے پھر اس کے علاوہ اس سپاہی کو جو دروازہ پر پہرہ دیتا تھا دیوار کے ساتھ ہیٹ لگا کے کھڑا رہنے کا حکم دیا گیا تھا جس حالت میں حملہ کی صرف ایک ہی صورت باقی تھی یعنی سامنے کی طرف سے کوئی بڑی

یہ پُراسرار طاقت اِن لوگوں میں ہو گی اگر وُہ اتنے اہتمام پر بھی حملہ کر سکے ؟

رفتہ رفتہ میرے خیالات ایک اَور سوال کی طرف جانے شروع ہوئے وُہ خوشنما آنکھوں والی عورت جو دوبارہ مجھ کو ملی کیا فرقہ ہشیشین سے کوئی تعلق رکھتی تھی اِس وقت تک انتہائی کوشش کے باوجود میں کوئی بات اِس کے بارہ میں دریافت نہ کر سکا تھا اَور اپنے وعدہ کی پابندی کو ملحوظ رکھ کے میں نے اِس کا ذکر برسٹل سے کرنا بھی مناسب نہ سمجھا تھا خیال جو میرے دل میں پیدا ہوا یہ تھا کہ ممکن ہے وُہ ہشیشین کی سازش سے بے تعلق ہو اَور کسی خاص ذریعہ سے سازش کی خبر پا کے اِس معاملہ میں دلچسپی لینے لگی ہو یا اِس طرح بھی ہو سکتا تھا کہ اِس جوتے کے بارے میں جو حالات اخباروں میں شائع ہوئے تھے اِن کو پڑھ کر کوئی اَور ہی شخص اِس کو حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگا ہو اَور یہ عورت اِس فریق ثالث سے تعلق رکھتی ہو۔

سکاٹ لینڈ یارڈ اِس وقت تک اِس راز کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی تھی کہ ہشیشین کی جماعت لندن میں کوئی وجود رکھتی ہے تاہم اگر کوئی تیسرا فریق واقعی اِس جوتے کو اِس کی تاریخی اہمیت کی وجہ سے حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہو تو ممکن تھا اِس نے اپنے طور پر اِس بارہ میں کچھ حالات دریافت کر لئے ہوں اَور اِس واقفیت کی بنا پر اِس چٹھی میں جو پُراسرار آنکھوں والی حسینہ کی معرفت روانہ ہوئی تھی جس کا نام دھمکی کے طور پر درج کر دیا گیا ہو۔

برسٹل۔ میں نے اِس نتیجہ پر پہنچنے کے بعد کہا کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ حسن جلبی کے علاوہ کوئی اَور شخص اِس جوتے کو پانے کی کوشش کرتا ہو۔

"نہیں!" اس نے جواب دیا اول تو یہ ہی خیال ناممکن ہے لیکن اگر ایسا ہو بھی تو وہ آدمی جو اس پر قبضہ کرنے کی کوشش کرے ا ضرور نقصان اٹھائیگا تاہم آپکو یہ خیال کیوں پیدا ہوا۔

یونہی! میں نے ٹالنے کے لئے جواب دیا کیونکہ حیرت انگھوں کی پراسرار حسینہ کا راز ظاہر کرنا اب بھی مجھ کو منظور نہ تھا؟

گرجا کے گھڑیال نے آدھ گھنٹہ بجایا۔ برسٹل ایک آہ کھینچ کر اٹھا اور اس سپاہی کی خبر لینے چلا گیا جو پھاٹک کے پاس کھڑا تھا جس وقت اس کے پاؤں کی آواز درختوں کے سایہ میں مدھم ہوتی ہوئی دب گئی تو خوف کا احساس پھر ایک بار میرے دل کو ہونا شروع ہوا۔ اس نامعلوم مبہم خوف کا جو تاریکی میں پوشیدہ تھا ایک عجیب طرح کی دہشت ناقابل توضیح لیکن تیز پیدا ہونے لگی؟

خدا معلوم کتنے آدمی جوش عقیدت سے بھرے ہوئے پراسرار عہد ماضی سے تعلق رکھنے والے اپنی جانوں کو ہتھیلی پر لئے مرنے مارنے کو تیار اس مکان کی اطراف میں چھپے ہوئے تھے اور یہ سب اس جوتے کی وجہ سے جس کو ڈیمنگ بے خبری یا حماقت سے عجائب خانہ لندن میں رکھنے کے لئے اٹھا لایا تھا؟

میری نگاہ کمرہ کے اس کونے کی طرف گئی جہاں لوہے کی تجوری رکھی تھی وہی مقدس جوتا جس کے لئے اتنے آدمی زخمی ہوگئے اور اتنوں کا خون بہا۔ اب بھی اس کے اندر بند تھا؟

اور اس کے بعد دفعتاً ایک بڑی مدھم آواز محتاط قدموں کی باہر سے آتی سنائی دی کوئی آدمی . . . نہ معلوم وہ جو کل رات خفیہ پولیس کے دو افسروں پر

حملہ آور ہوا تھا یا کوئی اور بھی ایک بار کمرہ کی طرف آرہا تھا بہر حال وہ آواز برسل کے پیروں کی نہیں تھی دل کہتا تھا یہ اس آدمی کی رفتار ہے جو مجھ کو زخمی یا ہلاک کرنے کیلئے آتا ہے؟

میں نے بھرا ہوا پستول جیب سے نکالا اور کمرہ کے اندھیرے سے گزر کر ان کھڑکیوں میں سے ایک کی طرف گیا جو برآمدہ کی جانب کھلتی تھیں اس جگہ سے پھاٹک کی روش دور تک نظر آتی تھی درختوں کے سایہ میں اندھیرا تھا مگر چاند کی مدھم روشنی ان پتوں سے گزر کر ہلکہ اجالا پیدا کر رہی تھی اس مکر چاندنی میں میں نے ایک آدمی کو اپنی طرف آتے دیکھا؟

کیا یہ برسل تھا؟ ۔ ۔ قامت اس کی تھی رفتار بھی اس کی تھی رفتار بھی اس کی تھی تاہم میرے اندیشے قائم رہے رفتہ رفتہ وہ صورت برآمدہ کے پاس آپہنچی؟

مسٹر کوانا!

مجھے اپنی بزدلی پر ہنسی آگئی واقعہ میں میرا دل اب بھی زور سے دھک دھک کر رہا تھا؟

آہ! آپ آگئے میں تو سچ مچ ڈر گیا تھا۔"

آپ کا ڈرنا بے سبب نہیں وہ لوگ اب گھڑی پل میں آیا ہی چاہتے ہیں سپاہی مورس اب تک پھاٹک پر کھڑا ہے مگر اس کا بیان ہے کہ تھوڑی دیر گزری اس نے جھاڑیوں کی سمت میں ایک آواز سنی تھی؟

شاید ان کے سرسرانے کی!

ممکن ہے گو اس کا بیان یہ ہے کہ ہوا اس وقت تھمی ہوئی تھی"

پھر ایک بار ہم اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے؟

برسل! میں نے پُر خیال انداز سے کہا۔ اب خطرہ کے قریب آنے پر کیا آپ کی رائے میں جو تجویز ہم نے پہرہ دینے کی سوچی، خطرناک نہ تھی؟

خطرہ اس میں شک نہیں ایسے ہر کام میں ہوتا ہے، برسل نے جواب دیا لیکن سوال یہ ہے کہ دریافت کا ذریعہ بھی اور کیا تھا جو واقعہ ماڈرن اور دوسٹ کو پیش آیا اِس کا حال کیونکر تحقیق کیا جا سکتا تھا؟

ممکن ہے دشمن آج اپنا طریق عمل بدل دے؟

میرا یہ خیال نہیں کل اگر ان لوگوں کو ہمارے دو آدمیوں کے زخمی اور بیہوش کرنے میں کامیابی نہ ہوتی تو ممکن تھا وہ طریقہ بدلتے لیکن اب اسکی اُمید نہیں... اور ان آہنی پھندوں کی موجودگی سے جو ہم نے چھپا رکھے ہیں یقیناً ان کو پکڑنے میں کامیابی ہو گی؟

اِس کے بعد پھر خاموشی چھا گئی؟

چاندنی کی ایک کرن برآمدہ سے ہوتی ہوئی ہمارے کمرہ میں آنے لگی اِس کی روشنی میں برسل کی اندھیرے میں چھپی ہوئی صورت سیاہ تصویر سے مشابہ نظر آتی تھی ہوا کا رخ اب بدلا ہوا تھا چنانچہ اب وہ داہنی طرف کی کھڑکی سے آرہی تھی راسکے باہر دور تک ناہموار جھاڑیوں کی قطار تھی:

چاندنی رفتہ رفتہ برسل کی پیٹھ تک آپہنچی فاصلہ کے گرجا سے ایک بجنے کی آواز سنائی دی۔

اِس وقت برسل پھر ایک بار پھاٹک کی خبر لانے چلا گیا اِس نے آدھہ آدھ

گھنٹہ کے بعد پھاٹک کا پھیرا کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس کی عدم موجودگی میں پھر وہی وحشت کا احساس مجھ کو ہونا شروع ہوا۔ لیکن وہ جلدی ہی واپس آ گیا۔ اور خبر لایا کہ اس جگہ خیریت ہے۔

تاہم اس کے لہجہ کی تھراہٹ سے میں یہ بات جانے بغیر نہ رہ سکا کہ اس کو یاد ہے۔ کل رات اسی وقت ایک بجے کے عمل پیارڈن اور ووسٹ پر حملہ ہوا تھا۔

طبیعت اب گفتگو پر مائل نہ تھی۔ نادانستہ ہمارے کان اس گہرے سکوت پر لگے ہوئے تھے۔ جو چاروں طرف پھیلا ہوا تھا۔

اس وقفہ انتظار میں میرے خیالات کی رو اس سوال کی طرف پھر گئی، کہ دشمن کی طرف سے حملہ کے لئے ایک بجے رات کا وقت پسند کئے جانے میں کیا مصلحت تھی؟ کیا اس میں بھی کوئی راز تھا؟ اور اگر نہیں تو پھر ایک ہی مقررہ وقت کا انتظار کیلئے؟

میری نگاہ برسٹل کی طرف گئی۔

چاند کی روشنی میں اس کی صورت کرسی پر واضح اور صاف نظر آتی تھی میری پشت اور بائیں ہاتھ کی دیوار دل پر بھی روشنی تھی لیکن میں بذات خود اندھیرے میں چھپا ہوا تھا

رفتہ رفتہ وہ وجہ جس کی مجھ کو تلاش تھی ظاہر ہونی شروع ہوئی برآمدہ سے اور غالباً اس سے پرے درختوں کی روش سے برسٹل کی صورت اچھی طرح دیکھی جا سکتی ہو گی لیکن میں جس جگہ بیٹھا تھا کیا وہ بھی فاصلہ سے نظر آتی تھی غور کرنے سے معلوم ہوا کہ سمت جنوب کی کھڑکیوں سے میری صورت بھی دیوار کی چاندنی کے مقابلہ میں ضرور نمایاں ہو گی؟

یہ خیالات میرے دل میں پیدا ہو ہی رہے تھے کہ ایک بہت مدھمی آواز بمشکل سنائی دینے والی کمرہ کے باہر کسی نامعلوم مقام سے کانوں میں آنی شروع ہوئی

میرے خدا! برسٹل نے چونکتے ہوئے کہا کیا یہ آواز آپ نے بھی سُنی؟

ہاں.... مگر اس کا کیا مطلب تھا؟

میرے خیال میں مورس....''

برسٹل ایک ہاتھ کرسی کے بازو پر رکھے اور دوسرا جس میں پستول تھا چھپائے کسی قدر اُٹھا ہوا تھا میں نے بھی جلدی سے اپنا پستول نکالا اور اٹھا ہی چاہتا تھا کہ شدت اضطراب سے پستول فرش زمین پر گر پڑا۔

کلمہ دہشت کے ساتھ میں اس کو اُٹھانے کے لئے نیچے جھکا اور عین اس وقت کوئی چیز سنسناتی ہوئی میرے کان کے پاس سے نکل گئی جو بھاری ایک آواز کے ساتھ پچھلی دیوار میں جا لگی؟

برسٹل؟ میں نے دبی آواز میں کہا؛

لیکن جب میں نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو وہ بے بسی کے عالم میں نیچے کی طرف گرا جاتا تھا ایک ثانیہ کے عرصہ میں وہ شے بے جان کی طرح فرش زمین پر گر پڑا

راحم خدا۔ میرے منہ سے نکلا؟

سرد پسینہ کے قطرے میری پیشانی پر نمودار ہو گئے لیکن میں جس طرح جھکا تھا اسی طرح خمیدہ حالت میں ایک طرف گھپ اندھیرے کے اندر ہٹ گیا؟

بائیں طرف پودوں میں سرسراہٹ پیدا ہوئی مگر اس سے پہلے کہ میں دیکھ سکتا ایک نیم برہنہ صورت بندر کی پھرتی سے برآمدہ میں داخل ہوتی نظر آئی؟

وُہ کسی پستہ قد لیکن مضبوط انسان کی صورت تھی جس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا نہایت مضبوط ڈنڈا تھا دہشت کی وجہ سے میں تفصیلی حالات تو معلوم نہ کر سکا تاہم اتنا میں نے دیکھا کہ اس کے سر پر ایک چرمی تسمہ بندھا ہُوا تھا؟

اتنا خوف اس آدمی کو دیکھ کر مجھ پر طاری ہُوا کہ آن واحد کے لئے میں اس بات کا صحیح فیصلہ نہ کر سکا کہ وُہ سچ مچ گوشت اور پوست کا بنا ہُوا انسان ہے یا الف لیلا کے جنات سے کوئی چیز۔ اسی طرح جھکا ہُوا میں ایک قدم اور پیچھے ہٹ کر دیوار کے ساتھ لگ گیا۔

وُہ اندر آیا اور برسٹل کے بے حرکت جسم پر جھک گیا اس کے ساتھ ہی کسی کا گرم سانس میرے رخساروں کو جھلستا معلوم ہُوا۔

میری طاقت ضبط جواب دے گئی ایک ہلکی دبی چیخ کے ساتھ میں نے اس کی طرف دیکھا اور میری نگاہ دہکتی ہوئی آنکھوں کے شعلہ تیز سے چار ہوئی؟

یہ دوسرا آدمی اِن کھڑکیوں میں سے ایک راہ سے آکر جو جھاڑیوں کی طرف کھلتی تھیں میرے اوپر جھکا ہُوا تھا؟

میں بہادری کا دعوٰی نہیں کرتا اور خطرہ میں بحالی اوسان کا ثبوت پیش کرنا بھی مجھ کو منظور نہیں اسلئے صاف صاف لکھتا ہوں کہ نیم بے خبری میں میرا وُہ ہاتھ جس میں پستول تھا اُٹھا اور بغیر سوچے سمجھے نتیجہ کی پروا نہ کر کے میں نے عین اس کے مُنہ کے پاس فائر کر دیا اس کا برہنہ جسم مجھے اپنے اوپر گرتا ہوا معلوم ہُوا کوئی گرم چیز مجھے اپنے ہاتھ پر بہتی محسوس ہوئی اس سے یہ معلوم کر کے کہ دشمن میری طرح گوشت اور خون کا بنا ہوا خاکی وجود رکھتا ہے میں نے اس کے جسم

کو دھکا دے کر پرے گرا دیا اور اندھا دھند اس فرار ہوتی ہوئی صورت پر فائر کرنے لگا جو برسٹل کو چھوڑ کر برآمدہ کی سمت سے درختوں کی طرف دوڑی جا رہی تھی

گولی چلنے کی آواز رات کی خاموشی کو قطع کر کے گونجتی ہوئی اطراف میں پھیل گئی اس کے بعد پھر سناٹا چھا گیا۔

۳

میں نے میز کے پاس جا کے لمپ جلایا؟

برسٹل کسی بیجان لاش کی طرح فرش زمین پر پڑا تھا اور اس کے پاس گیلی مٹی کا ایک بھاری اور مضبوط ڈھیلا گرا ہوا تھا میں نے اس کو اٹھا کر دیکھا۔ شروع میں وہ غالباً گول ہوگا مگر اب اس کی صورت عجیب طرح کی چپٹی تھی میں نے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ جھک کر معلوم کیا کہ برسٹل گو بے ہوش تھا تاہم اس کی زندگی خطرہ میں نہ تھی اور اب وہ راز بھی حل ہو گیا جو ماڈرن اور وسٹ کی... بیہوشی پر چھایا ہوا تھا در اصل یہ لوگ گیلی مٹی کے ڈھیلوں سے گوپیا چلاتے تھے کیونکہ ایسی ہی ایک چیز اس آدمی کے پاس پڑی تھی جس کی خون آلودہ لاش اس وقت میرے پاؤں میں فرش زمین پر گری ہوئی تھی؟

گیلی مٹی کے ڈھیلے سے کم و بیش ویسی ہی چوٹ آتی تھی جیسی ریت کا تھیلا مارنے سے اور اس میں فائدہ یہ تھا کہ حملہ آور دور ہی سے وار کر سکتا تھا۔

غالباً اسی طریقہ پر کسی آدمی نے پھاٹک کے پاس موریس کو بھی بیہوش کر دیا ہوگا میں نے غور کر کے دیکھا تو برسٹل کے داہنے کان کے پاس جس جگہ ڈھیلا لگا تھا سرخ آماس نظر آیا؟

میرا اپنا بچاؤ محض اس لئے ہو گیا کہ اُٹھتے وقت پستول ہاتھ سے گر گیا تھا ورنہ جو چیز میرے پاس ہو کر نکلی اور دیوار میں لگی وُہ میرے ہی سر پر لگتی میں نے حملہ آور کو دیکھا وُہ اوندھے مُنہ زمین پر پڑا تھا مگر اِس کے خط و خال سے محروم بھیانک چہرہ بائیں شانہ کے پاس کسی قدر مڑا ہُوا کتنا ہیبت ناک اور ڈراؤنا تھا؟

اِس میں شک نہیں وُہ اسی انجام کا مستوجب تھا تاہم اتنی بھیانک اسکی صورت تھی کہ اب بھی راتوں کو بار ہا اس کی گھناؤنی صورت خواب میں نظر آتی ہے تو میں خوف سے تھرا جاتا تھا؟

اِس وقت جب میں نے اپنے حملہ آور کی لاش اور برسٹل کے بیہوش جسم کے بیچ میں کھڑا ہُوا حالات کی رفتار پر غور کر رہا تھا ایک سایہ تاریک برآمدہ کی سمت سے میری طرف آتا نظر آیا؟

وُہ بڑی آہستگی سے آگے کی طرف بڑھتا تھا ایک اندھیرے مقام کے پاس پہنچکر وُہ ٹھہر گیا اور جب میں اِس حالت میں کھڑا تھا اِس حقیقت سے لاعلم کہ وُہ انسان ہے یا روح۔ اس کی طرف دیکھ رہا تھا بے نام دہشت کا اثر اِس طرح اِس سے خارج ہونا شروع ہُوا جس طرح جلتے چراغ سے روشنی؟

میز کے پاس کھڑا ہُوا ایک پل کے لئے اِس بھیانک سایہ سے نظر ہٹانے کی جرأت نہ کر کے میں ایک ہاتھ سے ٹیلیفون تلاش کرنے لگا مگر جیسے ہی میرے انگلیوں نے اسکو اپنی گرفت میں لیا دوڑتے ہوئے آدمیوں کے پیروں کی آوازیں اور انکی گفتگو کے مدھے شور سے ملی ہوئی کانوں میں آنی شروع ہوئیں معلوم ہُوا کچھ لوگ گولیوں کی آواز سنکر مکان کی طرف دوڑے آ رہے تھے؟

دفعتاً سایہ تاریک نے حرکت کی اور ایک ہاتھ اس طرح اونچا اٹھا یا گویا اس واقعہ ناگہانی پر بے صبری بے تابی ظاہر کر رہا تھا؟

آوازیں قریب تر آتی جا رہی تھیں غالباً وہ لوگ پھاٹک کے پاس سپاہی مورس کو بیہوش پڑا دیکھ کر اس کو اٹھانے کے لئے ٹھہر گئے تھے اپنی جگہ پر میں دہشت سے چپ چاپ اور بے حرکت کھڑا تھا اور اس وقت دفعتاً اس اٹھے ہوئے ہاتھ میں کوئی چیز چاند کی پھیکی روشنی میں چمکتی نظر آئی میرے لئے صرف ایک ہی نظر کافی تھی یہ اسی انگوٹھی کے نگینہ کی چمک تھی جو میں نے حسن حلبی کے ہاتھ میں پہنی ہوئی دیکھی تھی؟

باب ۱۰

عجائب خانہ

۱

جن اصحاب کو عجائب خانہ لندن کا وہ حصہ جسے برٹش روم کہتے ہیں دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے وہ جانتے ہیں کہ اس جگہ عین دروازہ کے سامنے سر رچرڈ برٹن کی ایک خوشنما قد آدم تصویر آویزاں ہے اسی کمرہ کے ایک حصہ میں چند آدمی شیشہ

کے ایک اُونچے صندوق کے گرد جمع تھے سرخ رنگ کے بچھے ہوئے کاغذ پر صرف ایک چیز اس صندوق میں پڑی تھی یعنی تاریخی جوتے کا وہی ایک پیر جس کو پروفیسر ڈیپنگ اتنے اہتمام کے ساتھ اِس جگہ نمایاں کرنے کیلئے لایا تھا اور جو بالآخر اس کی جان کا دشمن ثابت ہوا۔

فاضل مستشرقین کی اس مختصر جماعت کے روبرو تقریر کرتے ہوئے عجائب خانہ کے مہتمم مسٹر موسلن نے کہا۔

صاحبو یہ وُہ چیز ہے جس کو آنجہانی پروفیسر ڈیپنگ مشرق بعید سے سالہا سال کی محنت شاقہ سے تلاش کر کے لائے تھے وُہ اِس جوتے کے بارہ میں ایک مختصر رسالہ بھی شائع کرنا چاہتے تھے جس میں اِن کا ارادہ اِس کی تاریخی اور متعلقہ حالات درج کرنے کا تھا مگر افسوس موت نے مہلت نہ دی لیکن جوتے کی صحیح کیفیت نہ جانتے ہوئے بھی اتنا کہہ سکتا ہوں کہ وُہ ایک غیر معمولی تاریخی اہمیت کی چیز ہے؟

لیکن کیا آپ کو پتہ ہے کہ یہ جوتا شاہان سلف میں سے کس کا ہے اور اس کو کہاں سے حاصل کیا گیا تھا حاضرین میں سے ایک صاحب نے جو سنہری کمانی کا چشمہ لگائے کھڑے تھے دریافت کیا؟

افسوس ڈاکٹر نکلسن! موسلن نے جواب دیا" اِن حالات کا پروفیسر ڈیپنگ کی چھوڑی ہوئی یادداشتوں میں کہیں ذکر نہیں مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وُہ مختصر حالات جو اِس بارہ میں ہم کو معلوم ہیں اتنے زیادہ خوشگوار نہیں؟

ایک عجیب طرح کی گھٹن اور مایوسی اِس کی آواز میں پائی جاتی تھی دفعتاً کسی وجہ خاص کے بغیر اس نے ایک قدم داہنی طرف ہٹ کے عجیب نظروں سے کمرے کے اطراف

کو دیکھا۔ اور جب میری اپنی نگاہ اس کا پیچھا کرتی ہوئی اس مقام پر گئی تو معلوم ہوا وہ اس دراز قد آدمی کی طرف دیکھ رہا تھا جو صبح کا رسمی لباس پہنے ایک فہرست پر جھکا ہوا کچھ پڑھ رہا تھا میں اس کی صورت کو اچھی طرح نہ دیکھ سکا تاہم اسکی آنکھوں کی عجیب ساخت اور چہرہ کی رنگت سے یہ بات واضح ہو گئی کہ وہ مشرق کا رہنے والا کوئی آدمی ہے

مستشرقین کے گروہ سے آواز آئی، سنا تھا کہ ایک عجیب سحری تاثیر اس جوتے میں یہ ہے کہ اگر کسی کا ہاتھ اس کو لگ جائے تو کٹ جاتا ہے۔

آپ کا ارشاد صحیح ہے، موسکن نے تسلیم کیا اور سچ پوچھئے تو پروفیسر ڈیبنگ کی موت کی انہی سحری تاثرات کا نتیجہ ہے باقی حالات کی طرح ان کی موت اسوقت تک پردہ راز میں پوشیدہ ہے، بہرحال انکی وصیت تھی کہ اس جوتے کو وہی آدمی ہاتھ لگائے اور ایک مقام سے دوسرے مقام پر لے جا سکتا ہے جو از روئے مذہب مسلمان ہو چنانچہ کئی روز ہم کسی ایسے آدمی کو تلاش کرتے پھرے جو اس جوتے کو... پروفیسر ڈیبنگ کے مکان سے اس جگہ تک لا سکتا مگر کوئی ایسا آدمی نہ ملا۔ اس دوران میں یہ چیز پروفیسر کے مکان میں بند پڑی رہی اور اس کی حفاظت کا خاص اہتمام کیا گیا اس پر بھی کئی بار نامعلوم شخصوں کی طرف سے اس کو حاصل کرنے کی... کوشش کی گئی۔!!

اس کی بے چین نگاہیں پھر اسی دراز قد اجنبی کی طرف گئیں جو گردن جھکائے بدستور پتلی زرد انگلیوں سے فہرست کی ورق گردانی کر رہا تھا میں نہیں کہہ سکتا یہ وہم تھا، یا کیا، بہرحال میں یہ سوچے بغیر نہیں رہ سکا کہ وہ آدمی اس جگہ

کھڑا ہو کر اس گفتگو سننے کی کوشش کر رہا ہے جو اس موقعہ پر ہو رہی تھی؛ شائد میرے ہی خیالات سے متاثر ہو کر صاحب مہتمم نے بھی اپنی آواز مدھم کر دی چنانچہ اسکے بعد جو کچھ اُنہوں نے کہا وہ اتنی دبی ہوئی آواز میں تھا کہ میرا خیال ہے اس کا ایک لفظ بھی ہمارے حلقہ سے باہر نہ گیا ہوگا؟

بڑی مشکل سے آخر کار اس نے بیان کیا ہم نے سکندریہ کا رہنے والا ایک یونانی تلاش کیا جو کسی مسلم خاتون سے شادی کرنے کے بعد اسلام قبول کر چکا تھا معقول انعام کے لالچ سے وہ اس جوتے کو یہاں تک لانے کا فرض ادا کرنے کو آمادہ ہو گیا چنانچہ بڑی حفاظت اور انتہائی راز داری کے ساتھ ہم لوگ اس جوتے کو اس سے اٹھوا کر اس جگہ تک لائے اور اس نے اپنے ہاتھ سے اسکو صندوق میں رکھا اور اسی نے اس کو مقفل کیا گویا جہاں تک احتیاط کا تعلق ہے اسکے سوا کسی آدمی نے اسکو ہاتھ نہیں لگایا اس سے بھی زیادہ جیسا آپ دیکھ سکتے ہیں ہم نے اس صندوق کے گرد لوہے کی باڑ لگوا دی ہے تاکہ دیکھنے والوں میں سے کسی کا ہاتھ نہ لگ جائے؛

آہ... ڈاکٹر نکلسن نے متعجب نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا، لیکن یہ فرمایئے آپ کے اس یونانی مسلمان کو تو کوئی واقعہ پیش نہیں آیا؟

اس کا جواب میرے خیال میں انسپکٹر برسٹل بہتر دے سکیں گے صاحب.. کیوریٹر نے کہا۔

نامی جاسوس کی سیدھی فوجی قامت جھکے ہوئے شانوں کے محققین کی جماعت میں خصوصیت کے ساتھ نمایاں تھی؟

مسکراتے ہوئے کہنے لگا، صاحبو، میں افسوس کے ساتھ عرض کرتا ہوں، کہ جس روز جوتے کا انتقال محل میں آیا تھا اسی دن سے لیکر مسٹر ایپلولوس جو سوہو سکوئر میں کو نوشی کرتا تھا اپنی دوکان سے غائب ہے میں یہ نہیں کہتا کہ اسے کوئی حادثہ پیش آیا ہے یا کوئی اس کو بھگا کر لے گیا بہر حال یہ امر واقعہ ہے جو میں نے بیان کر دیا ادھر سے اس نے جوتا لانے کی مزدوری کا چیک بھنوایا ادھر وہ غائب ہو گیا اسکی بی بی دریافت حال کے لئے دن میں دو دو بار دفتر پولیس میں آتی ہے؛

لیکن موجودہ حالت میں ایک صاحب نے دریافت کیا۔ کون کون سی حفاظتی تدابیر اس جوتے کے بارہ میں کی گئی ہے؟

میری نگاہ بے اختیار اس دراز قد اجنبی کی طرف گئی جو کسی نامعلوم اندراج کی تلاش میں برابر فہرست کی ورق گردانی کئے جاتا تھا ایک نئی طرح کا چمک اسکی سیاہ مخملی آنکھوں میں پیدا ہو گئی تھی لیکن مجھ سے چار آنکھیں ہوتے ہی اس نے گردن جھکالی اور اسکے ساتھ ہی ایسا معلوم ہوا گویا وہ آگ جو ان آنکھوں کی گہرائی میں روشن تھی دفعتاً بجھ گئی، میں نے فیصلہ کر لیا کہ ضرور اس آدمی کی ذکر برسٹل سے کروں گا؛

اس اثنا میں سوسٹن کی آواز ہلکے دبے لہجہ میں کہتی سنائی دے رہی تھی۔

چونکہ مذہبی دیوانوں کا ایک گروہ کسی نہ کسی طریقہ پر اس جوتے کو انگلستان سے واپس لے جانے پر تلا ہوا ہے اسلئے ہم نے خصوصیت سے اس کو عجائب خانہ کے اس کمرہ میں رکھا ہے جہاں سے کوئی ماہر فن چور بھی اس کو نکالنے کی کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکتا اور اس کے بعد ہماری نگاہ استفسار کے جواب میں تقریر جاری رکھتے

ہوئے جیسا آپ دیکھتے ہیں صرف ایک دروازہ اور چار کھڑکیاں اِس کمرہ میں ہیں دروازہ پاس والے کمرہ سے گزر کر سیڑھیوں کی طرف جاتا ہے مشرق کی کھڑکیاں بڑے پھاٹک کے پاس لان کی طرف کھلتی ہیں اور باقی دو مغرب کی سمت میں آرلنگٹن سکویر کی طرف واقع ہیں دونوں حصے بارونق اور آباد ہیں اور احتیاط مزید کے طور پر چاروں کھڑکیوں میں بھاری سلاخیں لگی ہوئی ہیں دن بھر ایک آدمی اِن دو کمروں کی نگہبانی کیا کرتا ہے اور رات کو بیچ کا دروازہ بند اور مقفل رکھا جاتا ہے کیا چور جب تک کسی طرف کی کھڑکیوں کے پاس سر بازار سیڑھی لگا کر لوہے کی سلاخوں کا کاٹنے اکھیڑنے اور شیشہ کا صندوق توڑنے کی جرأت نہ کرلے وہ اِس جوتے کو نکالنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا؟

لیکن حلقہ مستشرقین سے ایک اعتراضی آواز سنائی دی اور میں نے دیکھ وہ پروفیسر رائیس جکنز کی آواز تھی ممکن ہے اِس صندوق کی ایک اور کنجی کسی دوسرے آدمی کے پاس بھی ہو

جی نہیں! یہ ناممکن ہے موسٹن نے جس کی آنکھیں جوش سے چمکی ہوئی تھیں جواب دیا اصلی کنجی پروفیسر ڈیننگ کی وصیت کے مطابق مسٹر کوانا کے پاس ہے اور دوسری کسی کے پاس نہیں نہ کوئی اِس کو بنوا سکتا ہے کیونکہ اِس کی ساخت غیر ملکی اور پیچیدہ ہے۔

متفسر نگاہیں میری طرف اُٹھنے لگیں۔

غالباً آپ نے اِس کنجی کو!! ڈاکٹر نکلسن نے پوچھا! کسی محفوظ مقام پر ہوگا

جی! میں نے اسے بنک کی تجوری میں رکھوا دیا ہے!! میں نے جواب دیا؟

اس صورت میں نامی سیاح اور محقق نے فیصلہ کُن لہجہ میں جواب دیا میں... وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ اب یہ جوتا اس جگہ محفوظ ہے اور محفوظ رہے گا اتنی عظیم احتیاطوں کے بعد اس کا غائب ہو جانا محال اور ناممکن ہے۔"

اس نے اپنا بازو ایک دوست کے بازو میں ڈال دیا اور اس طرح یہ گروہ آپس میں باتیں کرتا ہوا دروازہ کی طرف چلا گیا۔

۲

مگر برسٹل کو میں نے دیکھا وہ فکرمند اور مشوش تھا اسکی عام حالت ٹھوڑی کو کھجلانے کی بے تابانہ حرکت سے مل کر ثابت کرتی تھی کہ ڈاکٹر نکلسن کی پیش بینی کم از کم اس کے دل کو مطمئن نہیں کر سکی شاید اس لئے کہ میری طرح وہ بھی اس جماعت کی حیرت انگیز اور پراسرار طاقتوں کا اندازہ کر چکا تھا جو اس چیز کی بازیابی کے درپے تھی۔

میری اپنی رائے میں" میں نے پاس جا کر کہا اصلی خطرہ اسوقت شروع ہو گا جب عام خلقت اسکو دیکھنے کے لئے آئیگی؛

سچ ہے اس نے مری ہوئی آواز سے تسلیم کیا مگر میں نے دیکھا اسکے خیالات کی رو دُور پہنچی ہوئی تھی وہ بہت کم گفتگو پر مائل نظر آتا تھا؟

مجھے اس دراز قد مشرقی کا خیال آیا جو بڑی دیر سے فہرست کا معائنہ کر رہا تھا اور برسٹل کی توجہ اس پر دلانے کے خیال سے میں نے پھر ایک بار اس مقام کی طرف دیکھا۔ جہاں وہ کھڑا تھا لیکن......

ایک نہایت عجیب اور بعید از فہم تبدیلی اس چند منٹ کے عرصہ میں ہو چکی

تھی کیا دیکھتا ہوں ۔ وہ حضرت تو غائب ہیں ۔ مگر ان کی جگہ ۔۔۔ چند قدم کے فاصلہ پر ایک اور آدمی چھریرے بدن ۔ ستے ہوئے چہرہ ۔ استخوانی ساخت اور تیز قینچی سی آنکھوں کا اجنبی جس کا ریش و بروت سے صاف چہرہ ۔ کپڑوں کی تراش اور کھڑے ہونے کا عام انداز اس کے امریکی ہونے کی دلیل تھا ۔ استادہ ہے ۔

سیزن کے دنوں میں اکثر امریکن سیاح ایسے مقامات کی سیر کرتے آیا کرتے ہیں ۔ اور اس پہلو سے اس کی موجودگی چنداں حیرت خیز نہ تھی ۔ تو بھی نہ معلوم کیوں اس کی عجیب شخصیت مجھ پر اثر ڈالے بغیر نہ رہ سکی ۔ وہ کسی مخصوص ہستی کا مالک تھا ۔ اور یہ بات اس کی تیز کشادہ آنکھوں سے جو فرش سے چھت تک کمرہ کے ہر حصے کا جائزہ لے رہی تھیں ۔ پوری طرح واضح ہوتی تھی ۔

خدا معلوم کیوں ۔ مجھے اس سے کشش پیدا ہو گئی ۔ جہاں تک حافظہ کا تعلق ہے میں نے کبھی اس سے پہلے اس کو نہ دیکھا تھا ۔ اور اس کا امریکن نژاد ہونا اس خیال کے بھی منافی تھا ۔ کہ اس کا حلقہ ہتشیپشن سے کوئی تعلق ہے ۔ لیکن پھر ۔۔ اسی بنفشی آنکھوں والی پراسرار حسینہ کا خیال آتے پر دل نے کہا ۔ اگر ایک اس طرح کی خالص یورپین عورت ان لوگوں سے واسطہ رکھ سکتی ہے ۔ تو ایک امریکن مرد کے ان کا طرفدار ہونے میں کیا رکاوٹ ممکن ہے ؟

پھر اس سلسلہ میں یہ خیال بھی پیدا ہوا کہ جس طرح وہ عورت سر ولبیر ڈیننگ کی موت سے ذرا پہلے اس حلقہ پراسرار میں ظاہر ہوتی تھی ۔ اس طرح اس مردہ کا تاریخی جوتے کے یہاں رکھے جانے کے فوراً بعد آنا خالی از مصلحت نہیں ہو سکتا ۔ یقینی طور پر وہ عورت اسی جوتے کی بازیابی کی کوشش کر رہی تھی ۔ شروع میں دھمکا کر پھر اپنے

حسن کے پھندے میں اُلجھا کر اَور اب اِن حربوں میں ناکام رہنے کے بعد۔۔۔۔

خیال مضبوطی سے ذہن نشین ہو گیا کہ جو لوگ ایک حسین یورپی عورت کو مطلب برآری کا ذریعہ بنا سکتے ہیں وُہ ایک خوش پوش امریکن مرد کو ہم خیال بنانے سے بھی دریغ نہیں کر سکتے۔ ممکن تھا اِن لوگوں کی ساحرانہ قوتیں عجائب خانہ لندن کی عظیم حفاظتی تدبیروں کے معاملہ میں عاجز ہوں وُہ جہازوں پر بے گناہوں کے ہاتھ کاٹ سکتے تھے اَور ایک بالشتیئے بونے کی مدد سے بد نصیب ڈیپنگ کو ہلاک بھی کر سکتے تھے لیکن اِس جگہ محفوظ سرکاری مکان کی چار دیواری میں جہاں نہ پُراسرار مشرقی مردوں کی سحرکاری اَور نہ حسین مغربی عورتوں کی عیاری کارآمد ہو سکتی تھی ممکن تھا کسی مصلحت خاص سے اِس امریکن کو آلہ کار بنانا ضروری سمجھا گیا ہو۔ ممکن ہے حسن حلبی کی مہم سابقہ ناکامیوں کے بعد نئی صورت اختیار کرنے لگی ہو۔

میرے اپنے جی کی حالت اِس پُراسرار جوڑے کے مستقبل کے بارہ میں جو کچھ تھی اِس کا اظہار میں نہیں جانتا کس طرح کروں ایک طرف دہشت تھی پیشبینیں کے نئے نئے بعد از فہم طریقوں کے عمل میں آنے کی، اَور دوسری جانب آرزو تھی کسی طرح اِس چیز سے جو خون ریزیوں کا بہانہ تھی جلد از جلد نجات پانے کی اَور اِن متضاد خیالات کا مرکز میرا سینہ تھا۔

حسن حلبی کی صورت صرف ایک بار میں نے دیکھی تھی مگر اِس عرصہ قلیل ہی میں میں اِس عظیم شخصیت اَور قلب ماہیت کے بارہ میں اِسکی حیرت انگیز اہلیت سے پوری طرح واقف ہو چکا تھا وُہ جو لمحہ اول میں مرد عاجز و مسکین اَور لمحہ آخر میں جابر جفا کار جبار بن جاتا تھا حصول مدعا کے باب میں کوئی بات اِس سے بعید نہ

ہو سکتی تھی اِس کی زندگی کا مدعائے واحد اِس یادگار جوتے کی بازیابی تھی جو اِس مطلب کیلئے وُہ اِن سب لوگوں کو جو اس کی راہ میں مزاحم ہوں خس و خاشاک کیطرح ہٹانے کی قوت رکھتا تھا اسکے وسائل عظیم اور طریقے لامحدود تھے اِن غیرفطری انسانی سے لیکر جو اس کے اشارہ پر لاکھوں جانیں قربان کرنے کو تیار تھے اِن پراسرار خاتونوں تک جو اپنے راز کو حرمت و ناموس کی طرح محفوظ رکھنا جانتی تھیں خدا معلوم کتنی مختلف اور متضاد طاقتیں اس کو حاصل تھیں اور انہیں کن کن موقعوں پر کس کس طریقہ سے ظاہر کیا جاتا تھا۔

میرا ناچیز ذہن اِن باتوں کا صحیح اندازہ کرنے سے عاجز تھا؟

باب ۱۱

نواب چھمی

۱

دروازہ کے باہر ایک کانسٹیبل پہرہ دے رہا تھا میں نے اسکے پاس جاکر پوچھا تھوڑی دیر ہوئی ایک لمبے قد کا مشرقی آدمی اِس کمرہ میں کھڑا تھا تم نے اُسے دیکھا۔

جی ہاں۔ دیکھا تھا؟

پھر اب وہ کہاں ہے؟ کیا رخصت ہو گیا؟"

سپاہی نے حیرت آمیز نظروں سے ادھر اُدھر دیکھنا شروع کیا گویا وہ کسی دیکھی ہوئی صورت کو تلاش کر رہا ہے۔

کیا عرض کروں آخر کار اس نے پریشان ہو کر جواب دیا میں نے اس آدمی کو کھڑے ہوئے دیکھا تھا اور اس کو خاص طور پر نظروں کے سامنے رکھنے کی کوشش بھی کی تھی اسکے باوجود میں نہیں جانتا اب وہ کہاں ہے جب مسٹر ہوبن تقریر کر رہے تھے تو وہ اس جگہ فہرست کھولے کھڑا تھا اور میں حلفیہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ باہر نہیں گیا۔ اس کے باوجود

لیکن وہ چونکہ کمرے کے اندر نہیں ہے اس لئے یقیناً رخصت ہو گیا ہوگا؟ میں نے اعتراضاً کہا۔

آپ کا فرمانا صحیح ہے اس نے رکتے ہوئے تسلیم کیا مگر جہاں تک میری نظر کام کر سکتی ہے وہ۔۔۔ کم از کم میرے سامنے باہر نہیں نکلا؟

سراسیمگی کے آثار اس کے چہرے پر نمودار تھے اور ایسا ہونا باعث حیرت بھی نہیں تھا کیونکہ اس مرد پُر اسرار کا اس طرح غائب ہو جانا گویا زمین اسکو نگل گئی ہو یا ہوا نے اس کو اپنے اندر چھپا لیا ہر شخص کے لئے موجب اعتراض ہو سکتا تھا لیکن میں جو اس حیرت انگیز جماعت کے جناتی خواص سے واقف تھا میں اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ کوئی صوفی حلبی کا بھیجا ہوا جاسوس ہوگا جو معلومات حاصل کرنے کے بعد پُر اسرار طریقہ پر غائب ہو گیا اس طرح کے معاملات میں یہ لوگ خاص اوصاف کے مالک تھے انکے لئے اپنی مرضی سے صورت بدلنا یا غائب ہو جانا ظاہرا یہ بات کتنی ہی

خلافِ عقل کیوں نہ ہو، اِن کی حالت میں بعید از امکان نہ تھی؟

۲

میں جب پیچھے مڑا تو ہر سٹل اشارے سے مجھ کو اپنے پاس بلا رہا تھا پاس گیا تو دبی آواز سے کہنے لگا۔

ادھر کے اِس الماری کو دیکھنے کا بہانہ کیجئے!

اور اس کے بعد جب ہم دیوار میں لگی ہوئی شیشہ کی طرف جا رہے تھے تو بولا۔

آپ نے اِس لاغر اندام امریکن کو دیکھا جو کھڑا ہوا اِس جوتے کی طرف گھور رہا ہے۔

میں نے چھپی نظروں سے دیکھنے کی کوشش کی واقعی اِس کی نگاہ شیشہ کے صندوق پر جمی ہوئی تھی؟

کون ہے؟ میں نے پوچھا؟

آپ اِس کو نہیں جانتے؟

صورت پہچانی ہوئی معلوم ہوتی ہے مگر یاد نہیں آتا۔ کون ہے۔

"ارل ڈکسٹر!"

کیا! امریکہ کا نامی چور جس کا فوٹو پچھلے دنوں اخبارات میں چھپا تھا؟

وہی جس نے ایک نو سرباز جماعت کے ساتھ چند ماہ پیشتر پونا اور بمبئی میں لاکھوں کا مال لوٹا تھا یاد ہوگا کس طرح اِس نے کیلن اینڈ کمپنی اور سیٹھ نور جی کا پڑیا صوبہ بمبئی کے دو نامی جوہریوں کو دھوکا دیا اور کئی لاکھ کے موتی اور الماس

لیکر فرار ہوا تھا؟

کیا یہی وُہ آدمی ہے جس کا حال نواب چھمی کے نام سے بمبئی کے اخباروں میں چھپا تھا؟

بس بس وہی۔ اس کے کئی نام مشہور ہیں انگلستان میں ارل ڈکسٹر۔ امریکہ میں سُتن ہیں جرمنی میں ہیرواں ہٹرمن۔ ہندوستان میں نواب چھمی وغیرہ۔ اس کا قاعدہ ہے آرسین لوپن کی طرح صرف اونچے درجہ کی چوریاں کرتا ہے جب سے انگلستان آیا ہے سی آئی ڈی کے آدمی اسکے پیچھے لگے پھرتے ہیں اور اسکے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس نے جہاز واشنگ پر جو تین ہفتے بعد نیویارک روانہ ہوگا درجہ اول کی دو سیٹیں مخصوص کرالی ہیں لیکن کیوں اس کا راز حل نہیں ہو سکا وُہ دوسرا آدمی کون ہے جو اس کے ساتھ روانہ ہوگا اور اس دو عشرہ کے عرصہ میں وُہ کیا کرنا چاہتا ہے

برسٹل "میں نے جواب دیا۔ یاد ہوگا میں نے اِس سے پیشتر ذکر کیا تھا کہ ممکن ہے ہیبٹین کے علاوہ کوئی تیسرا فریق اور بھی اس جوتے کے پیچھے لگا پھرتا ہو کیا تعجب ہے وُہ . . . ارل ڈکسٹر ہی ہو۔

کیا۔ ارل ڈکسٹر جوتا چور!"

آپ سمجھے نہیں یہ کوئی معمولی جوتا نہیں ہے کیا تعجب وُہ اس پر قبضہ کر کے

لہ اس نامی شریف چور کے حالات کے لئے ملاحظہ فرمایئے خونی ہیرا و خونی چراغ و انقلاب یورپ شاہی خزانہ کارنامجات آرسین لوپن شریف بدمعاش دچلتا پرزہ بلوری ڈاٹ مجن کا قیدی سنہری کلیاں ابتدائے آرزو الجرنتا نقلی نواب ہم سے طلب فرمایئے۔

امریکہ لے جائے اور ہٹیشین سے اس کی معقول قیمت وصول کرنے کی اُمید رکھتا ہو!

برسل نے بے صبری کا اشارہ کیا۔

یہ محض آپ کا خیال ہے ارل ڈکسٹر اتنا بیوقوف نہیں کہ اس جوتے کو لے کر اپنے لئے ناقابل حل مشکلات پیدا کرلے ہاں ایک بات ممکن ہے اس نے پُر خیال انداز سے کہا ہو سکتا ہے حسن جلبی نے معقول معاوضہ دیکر اپنے طور پر جوتا نکلوانے کے لئے اس کی خدمات حاصل کرلی ہوں کیونکہ ایک ایسی مضبوط سرکاری عمارت میں سیندھ لگانا میرے خیال میں یہ کام ہٹیشین کی لائن سے باہر ہے؟

بات واجب اور جی لگتی تھی اور اس سے میرے دل کو گونا اطمینان بھی ہو گیا کیونکہ ہٹیشین اور حسن کی پر اسرار طاقتوں کے مقابلہ میں ارل ڈکسٹر ایسے آدمی کی کوششوں کی روک تھام بہت زیادہ ممکن اور سہل تھی ضرورت پیش آنے پر وہ لاکھ بھیس بدلے آخر مغرب کی پیداوار تھا اور ہم اسکے طریقوں کو سمجھنے اور رد کرنے کی قابلیت رکھتے تھے حالانکہ فرقہ ہٹیشین کے آدمی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۳

دفعتاً ایک نہایت عجیب حادثہ پیش آیا جس نے ہماری گفتگو کا خاتمہ کر دیا کمرہ کے اندر کھڑکیوں کے پیچھے پردے لگے ہوئے تھے ان میں سے ایک جو اس شیشہ کے صندوق سے پرے جس میں جوتا رکھا تھا دیوار کے ساتھ لپٹا ہوا تھا فر کی آواز سے نیچے گرا بات معمولی تھی یعنی ہو سکتا تھا کہ وہ رسی جس سے وہ بندھا ہوا تھا ڈھیلی رہ گئی ہو اور یہ پردہ گرنے کا واقعہ محض اتفاقاً پیش آیا ہو مگر ہم جب پاس گئے اور دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہ تھا؟

پردہ کے نچلے حصہ سرے سے چار اور فرش زمین سے پانچ فٹ کی اونچائی پر کپڑے کا ایک فٹ مربع ٹکڑا بالکل صاف کٹا ہوا نظر آیا؟

میں نے حیرت آمیز نظروں سے ادھر اُدھر دیکھا کئی فیشن ایبل آدمی اور بھی ہماری طرح متحیر کھڑے تھے لیکن سب کے سب شریف اور باحیثیت آدمی یعنی ایسے جو اوقات فرصت میں تفریحاً عجائب خانوں میں جایا کرتے ہیں؟

برسٹل کی اپنی آنکھیں فرط حیرت سے پھٹی پڑتی ہیں

کس نے یہ فعل کیا۔۔۔۔ اور کس لئے اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا؟

اور جواب کے لئے میرے منہ کو تکنے لگا؟

باب-۱۲

سایہ دیوار میں

۱

جی ہاں وہ صاحب جو امریکہ کے رہنے والے تھے دروازہ پر کھڑے ہوئے سپاہی نے میرے سوال پر بیان کیا۔ ابھی باہر گئے ہیں؟

میں سیڑھیوں سے دوڑتا ہوا اترا اور اندھا دھند اسکے تعاقب میں ہو لیا اس دنیا کی بہت کم چیزیں قلب انسانی کے برابر پُراسرار ہیں ایک طرف یہ

بھی میری آرزو تھی کہ یہ جوتا کسی طرح حدود انگلستان سے باہر چلا جائے تا کہ خلق خدا کو چین آئے اور دوسری جانب میں اسکی محافظت کا فرض ادا کرنے کی بھی کوشش کر رہا تھا میں نہیں جانتا یہ متضاد حالت کیوں تھی شائد کو صاحب مابعد الطبیعات کے جاننے والے اس معمے کو حل کر سکیں؛

میرے سامنے ارال ڈکسٹر عجائب خانہ کے دروازہ سے باہر نکلا اور کنگسوے سے گزر کر فلیٹ سٹریٹ کی طرف ہو لیا، بڑی بے فکری اور اطمینان کے ساتھ وہ آگے ہی آگے چلا جا رہا تھا۔ بازاروں کے پُرخروش ہجوم میں کتنے آدمی تھے جو اس کی خوش پوش صورت اور شریفانہ چال سے اس بات کا اندازہ کر سکتے کہ وہ دنیا کے نامی چوروں میں سے ایک ہے

ایک بار میرے جی میں آئی کہ واپس ہو جاؤں شاید وہ اپنے ہوٹل کی طرف جا رہا ہو جس صورت میں اس کا پیچھا کرنے سے تضیع اوقات کے سوا کوئی فائدہ نہ تھا تو بھی کسی غیبی کشش سے میں اسکے پیچھے چلتا گیا؟

وہ سالبری چوک میں جا پہنچا بہت کم لوگ موجود تھے آگے وہ پیچھے میں کوئی دیکھنے والا دیکھتا تو نہ معلوم کیا کہتا؟

اور اس کے بعد دفعتاً میرا دل زور سے دھک دھک کرنے لگا ایک خوش پوش جوان اور خوبصورت عورت چوک کی دوسری جانب وہ پٹڑی پر چلتی اسکی طرف آ رہی تھی ...... میں نہیں جانتا یہ اسکی قامت کا انداز تھا یا اٹھی ہوئی گردن کی رعنائی یا اندام خرام یا شائد یہ خیال ہی اس سارے معاملہ کی تہہ میں تھا کہ ڈکسٹر نے امریکہ جانے والے جہاز پر دو سیٹیں ریزرو کرائی تھیں بہرحال اس عورت

کا چہرہ دیکھنے سے بہت پہلے یہ یقین میرے دل میں جاگزیں ہو گیا کہ وہ کوئی ایسی ہی عورت ہے جس کا اِس پُراسرار جوتے کے واقعات سے تعلق ہے اور اب اِسکی آمد اور سالبری سکوئیر میں ارل ڈکسٹر سے اسکی ملاقات جوتے کی تاریخ میں ایک نئے باب کا افتتاح کرنے والی باتیں ہیں؟

میں قصداً پیچھے رہ گیا مگر ڈکسٹر نے ایک دفعہ بھی مڑ کر دیکھنے کی پروا نہیں کی تعاقب کی بے خبری میں پُرشوق انداز سے آگے بڑھ گیا اِس نے اپنا بازو اِس نازنین کے بازو میں ڈال دیا اور اِس سے گفتگو کرنے لگا؟

رفع استعجاب کی خواہش میرے سینہ میں ہیجان کرنے لگی دور اندیشی مائل احتیاط کرتی تھی مگر جوشِ آگے کو دامن کشاں ہوتا تھا استبصار و استقرار کے اس مقابلہ میں آخر کار اول کو آخر سے مغلوب ہونا پڑا اور گو میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ بات اصول سراغرسانی کے منافی تھا تاہم یہ معلوم کرنے کے شوق میں کہ وہ عورت کون ہے میں تیز چل کر ان کے پاس جا پہنچا؟

ڈکسٹر اس وقت تک سرگرمانہ گفتگو میں محو تھا مگر میری آہٹ پاتے ہی رُک گیا اور شاید یہ وقفہ ہی اِس نگاہ استفسار کا محرک تھا جو اِس خاتون نے پیچھے مڑ کر میری طرف نظر ڈالی؟

میں اِس خاموشی کیلئے تیار تھا اور اِس پریشانی کے رفع کے لئے بھی جو اِن کو میری آمد سے ہو سکتی تھی تیار نہ تھا مگر اِس حیرت انگیز دریافت کیلئے جو اِس موقعہ پر اِس نازنین کے جلدی سے پیچھے پھر کر دیکھنے کے بعد ہوئی میں نہیں کہہ سکتا کتنا یقین میرے دل کو اِس اندیشہ یا اُمید کے پورا ہونے کا تھا جو دور سے اِس کو دیکھکر پیدا

ہوئی تھی یہی باعث تھا کہ چار آنکھیں ہوتے ہی بجلی کی لہر میرے بدن میں پھر گئی۔ کیونکہ یہ نیلگوں آنکھوں کی وہی پُراسرار حسینہ تھی جس سے مختلف حالات میں دو بارہ پہلے ملاقات ہو چکی تھی اور جس کی آمد ہر موقعہ پر کسی سانحہ عظیم کا پیش خیمہ ہوتی تھی؟

۲

میرا دماغ چکر میں آگیا؟

نئے سے نئی الجھن اِس واقعہ پُراسرار میں پیدا ہو رہی تھی اگلی پیچیدگیاں حل ہونے میں نہ آتی تھیں کہ ایک نئی گرہ اور اِن میں پڑ جاتی تھی؟

سب سے بڑی حیرت مجھے اِس عورت کے رویہ سے ہوئی اس نے میری طرف دیکھا لیکن کیا مجال ذرا جھجک یا رکاوٹ ظاہر کی ہو وہ نافرمالی آنکھیں جو پہلی ملاقات میں فرش زمین پر جھکی جاتی تھی آج بدستور میرے چہرہ کی طرف اُٹھ رہیں اِن کی نگاہ سرد تھی نفرت حقارت اور بے مہری کے آثار انہیں ظاہر کئے

مارے شرم کے میری اپنی گردن جھک گئی اور اضطراب چھپانے کے لئے میں جلد جلد قدم بڑھا کر اِن کے آگے نکل گیا۔

کئی ایک کام مجھ کو کرنے تھے مگر وہ عزم و استقلال جو اِن کیلئے درکار تھا وہ اِن بڑھتی ہوئی الجھنوں میں بالکل جواب دے گیا کسی کام کے کرنے کو جی نہ چاہتا تھا بڑی دیر تک بے مدعا بازاروں کا گشت کرتا پھرا پُراسرار جوتے کی مقناطیسی کشش نے زندگی وبال شروع کر دی تھی؟

میں نہیں جانتا کب تک شہر کے بازاروں کی خاک چھانی اور نادانستہ

کس جگہ گیا بہر حال اتنا یاد ہے کہ میں نے جب اپنے منتشر حواس کو جمع کیا اور گرد و نواح کا منظر دیکھنے اور سمجھنے کے قابل ہُوا تو پھر ایک بار عجائب گھر کے پاس گریٹ آچرڈ سٹریٹ میں کھڑا تھا۔

اور اِس وقت میں نے دیکھا؟

۳

لانبے قد کے آدمی بازار کے دوسری جانب ایک دروازہ کے پاس کھڑے عجائب خانہ کی مشرقی کھڑکیوں کی طرف گھور رہے تھے لندن کے موسم کا لحاظ کرتے ہوئے دن خلاف معمول گرم تھا اور وُہ دونوں سایہ میں کھڑے تھے بازار قریباً خالی تھا بہت ہی کم لوگ اِدھر اُدھر آجا رہے تھے؟

صرف ایک نظر میں نے اِن کو دیکھا اور گو دوپہر کے وقت تھا اور تیز دھوپ پڑ رہی تھی تاہم اتنے ہی سے میرا خون پانی کی طرح سرد ہو گیا کیونکہ وُہ دونوں صورتیں میری دیکھی اور پہچانی ہوئی تھیں؟

ایک تو وُہی مشرقی سیاح تھا جس کو صبح کے وقت میں نے عجائب خانہ کی فہرستوں کی ورق گردانی کرتے دیکھا تھا اور اِس کی موجودگی میرے خیال میں چنداں باعث حیرت بھی نہیں تھی لیکن دوسرا ۔ ۔ ۔ آہ ۔ ۔ اِسکو دیکھنے کے بعد میں کیونکر حواس بجا رکھتا یا اضطراب دبا سکتا تھا کیونکہ یہ وہی تھا جس کی تصویر اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت نظروں کے سامنے پھرا کرتی تھی حتیٰ کہ راتوں کو خواب بھی اسی کے نظر آتے تھے یعنی وُہ جو اِس سارے فتنہ کی جڑ بنیاد تھا ۔ ۔ ۔ حسن حلبی میں نہیں جانتا اِس نے یا اِس کے ساتھی نے مجھے دیکھا یا نہیں دیکھا۔ میں

یہ بھی نہیں جانتا ؟ کہ اِس وقت اِن کو عجائب خانہ کے پاس کھڑے دیکھکر مجھے کیا کرنا اور کیا کرنا چاہیئے تھا امر واقعہ یہ ہے کہ میں نے کچھ نہیں کیا اِس مرد پراسرار کی موجودگی سے مرغوب اور دہشت زدہ ہوکر میں چپ چاپ اپنی جگہ کھڑا رہا حتیٰ کہ بڑے اطمینان اور بے فکری کے ساتھ وہ اِس انداز وقار سے چلتے جو اضطراب کے نام تک سے ناواقف ہو ایک طرف کو رخصت ہو گئے ؟

بڑی دیر بعد میں وہاں سے ہٹکر عجائب خانہ کے دروازہ کی طرف گیا لیکن ندامت اور پریشانی کا یہ احساس بعد از وقت جی کو پریشان کر رہا تھا کہ کیوں نہ اسکو دیکھتے ہی میں نے حسن حلبی کی موجودگی کی اطلاع پولیس کو کردی کیوں میں نے ایک خطرناک سانپ کو رستہ میں پڑا دیکھ کر اپنا فرض ادا کرنے میں کوتاہی کی؟ لیکن یہ احساس مشت بعد از جنگ کی طرح تھا محض بیکار تکلیف دہ اور رنج افزا . . . .

باب - ۱۳

شعاع سپید

۱

اِس رات حالات پر اسرار کا شیطانی دور شروع ہُوا۔

عجائب خانہ کے مہتمم مسٹر موسٹن کو پاس ہی رہنے کا مکان ملا ہُوا تھا اُور اِسکو وہاں رہتے مدت گزر گئی تھی مگر اس رات نہ معلوم کیوں اپنے رہنے بیٹھنے اُور سونے کے کمروں سے عجیب طرح کی ہیبت محسوس ہوتی تھی وُہ طبعاً بے خوف اُور بہادر تھا اُور اِس بڑھاپے میں بھی غیر معمولی قوی الاعضا رکھتا تھا تاہم وُہ خوف جو اِس رات اِسکو ہُوا پُر اسرار عجیب اُور نیا تھا خدا معلوم یہ اِس حبس شدید کا اثر تھا جو لندن پر طاری تھا یا اِن واقعات پر خوف کی یاد کا نتیجہ جو اِس جوتے کی آمد و رفت سے تعلق رکھتے تھے بہر حال انتہائی کوشش کے باوجود وُہ اِس رات نہ سو سکا کبھی اِس منتقم خنجر کی تصویر آنکھوں میں پھرتی تھی جو لوگوں کو زخمی اُور ہلاک کرنے میں قہر خدائی کا نمونہ تھا کبھی اِس جماعت کے پُر اسرار کالوں کی جن میں بد نما بونے ایغر ملکی مرد، حسین عورتیں اُور اِس عجیب کہ لیث بُل رہبر شامل تھے آنے کو اِس سے پہلے بھی کئی طرح کی دہشتناک یاد کی چیزیں اِس عجائب خانہ کی چار دیواری میں آچکی تھیں مثلاً اِس فرعون کی لاش جس نے حضرت

موسٰی کا مقابلہ کیا تھا اس قیصر کا تخت جس نے جوش انصاف اپنے اکلوتے بیٹے کو دار پر کھچوایا تھا اِس زار کی تصویر جس نے آرزو مندان کو کھولتے گرم پانی اور یخ کے تودوں میں باری باری غوطے دیکر مروایا تھا اور وہ خنجر بھی جس سے روہیلہ سردار نے شاہ دہلی کی آنکھیں نکلوائی تھیں مگر اِس جوتے کی حالت ان سے مختلف اور عجیب تھی اور اِس رات مسٹر موسکن نے معلوم کیا کہ اس کی دہشت بھی مخصوص تھی

رات بے حد گرم تھی ایک پتہ تک نہ ہلتا تھا اور عظیم شہر لندن پر ایک حیرت ناک سنسانی چھائی ہوئی تھی یعنی اِس حالت سے بھی مختلف جس میں معاشور اِس دیو ہیکل کے خراٹوں سے ملتا ہوا جو دن بھر کی دھوڑ دھوپ کے بعد پڑا سوتا ہو ہر وقت سنائی دیتا ہے خدا معلوم آج وہ بھی محو خواب تھا؟

اور اِس وقت دفعتاً پے در پے دو آوازیں سنائی دیں پہلی مدھم کھڑکھڑاہٹ پھر ایک پُر اسرار موسیقی دار چنکار۔

موسکن جو بستر پر لیٹا ہوا بے تابی سے کروٹ لے رہا تھا ان آوازوں کو سنتے ہی اُٹھا جلدی سے ڈرسنگ گون پہنی سرہانے کے پاس رکھی ہوئی تجوری سے بھرا ہوا پستول اور عجائب خانہ کی کنجیاں نکالیں اور زرد رو ہراساں اور متوحش بنی دروازہ کی راہ سے عجائب خانہ میں داخل ہو گیا پھر بے خوفی سے زینہ پر چڑھ کر اس نے مشرقی گیلری کا دروازہ کھولا۔

اِس کے سنسان رستوں سے گزر کر وہ برٹش روم تک جا پہنچا جس کے اندر جوتا رکھا تھا لیکن دروازہ کھولنے سے پہلے ایک ثانیہ کیلئے رکا

اندر کسی چیز کے حرکت کرنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔

کنجی اِس کے ہاتھ میں تھی لیکن اس پر بھی وہ اِس کو قفل میں ڈالنے کی جرأت نہ کرسکا۔

دہشت کی طرح بے خوفی اور دلیری کے بھی درجے ہیں موسٹن کھلے خطروں کا مقابلہ کرسکتا تھا وہ ایک سے زیادہ شخصوں کا مقابلہ بھی کرسکتا تھا لیکن اِس ہستی پُراسرار اِس طاقت نامعلوم کے سامنے آنا جو بند دروازوں اور مقفل کمروں کے اندر گھس سکتی تھی یہ اگر ایک ایسے مرد جرار کے دل میں بھی تامل کا شائبہ پیدا کردے تو باعث حیرت نہیں ہوسکتا؟

تاہم اِس کا تامل عارضی تھا ایک ثانیہ کیلئے دہشت اور بے خوفی میں جدوجہد ہوئی اِسکے بعد جی کڑا کے اِس نے کنجی قفل میں ڈال دی اور دروازہ کھول کے اندر گھس گیا اِس سے بھی زیادہ اِس نے اندر جا کے دروازہ بھیڑ لیا اور پستول تان کے نامعلوم خطروں کا مقابلہ کرنے کو مستعد ہوگیا؟

وُہ قابل داد اخلاقی دلیری کا انسان تھا اسوقت جب وُہ اِس عظیم کشادہ کمرہ کی تنہائی میں اکیلا دروازہ سے پیٹھ لگا کے کھڑا تھا تو ہلکی تھراہٹ البعید از فہم خطروں کی یاد سے اِس کے بدن میں پیدا ہوئی اور سنسنی کی لہر ریڑھ پر کو ہوتی ہوئی ٹانگوں کی راہ سے اُتری تاہم واپسی کا خیال ایک مرتبہ بھی اِس کے دل میں ظاہر نہیں ہُوا۔

کمرہ کا ایک حصہ تاریکی تھا دور افتادہ کھڑکی کے پاس پردہ کی راہ سے داخل ہونے والی چاندنی فرش محلا کو نیلی رنگت دے رہی تھی لیکن جس چیز نے

حیرت انگیز طور پر ان کو مسحور کرنے میں مدد دی، وہ ٹھنڈی سپید روشنی کی ایک لمبی کرن تھی۔ جو اطراف کی چیزوں کو چھوڑ کر مقدس جوتے پر پڑتی اور اس کو نمایاں کرنے میں مدد دیتی تھی۔ باقی سامان گھپ اندھیرے میں چھپا ہوا، یا مدھم روشنی میں مبہم نظر آتا ہے مگر یہ ایک چیز یہ وفیسر وڈہینگ کا لایا ہوا جوتا روشنی کی لمبی شعاع میں گھرا ہوا واضح اور صاف تھا۔

حالت عجیب پراسرار یا بعید از فہم تھی۔ لیکن دہشت کا پہلا تیز احساس گزر جانے پر موسٹن کو یاد آیا۔ کہ صبح کو پردہ میں نامعلوم طریقہ پر چاک پیدا ہوا تھا۔ جس کی مرمت اس وقت تک نہ ہوئی تھی۔ غالباً یہ روشنی اب اسی چوکور سوراخ کی راہ سے آتی تھی۔

حقیقت حال سے آگاہ ہوتے ہی وہ اندیشے جو اس کے دل میں پیدا ہوئے تھے۔ زائل ہو گئے۔ اور جب وہ رکتے ہوئے قدم سے اس مقام کی طرف بڑھا جہاں روشنی آ کر پڑتی تھی۔ تو پہلی بار اس نے دیکھا کہ اس شیشہ کے صندوق کا ایک پہلو جس میں جوتا رکھا گیا تھا یعنی وہ جو پھٹے ہوئے پردہ کی سمت میں تھا۔ ٹوٹا ہوا ہے۔ اور شیشہ کے ریزے فرش زمین پر بکھرے ہوئے ہیں پھر ان ریزوں سے پرے شعاع سپید کے سایہ میں مدھم مگر واضح ایک اور چیز پڑی ہے۔

موسٹن نے دیکھا وہ متحرک تھی۔ صندوق سے ہٹ کر وہ مشرقی کھڑکیوں کی سمت میں آہستگی کے ساتھ حرکت کر رہی تھی۔

اُف۔ میرے خدا... جوتا! موسٹن کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

اندھا دھند بغیر کسی چیز کو دیکھے، بغیر کسی چیز کا نشانہ کیے، اس نے کمرہ کے اطراف میں گولیاں چلانی شروع کیں۔ اور سانس کے بعد تین چار فیر کر کے ... ٹھہر گیا۔ سوچ آئی، اس وحشت سے کیا حاصل؟ کوئی متنفس، کوئی ذی حیات مخلوق اس کمرہ کے اندر نہیں تھی۔ تو پھر ان بے تحاشا فیروں سے کیا فائدہ؟ لیکن واقعہ میں وہ فیر بے فائدہ ثابت نہیں ہوئے۔ کیونکہ دفعتاً کوئی چیز مشرقی کھڑکیوں میں سے جا کر لگی۔ اور اس کو ٹوٹے ہوئے شیشہ کے ٹکڑے زمین پر گرتے سنائی دے۔

موسٹن نے دوڑ کر بجلی کا بٹن دبایا۔ اور تیز شفاف روشنی چاروں طرف پھیل گئی۔ اس نے جلدی سے ادھر ادھر دیکھا۔ کمرہ خالی تھا!

لیکن نہیں، بالکل خالی نہیں، کیونکہ شیشہ کے صندوق اور پہلی مشرقی کھڑکی کے وسط میں کمرہ کے فرش پر وہی جوتا رکھا تھا۔ جس کو سپید شعاع کے سایہ میں اس نے متحرک دیکھا تھا۔ کوئی چیز اس کے ساتھ بندھی ہوئی نہ تھی۔ کوئی ذریعہ اس کی حرکت کا نظر نہ آتا تھا۔ تو بھی موسٹن اس بات کا حلف لینے کو تیار تھا، کہ جب اس نے اسے دیکھا تو وہ کسی شے ذی حیات کی مانند کھڑکی کی طرف جا رہا تھا۔

دور افتادہ مقام پر گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ معلوم ہوتا تھا۔ گولیوں کی آواز نے پہرہ دار سپاہی کو چونکا دیا ہے۔ اس کے ایک لمحہ بعد دروازہ کھٹکھٹانے کی آوازیں آنی شروع ہوئیں۔ مگر موسٹن کو ان کی پروا نہ تھی۔ تلاش سراغ میں وہ دوڑا ہوا اس کھڑکی کے پاس گیا۔ جس کی سمت میں

جو نامرکت کر رہا تھا ۔ اور جلدی سے پردہ نکھڑ دیا۔
کھڑکی بند تھی ۔ لیکن نچلے حصّہ کا ایک چوڑا شیشہ ٹوٹا ہوا تھا ۔ اور اس کے نوکدار ٹکڑوں سے سرخ خون کے قطرے کمرہ کے فرش پر ٹپ ٹپ گر رہے تھے ۔

" دروازہ کھولو ! "

کوئی آدمی اونچی آواز سے کہہ رہا تھا ۔ ہر طرف گھنٹیاں بجتی تھیں ۔ دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز جا بجا سنائی دیتی تھی ۔ مگر ہوسٹن حیران و سراسیمہ اسی ٹوٹے شیشہ کی کھڑکی کے پاس چُپ چاپ کھڑا دیکھتا تھا ۔
کھڑکی بند، لوہے کی مضبوط سلاخیں بدستور لگی ہوئی ۔۔ تو کون تھا جو اس ٹوٹے ہوئے شیشہ کی راہ سے اندر آیا ؟ ۔۔۔ یا یہ اس کا وہم تھا ؟
لیکن نہیں ، صندوق کا ٹوٹا ہوا پہلو ، فرش زمین پر پڑا ہوا جوتا وہ سرسراتی آوازیں جو اس نے دروازہ کے باہر سنی تھیں ، اور سب سے بڑھ کر خون کی وہ ٹپ ٹپ جو ٹوٹے ہوئے شیشہ کی نوک سے اب تک جاری تھی ۔ کیا یہ باتیں اس وہم کی تردید کرنے والی نہیں تھیں ؟

۲

یہ قصّہ تھا جو واقعہ کے آدھا گھنٹہ بعد میرے کانوں تک پہنچا کیوں کہ جیبا ضروری تھا ۔ اس کی اطلاع فوراً انسپکٹر برسٹل کو دیدی گئی تھی ۔ جس نے اسی وقت مجھکو فون پر بلا یا ۔
میں جب عجائب خانے میں پہنچا ، تو برسٹل کے علاوہ منتظم بیا مول

کا ایک گروہ اس جوتے کے گرد جمع تھا۔ مگر کس کی ہمت تھی کہ اس کو اٹھا کے پھر صندوق میں رکھ دے، حسن حلبی کا خنجر ہر ایسے ہاتھ کے لیے حاضر تھا۔ جو اسے چھونے کی کوشش کرے، اس حقیقت کو جان کر ہم سب اس سے پرے پرے رہنے کی کوشش کرتے تھے۔ اور اگر کوئی بے خبری میں آگے بڑھتا تو فوراً روک دیتے تھے۔

اور اس جگہ فرش زمین پر وہ بے ضرر ظاہرا بے اہمیت جوتا پڑا تھا۔ اور وہیں اس کے پہلو میں موسٹن ورسنگ گون پہنے، آنکھیں وحشت آمیز، سر کے بال کھڑے زرد زرد، با حال پریشان دیوار کے ساتھ لگا ہوا تھا۔

اپنا ستا ہوا چہرہ میری طرف پھیر کر اس نے سہمی ہوئی آواز سے کہا کوئی ذریعہ اس جوتے کو پھر اسی صندوق میں رکھنے کا سوچنا چاہیئے؟

اتنا دلیر ہونے پر بھی موسٹن کی آواز میں لغزش تھی الفاظ تتلا کر منہ سے نکلتے تھے بریسٹل خاموش تھا بے خبری میں اس کی نگاہ اپنے دو سپاہیوں اور ایک بلا وردی آدمی کی طرف گئی جو ان کے پہلو میں کھڑا تھا؟

میں اسے رکھ دیتا ہوں سپاہیوں میں سے ایک نے جلدی سے کہا۔

مگر موسٹن نے ہاتھ اٹھا کر روکا؟

ٹھہرو!

گہری خاموشی چھا گئی جس میں تماشائیوں کے سانس کی بھاری آواز کے سوا کوئی اور آواز سنائی نہ دیتی تھی؟

میں تم کو آگاہ کرتا ہوں اموسٹن نے سمجھایا! اِس جوتے کو ہاتھ لگانے میں بڑا خطرہ ہے؛

مجھ کو معلوم ہے سپاہی نے بے خوف ہو کر جواب دیا مگر میں اس کی پرواہ نہیں کرتا؛

کیا تم کو معلوم ہے کہ جو آدمی اِس جوتے کو ہاتھ لگائے اِس کا داہنا ہاتھ کٹ جاتا ہے

میں نے سُنا ہے۔

اور کیا یہ بھی تم کو معلوم ہے کہ داہنا ہاتھ کٹ جانے کے بعد محکمہ ضرور تم کو ملازمت سے علیحدہ کر دے گا؟ برسٹل نے پوچھا؛

میرے خیال میں افسر لوگ کوئی صورت گزارہ کی پیدا کر دیں گے؛

گزارہ یا انعام صرف اِن حالتوں میں دیا جاتا ہے کہ کسی طرح کا حادثہ ادائے فرض میں پیش آئے مگر اِس جوتے کو ہاتھ لگانا تمہارا فرض نہیں ہے اِسکے برعکس میں تم کو منع کرنے کی کوشش کر رہا ہوں

خیر جو ہوگا دیکھا جائیگا سپاہی نے بڑھتی ہوئی لاپروائی سے جواب دیا؛

میں اِس فرضی دہشت کو دُور کرنا چاہتا ہوں؟

میں نے خود اُسے روکا موسٹن نے آگے بڑھکر اسکو پکڑا اور برسٹل نے غصہ میں آکر گالی بھی دی لیکن نوجوان سپاہی بضد تھا؟

اسے جھکتا دیکھکر مجھے اپنا دل سینہ میں بیٹھتا معلوم ہوا اگرچہ وہ کوئی بڑا ہی بے خوف آدمی تھا لاپروائی سے جوتا اُٹھا کر اس نے اِس کو ٹوٹے ہوئے شیشہ کے

کے صندوق اندر رکھ دیا؟

گرجا یا قبرستان کی مانند ہیبت ناک خاموشی میں اس کے بعد اس نے کہا۔

ناحق اتنی دہشت تھی بس اب نیا شیشہ لگوا دیجئے سب کام مکمل ہے۔

۳

واقعات مابعد کو پیش از وقت بیان کرنا آداب قصہ گوئی کے خلاف ہے۔ تاہم کانسٹیبل ہیوز یعنی اس سپاہی کا جس نے بجو نا رکھا تھا چونکہ آئندہ اس داستان سے کوئی تعلق نہیں اس لئے اس ذکر کو یہیں ختم کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے

اس سے اگلی رات وہ سیکشن ہوس کے باہر ایک غیر آباد مقام پر بیہوش پڑا پایا گیا

اس کا داہنا ہاتھ بمار دتھا

باب-۱۸

پر اسرار چیخ

۱

اگلے دن گرمی کا زور تھا اور واقعات بھی زوروں پر تھے برون روم یعنی وہ کمرہ جس میں جوتا رکھا تھا مرمت کی وجہ سے تماشائیوں کی آمد و رفت کے لئے بند تھا۔ کچھ آدمی کھڑکی کے ٹوٹے ہوئے شیشہ کی درستی اور کٹے ہوئے پردہ کی تبدیلی میں مشغول تھا لیکن وہ صندوق جس میں بدنصیب سپاہی ہیوز نے اپنے ہاتھ سے جوتا رکھا جوں کا توں مرمت طلب باقی تھی جوتے کی موجودگی میں اِس صندوق میں نیا شیشہ لگانا چونکہ ایسے ہی ایک اور سانحہ کا موجب ہوتا اِسلئے اصلاح کا کام غیر معین عرصہ کے لئے ملتوی کر دیا گیا تھا البتہ ایک آدمی اب بھی اِن کاریگروں کی پشت پر مسٹر موسٹن کی طرف سے جوتے کی حفاظت اور لوگوں کو اِس صندوق سے پرے رکھنے کے لئے متعین تھا

بارہا یہ خیال میرے دل میں پیدا ہوتا کہ لندن کی لاتعداد آبادی میں کتنے آدمی ایسے ہیں جو اِس یادگار جوتے کی حیرتناک اہمیت کا صحیح اندازہ کر سکتے ہیں کتنوں

کو معلوم ہے کہ کس کس طرح کی خونی داستان اِس ظاہرا بے حقیقت چیز سے وابستہ ہیں کس طرح تپتی دوپہر میں بھی حسن حلبی کا سایہ تاریک اِس جوتے کی وجہ سے لندن کی اِس مشہور عمارت پر ہر وقت چھایا رہتا ہے؟

بارہ بجے کے بعد میں ایک کام کیلئے بازار سٹرینڈ سے گزر رہا تھا کہ بے خبری میں پھر اسی نافرمانی آنکھوں والی حسینہ کا میل ہو گیا وہ بغیر معمولی جوش کی حالت میں تیز چلی آتی تھی اور بمشکل ہماری ایک دوسرے سے ٹکر ہوتے رہ گئی جلدی سے بچ کر وہ ارنڈیل سٹریٹ کی طرف مڑی اور صبا کی رفتار سے اسطرف کو چلدی موڑ کے پاس کھڑا ہوا میں اور کچھ لوگ اور بھی تعجب آمیز نظروں سے اسکی طرف دیکھتے تھے کیونکہ لندن کے بازاروں میں کسی خوبصورت جوان عورت کا اِسطرح دوڑنا خالی از حیرت نہیں ہو سکتا؟

اِس پُراسرار حسینہ کے بارہ میں میری پریشانی ہر لحظہ بڑھ رہی تھی اور مسلسل اِس جوتے کی الجھنوں میں الگ پھنسا پھرتا تھا؟

میں جب عجائب خانہ میں اِس سے ملا تو کہنے لگا؟

اتنا پُراسرار اور بھیانک واقعہ کبھی میرے دیکھنے میں نہ آیا تھا ہر قدم پر نیا سانحہ ہر سانحہ میں نیا راز خدا کو ہی بہتر معلوم ہے کہ اِس کا انجام کیا ہوگا میں نے حسن اور اسکے ساتھیوں کے لئے سارا لندن کھنڈولیا مگر انکا سراغ نہ ملنا تھا نہ ملا۔ گیا ڈکسٹرا تو میں نہیں جانتا اس کا اِس معاملہ سے کیا تعلق ہے وہ کیا کرنا چاہتا اور کہاں چھپا پھرتا ہے؟ میں نے اِس کا مقام سکونت دریافت کرنے کی کوشش کی لیکن وہ بھی نہیں ملا۔ اِس کے علاوہ . . . . .

وہ مجھے ایک تنگ گیلری میں لے گیا اور دبی آواز سے کہنے لگا۔

اسکے علاوہ جیسا میں نے بیان کیا تھا دو نشستی جہاز لوشنک پر مخصوص کرائی گئیں سوال یہ ہے کہ وہ دوسرا ساتھی کون ہے۔ میرا اپنا یہ خیال تھا اور واقعات اسکو بتدریج اسکو مضبوط کرتے جا رہے تھے کہ وہی پُر اسرار حسینہ اسکی ساتھی ہے اپنے کئے ہوئے وعدہ کے پاس سے میں نے اسوقت تک اپنے شبہات کا خیال برسل سے چھپائے رکھا تھا مگر اس نازیبا سلوک کے بعد میں بھی آپنے آپکو اس وعدہ کا پابند خیال نہ کرتا تھا جیسا میں نے پیشتر لکھا ہے کہ ارل ڈکسٹر اور وہ عورت دونوں میرے خیال میں اپنے طور پر اس جوتے کو پانے کی کوشش کر رہے تھے لیکن کیوں کیا اسکو حسن حلبی کے ہاتھ فروخت کرنیکو یا کسی اور سلوک سے

میں اس بارہ میں اپنے شبہات برسل پر ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ اس نے تقریر جاری رکھتے کہا میں نے برٹن روم کا ایک ایک انچ کرکے دیکھا ہے کھڑکیاں فرش زمین سے تیس فٹ کی بلندی پر ہیں اور باہر لان پر چوبی زینہ کے ڈنڈوں کا نشان تک نہیں پھر اسکے علاوہ لوہے کی سلاخیں جو کھڑکیوں کے باہر لگی ہیں جوں کی توں موجود ہیں ان حالات میں عقل کام نہیں کرتی کہ کس طرح کوئی آدمی اس کمرہ میں داخل ہوا۔

ممکن ہے وہ حسن حلبی کے بونوں میں سے ایک ہو۔

بونا کیا۔ دودھ پیتا بچہ بھی ان سلاخوں کی راہ سے اندر نہ آسکتا تھا؛

لیکن وہ خون جو کھڑکی کے شیشہ کے ساتھ لگا ہوا تھا۔

آہ۔ بے شک۔ وہ خون۔ میں نے اس کا ڈاکٹری معائنہ کرایا تھا معلوم ہوتا ہے وہ انسانی خون کے قطرے تھے؟

وحشی مجذوبوں کی طرح ہم ایک دوسرے کے منہ کو تکتے تھے اس معمہ کا حل دائرہ فہم و ادراک سے باہر تھا! آج رات آخر کار اس نے کہا میرا ارادہ برٹن روم کے پاس والے کمرہ میں۔۔۔

ٹھہرنے کا ہے اور ایسے خفیہ انتظامات میں نے کئے ہیں کہ ملازمان عجائب خانہ میں سے بھی کسی کو میری موجودگی کا علم نہیں ہوسٹن یہیں ٹھہریگا اور آپ بھی اگر چاہیں تو ٹھہر سکتے ہیں پروفیسر ڈیننگ کی وصیت کی رو سے آپ کا اس معاملہ میں بہت گہرا تعلق ہے اور میرے خیال میں آپ کو اس سے دلچسپی بھی ہے؟

آپ کا فرمانا صحیح لیکن اسکے ساتھ یہ بھی میری آرزو ہے کہ یہ جوتا کسی طرح پھر اسکے اصلی مالکوں کے پاس چلا جائے اور اس طرح یہ کشت وخون کا دور ختم ہو۔

میری اپنی خواہش یہی ہے برسل نے جواب دیا محض آپکے دوست ڈیننگ کی وصیت کا خیال ہے ورنہ میرا بس چلے تو ہاتھ جوڑ کے وہ جوتا انہیں پیش کر دوں لیکن آج رات کے متعلق کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے دکھاوے کیلئے ایک سپاہی ڈیوڑھی کے پاس کھڑا کر دیا ہے؟

اسکے بعد وہ پہرے کے انتظامات مکمل کرنیکے لئے رخصت ہو گیا اور پراسرار حسینہ کا قصہ بیان کرنے کا موقعہ پھر میرے ہاتھ سے جاتا رہا۔

نہ معلوم کیوں یہ خیال مضبوطی سے میرے ذہن نشین ہو گیا تھا کہ ارل ڈکسٹر کل کی طرح آج بھی کسی وقت پھر گریگا لیکن وہ نہیں آیا دن بھر ایک سپاہی جو پاس نامی چوک کا صورت آشنا تھا دروازہ پر پہرہ دیتا رہا لیکن اسکا جواب یہی تھا کہ ارل ڈکسٹر یا اس سے ملتی ہوئی شباہت کا کوئی آدمی عجائب خانہ میں نہیں آیا برسل نے البتہ اپنی تحقیقات کے دوران میں ایک چھوٹا سا سراغ پایا تھا سچ پوچھئے تو وہ بھی اس معمے کے حل میں کوئی خاص امداد نہ دیگا معلوم ہوا ہوسٹن کے مکان کے پاس دیوار کے سایہ میں ایک سونیکا ٹوٹا ہوا کف بٹن جسکی ساخت امریکی تھی پڑا ہوا ملا جو ممکن ہے ارل ڈکسٹر کا ہو۔

اس نہایت معمولی دریافت کی بنا پر اس بات کا یقینی فیصلہ مشکل تھا کہ کل رات

واردات کے موقعہ پر ارل ڈکسر یہاں موجود تھا فی الحقیقت کوئی آدمی پختہ طور پر نہ کہہ سکتا تھا کہ اقدام سرقہ کی وہ واردات ارل ڈکسر کی طرف سے ہوئی تھی یا حسن حلبی کے آدمیوں کی طرف سے عملی طور پر اس دریافت سے فائدہ تو کچھ نہ ہوا البتہ معاملہ جو پہلے ہی کافی الجھا ہوا تھا اور زیادہ پیچیدہ ہو گیا؟

۲

اس رات ہرسٹل کی ہدایت کے مطابق عجائبخانہ کے دروازے بند ہونے سے پہلے میں برٹش روم کے ساتھ والے کمرہ میں بابل کے ایک سنگی بت کی پشت پر چھپ کے کھڑا ہو گیا پاس ہی کمرہ کے ایک حصہ میں ہرسٹل بھی پوشیدہ تھا بعد ازاں موسٹن وہیں آ گیا۔

وقت مقررہ پر عجائب خانہ کے دروازے بند ہوئے اور ایک معتبر سپاہی کو ڈیوڑھی میں پہرہ دینے کیلئے کھڑا کر دیا گیا ٹوٹی ہوئی کھڑکی میں نیا شیشہ لگا دیا گیا تھا پھٹا ہوا پردہ بھی تبدیل کر دیا گیا باہر لگی ہوئی لوہے کی سلاخیں اچھی طرح کھینچ تان کر دیکھ لی گئی تھیں اور کھڑکیاں اور دروازے سب بند تھے گو جہاں تک رسمی حفاظتی انتظامات کا تعلق تھا کوئی بے حقیقت تفصیل بھی نظر انداز نہ کی گئی تھی اور محفوظ چار دیواری کے بند کمرہ میں ٹوٹے ہوئے شیشہ کے صندوق کے اندر مقدس جوتا پڑا تھا۔

(یہ بیان کرنا لاحاصل ہے کہ بدنصیب ہیوز کا ہاتھ کٹنے کے واقعہ کے بعد جوتے کی موجودگی میں صندوق میں نیا شیشہ لگوانے کا خیال مجبوراً نظر انداز کر دیا گیا)

کھڑکیوں کے اندر پردے چونکہ گرے ہوئے تھے اس لئے وہ کمرہ بھی جس میں ہم کھڑے تھے نیم تاریکی کی حالت میں

میں تھا۔ سمت مغرب میں چاند کی مدھم روشنی بند پردہ کی راہ سے چھن کر داخل ہوتی تھی وُہ دروازہ جو برٹش روم کی طرف جاتا تھا معمولاً بند لیکن غیر مقفل رکھا گیا تھا؟ کل رات برسٹل نے دبی آواز سے کہنا شروع کیا وہ لوگ اِس وقت آئے تھے جب چاند کی روشنی پردہ کے سوراخ سے اندر آتی تھی لیکن آج اگر وُہ آئے تو اِنکو اِس امداد سے محروم رہنا پڑیگا کیونکہ نیا پردہ لٹکوا دیا گیا ہے تاہم میرے خیال میں اِنکو اندھیرے میں بھی معلوم ہوگا کہ جوتے کا صندوق کہاں ہے؟

اِنکی معلومات کا حال کیا کہنا۔ میں نے جواب دیا اتنی احتیاط میں نے اپنے آپ کو چھپانے میں برتی ہے اِس پر بھی میرے خیال میں وُہ ہماری موجودگی سے لاعلم نہیں ہونگے لیکن اگر اِنکو آنا ہے تو ہماری موجودگی کو نظر انداز کر کے بھی آئینگے وہ اپنی تدبیر سے رکنے والے نہیں ہیں۔

پروفیسر ڈیننگ کی چھوڑی ہوئی وصیت کے مطابق اِس جوتے کا محافظ بننے کے وقت کئی طرح کی مشکلات مجھے اِس سلسلہ میں پیش آ چکی تھیں اور ایک سے زیادہ موقعوں پر مجھے اسکی نگہبانی پر بھی مجبور ہونا پڑا تھا تاہم وُہ رات جو ہم نے برٹش روم کے باہر والے کمرہ میں جاگتے ہوئے بسر کی ایک عجیب اہمیت رکھتی تھی ہمارے چاروں طرف گزری ہوئی تہذیبوں کی یادگاریں موجود تھیں بابل نینوا اور مملکت اسیریا کے تاریخی اور صنعتی خزانے جنکو ظہور میں آئے لاتعداد صدیاں گزری تھیں جنہوں نے سلطنتیں بنتے ہوتے اور مٹتے دیکھی تھیں جنکے لئے دنیا ازلی اور ابدی وجود رکھتی تھی اِنکے سایہ میں چوہوں کی طرح دبکے ہوئے ہم فانی انسان کتنے بے مایہ اور بے حقیقت تھے کتنی بلند ہماری خواہش اور آرزوئیں تھیں اور کتنی حقیر تھی ہماری

ڈر اس بات کا ہے ہوسٹن نے دبی ہوئی آواز سے کہنا شروع کیا اور پھر رک گیا اِس نے

جلد ہی میرا بازو پکڑ کے ہلا یا اور ہم تینوں ہمہ تن گوش ہو کر سننے لگے سیلٹی بجنے کی تین ہلکی دبی ہوئی آوازیں یکے بعد دیگرے عجائبخانہ کی عمارت کے باہر کسی مقام پر سنائی دیں اسکے بعد خاموشی چھا گئی۔ کاش اس موقعہ پر ہمارے چند سپاہی عجائبخانہ کے باہر موجود ہوتے برسٹل نے لہجہ حسرت میں کہنا شروع کیا لیکن افسوس یہ نا ممکن تھا۔ ایک مدھم جھرجھرائی ہوئی آواز برش روم کے اندر پیدا ہوئی اسے سنکر برسٹل دبے پاؤں آگے بڑھا اور پاس جا کر وہ دروازہ جو ساتھ والے کمرہ کی طرف جاتا تھا چند انچ کے قریب کھول دیا؛ گربہ قدم چلنے میں بھی اسکے پیچھے گیا اور اس کی پشت پر کھڑا ہو کر دیکھنے لگا۔ مشرق کی وہ کھڑکی جسکی کل مرمت ہوئی تھی پُر شور آواز کے ساتھ ٹوٹتی سنائی دی زرد رنگ کا پردہ جو اسکے اندر لٹکا ہوا تھا ایک طرف ہٹا اور ایک لمبی سی چیز اس ٹوٹے ہوئے شیشہ کے صندوق کی طرف بڑھی جسمیں جوتا رکھا تھا پھر ایسا معلوم ہوا گویا کوئی شخص اندھیرے میں کسی چیز کو ٹٹولتا ہے اس آواز کو سنکر میرا دل زور سے دھک دھک کرنے لگا باہر کی طرف کھڑکی کی اونچائی تیس فٹ سے کم نہ تھی پس وہ کس طرح کا جن یا عفریت تھا جس نے زمین پر کھڑا ہو کے اپنا بازو کھڑکی تک پہنچایا اور اس کا شیشہ توڑ کے آہنی سلاخوں کی راہ سے صندوق تک لے گیا؛

میرے پاؤں من من کے وزنی ہو گئے آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا سرد پسینہ کے قطرے بے اختیار پیشانی پر نکل آئے؛ لیکن برسٹل کی حالت مختلف تھی جوں ہی وہ پُر اسرار بازو جس کا ہاتھ کسی بہت بڑے کیکڑے کے کھلے ہوئے پنجہ سے ملتا تھا صندوق کی طرف بڑھا اس نے جیب سے اپنی برقی مشعل نکالی اور اس کا بٹن دباتے ہی تیز سرد روشنی کی مثلث ٹوٹے ہوئے صندوق کے شیشہ سے گزر کر اس بازو کی طرف گئی مگر اتنے ہی میں وہ چیز پیچھے ہٹنے لگی تھی اور اسکے ساتھ ہی جوتا بھی

مسٹر موسٹن! کواناباہر سٹل نے آوازیں دینی شروع کیں جلدی کرو ایسا نہ ہو وہ بھاگ جائیں ادھر آ کے کھڑکی کھولیںگا۔ میں نے پاس والی کھڑکی کا پردہ ہٹا کے اسے کھولا اور ہرسٹل نے دوسری کو لیکن ہر طرف ویرانہ نہ آدمی نہ آدم زاد نہ کوئی زینہ نہ زینے کا نشان۔ موسٹن میرے پہلو میں کھڑا تھا مگر میں نے دیکھا اس کا وہ ہاتھ جو میرے شانہ پر رکھا تھا زور زور سے کانپ رہا تھا مایوس ہو کے ہرسٹل بھی.. ہماری طرف مُڑا اسکے لیمپ کی روشنی میں موسٹن کا چہرہ اتنا زرد سہما ہوا اور عجیب نظر آتا تھا جس طرح اس کا بچہ جس نے بھوتوں کا قصہ سنا ہو نیچے حال میں پہرہ دار سپاہی بڑے اطمینان سے گشت کرتا پھر رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے لئے ہم میں سے ہر ایک کو پورا یقین ہو گیا کہ ضرور یہ کوئی ساحرانہ کرامت یا جناتی حرکت تھی اور اسکے بعد ایک اس طرح کی تیز آواز چھت پر چوہے کے دوڑنے سے پیدا ہوتی ہے سروں کے اوپر سنائی دی

افسوس میری جہالت! ہرسٹل نے ایک ہاتھ اپنی پیشانی پر مارتے ہوئے کہا ہم چیز کو باہر تلاش کرتے تھے وہ چھت پر موجود ہے مسٹر موسٹن کی کوٹھی کی دیواروں پر جو بیشمار بیلیں اُگی ہیں وہ انکی راہ سے اوپر چڑھ گیا اور وہیں سے سب کچھ کرتا ہے وہ اندھا دھند کھڑکی دروازہ کیطرف لپکا اور مجھے پاس دالان کمرہ میں اسکے دوڑنے کی آواز سنائی دی؟

گراہم گراہم! اس نے ڈیوڑھی کے پہرہ دار سپاہی کو آواز دی میں ہٹو دروازہ کھول دو۔ . . . ایسا نہ ہو۔؟ اسکی آواز سیڑھیوں کی سمت میں مدھم ہو کر دب گئی؟

اور اس کے بعد دفعتاً آرمنگٹن سکوئر کی طرف سے ایک تیز ہیبت انگیز چیخ سنائی دی جو درشت صدا پیدا ہوتی تیز ہوئی پھر مدھم ہو کر تیز ہوئی اور اس کے بعد مٹ گئی؟

۳

چور بھاگ گیا اور یہ بھی تحقیق ہو گیا کہ وہ مسٹر موسٹن کی کوٹھی کی دیوار سے کمند لگا کر اور بیلوں کو پکڑ کر چڑھا اُترا تھا۔ فی الحقیقت برسٹل نے اسی ذریعہ سے خود بھی چڑھ کر دیکھا اور معلوم کیا کہ دو جگہ اِس قسم کے صاف نشان موجود تھے جو رسی کے زینہ میں لگے ہوئے ہک سے پیدا ہو سکتے ہیں اُنکے علاوہ سپاہی گراہم کے بیان سے یہ بھی پایا گیا کہ گریٹ آرچرڈ سٹریٹ کی سمت میں اِس نے کسی موٹر کے چلکے جانے کی پُر شور آواز سُنی۔

گویا اِس حد تک معلوم ہو گیا کہ چور کس طرف سے آیا کیونکر چھت پر چڑھا اور کس ذریعہ سے رخصت ہوا اور اِس کے علاوہ برسٹل کے نظریہ نے بھی واضح کر دیا کہ وہ بازو نما چیز جو ہم نے جوتے کی طرف بڑھتی اور اسکو اٹھا کے غائب ہوتے دیکھی تھی دراصل ایک اِس طرح کا آلہ تھا جس سے مالی درختوں کی شاخیں کاٹا کرتے ہیں بطور اصلاح اِسکے سرے پر ایک اِس طرح کا دستہ لگا ہوا تھا جس کو رسی کھینچ کر دور ہی سے کھولا اور بند کیا جا سکتا تھا لیکن وہ بات جو ہم تینوں میں سے کسی کی سمجھ میں نہ آسکی ایسی چیخ کی ہیبت ناک آواز تھی جو مدھم اور تیز ہوتی سکوت شب کو قطع کر کے ہمارے اپنے دلوں میں ہیبت کا احساس پیدا کرتی سنائی دی تھی؟

آخر کار حسن بازی لے گیا برسٹل نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا اور سچ پوچھیے تو مجھے اِس کا بہت زیادہ افسوس بھی نہیں لیکن اِس چیخ کی ہے آخر اس کا کیا مطلب تھا۔

ایک عجیب خیال میرے دل میں پیدا ہوا تھا مگر خوف ندامت سے میں اسکے

اظہار کی جرأت نہ کر سکا؟

دن کی روشنی افق مشرق پر نمودار ہونے لگی تھی کہ میرے اور برسٹل کے دونوں نظریوں کی ہیبت ناک تصدیق ہو گئی کیونکہ اس وقت ہم نے دیکھا ایک اس طرح کا آلہ جس کی کیفیت برسٹل نے بیان کی تھی آرینگٹن سکوئر کے اس حصہ میں جہاں لوہے کی باڑ لگی ہے پڑا ہے؟

اس کے پاس خون کا چھوٹا سا کنڈ تھا؟

اور جب اسکے بعد اچھی طرح جھک کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک کٹا ہوا انسانی ہاتھ اب بے رنگ سپید اور مردہ / تب بھی اس آلہ کی لکڑی کو اپنی گرفت میں لئے ہوئے تھا؟

اُف!... رحم خدا! مسٹر برسٹل نے مری ہوئی آواز سے کہا... مسٹر موسٹن کو ان! اس دو دھیا نگ کو دیکھئے جو انگوٹھی میں لگا ہے اور اس پٹی کو بھی جو اس زخم پر بندھی ہوئی تھی جو کل رات ٹوٹے ہوئے شیشہ کی ناک سے ہاتھ میں آیا تھا کیا اب آپ مطلب سمجھے وہ آدمی جو جوتا لے کر بھاگا ہشتینن میں سے کوئی نہ تھا کیونکہ یہ ارل ڈکسٹر کا ہاتھ ہے؟

ایک لحظہ سکون رہا اتنی دہشت ہمارے دلوں پر طاری تھی کہ کسی کو یارائے تکلم نہ تھا۔

تاہم سوال یہ ہے... " موسٹن نے آخر کار گلو گرفتہ آواز سے کہنا شروع کیا کہ اب وہ جوتا کس کے پاس ہے؟ برسٹل نے فقرہ پورا کر دیا! مگر خدا کو ہی بہتر معلوم ہے کہ حسن حبشی اس کو لے گیا؟ وہ ڈکسٹر کے قبضہ میں رہا؟

باب ۔ ۱۵

کٹا ہوا ہاتھ

۱

نظارہ بدلتا ہے:

نیو سکاٹ لینڈ یارڈ کے دفتر میں ایک چوڑی چوکور میز کے گرد کئی آدمی کھڑے سطح مصفا پر رکھی ہوئی بے جان سکڑی ہوئی چیز کو دیکھ رہے تھے صاحب کمشنر کی تقریر کے بعد ایک گہری خاموشی چھا گئی تھی حیرت آمیز نگاہیں اس چیز پر یا ایک دوسرے کے چہرہ کی طرف جاتی تھیں ہیبت انگیز خیالات دلوں میں پیدا ہو رہے تھے مگر بولنے کی طاقت مسلوب تھی؟

یہ ایک اس طرح کی خفیہ کانفرنس تھی! جو غیر معمولی اہمیت کے موقعوں پر سی آئی ڈی کے دفتر میں ہوا کرتی ہے اور جس میں کسی غیر آدمی کو داخلہ کی اجازت نہیں ہوتی میری حالت میں موجودہ استثنیٰ تھا اسلئے تھا کہ پروفیسر ڈیمنگ کی چھوڑی ہوئی وصیت کے مطابق میرا اس ہیبت ناک معاملے سے گہرا تعلق تھا اور میری موجودگی کے بغیر کوئی مشورہ مکمل نہ ہو سکتا تھا؟

نئی بات ہر رنگ میں دلکش ہوتی ہے اور میرا خیال ہے کہ آپ لوگ جو گھر کی محفوظ چار دیواری میں آرام کرسی پر لیٹے ہوئے اس عجیب و پُر اسرار داستان کو

رومان یا افسانہ کا کوئی بعید از بعید قصہ بھی جس کے برابر حیرت انگیز نہ ہوگا نتیجہ معلوم کرنے کے شوق میں جلد جلد ورق گردانی کرتے ہوئے پڑھ رہے ہیں اور اس کو دلکش اور پُرلطف خیال کرتے ہونگے لیکن میری اپنی حالت کیا تھی میری جگہ اگر دیکھئے اگر آپ بھی ایسے ہی پُراسرار حالات میں نادانستہ ایک اس طرح کی الجھی ہوئی حیرت ناک روح فرسا واردات میں شامل ہوتے اگر آپ کو بھی ہر وقت ہاتھ جھڑنے انگلیاں کٹنے یا کسی اور طریقہ پر ہلاک ہونے کی دہشت لگی ہوئی رہتی تو فرمائیے کیا آپ ایسا ہی لطف اور دلکشی حاصل کر سکتے ؟

اُمید نہیں۔

۲

اِس وقت جب ہم میز کے گرد کھڑے بدنصیب ارل ڈکسٹر... چھیلا نواب چھچی کے کٹے ہوئے بے رنگ بھیانک ہاتھ کی طرف اِس انداز سے دیکھ رہے تھے گویا اِس راز کو جو اس کے اندر بند تھا جاننے کی کوشش کرتے ہوں۔ جب ہم اس کی سکڑی ہوئی استخوانی ساخت کو، اس سپید نگینہ کی انگوٹھی کو، جو اب تک اس کی مردہ انگلی میں پہنی ہوئی تھی۔ اور اس دھجی کو بھی، جو زخمی انگوٹھے اور انگشت مسبحہ پر بندھی ہوئی تھی، دیکھتے، تو... یقین کیجیے، دہشت کا احساس بے اختیار پیٹھ پر سے ہو کر ٹانگوں کی طرف جاتا معلوم ہوتا تھا۔

انسپکٹر برسٹل نے آخر کار اس ہولناک خاموشی کا طلسم توڑا۔

"آپ خیال فرما سکتے ہیں،" وہ صاحب لمٹنر کو مخاطب کر کے کہہ رہا تھا۔ "اس واردات نے ہماری راہ میں کسطرح ایک نئی الجھن پیدا کر دی ہے۔ اس ہفتہ تک کوئی

خاص بات ہم نے دریافت نہ کی تھی تاہم واقعات واضح اور صاف تھے۔ اہل مشرق کا ایک گروہ اپنے ملک کی تاریخی یادگار کو حاصل کرنے کی صحیح یا غلط راستوں پر کوشش کر رہا تھا۔ چیز اُن کی تھی۔ وہ اس کے مالک تھے۔ اور ہمیں ان کے طریقوں سے کتنا ہی اختلاف کیوں نہ ہو۔ تاہم کہنا پڑتا ہے کہ وہ اس کی بازیابی کی کوششوں میں حق بجانب تھے۔ نہ پروفیسر ڈبینگ اس کو یہاں لاتے، نہ یہ جھگڑا پیدا ہوتا۔"

وہ خیر انہوں نے مطلب برآری کے لئے پروفیسر ڈبینگ کو قتل کیا۔ مگر جوتا حاصل نہ کر سکے۔ انہوں نے۔۔ فی الحال یہ کہنا مشکل ہے کہ کس طرح، براہ راست یا کسی سحری طاقت سے۔۔ ہر ایسے شخص کو جس کا ہاتھ اس جوتے یا اس چیز سے جس میں تا بند تھا، لگا۔ دست بریدہ کر دیا۔ محکمہ کے بہترین افسروں نے دن رات کوشش کی مگر اس پر اسرار جماعت کے فرد واحد کو گرفتار نہ کر سکے۔ تاہم اس وقت تک جوتا محفوظ تھا۔ اور حسن جلبی کی پر اسرار کوششوں کے باوجود بحفاظت اس کو عجائب خانہ میں رکھوا دیا گیا تھا۔"

صاحب کمشنر نے پُر خیال انداز سے سر ہلایا۔ اس حد تک وہ برٹل کے خیالات سے متفق تھے۔"

"اس میں شک نہیں" آخرالذکر نے تقریر جاری رکھ کر کہا۔ "افراد ہشتین عجائب خانہ کے اطراف میں منڈلاتے اور جوتے پر قبضہ کرنے کی راہ تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ چنانچہ آپ نے" میری طرف اشارہ کر کے "خود حسن جلبی کو اپنے ایک کارکن کے ساتھ عمارت کے باہر کھڑے دیکھا تھا۔ ہم نے پہرہ کا انتظام جاری رکھا تھا ورازداری کا کام جسقدر ممکن تھا کیا۔ اور اس سلسلہ میں ہمارے ایک سپاہی کانسٹیبل ہیوز

کا ہاتھ اس کی اپنی حماقت سے ضائع بھی ہوا۔ لیکن جوتا محفوظ تھا۔"

وہ کہتا کہتا رک گیا۔ حضار کی نگاہیں بے اختیار سطح میز کی طرف گئیں۔

"اسی دوران میں" برٹل نے پھر کہنا شروع کیا۔ "یارڈ کو اطلاع پہنچی کہ امریکہ کا نامی چور ارل ڈکسٹر لندن میں وارد ہوا ہے۔ ایک روز اس کو عجائب خانہ کے اندر گھومتے دیکھا گیا۔ اس سے اگلی رات جوتا غائب ہوا۔ اور اگلی صبح کو یہ چیز... پڑی مل گئی۔"

اس نے کٹے ہوئے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا۔ سارے آدمی چپ رہے۔

"پس سوال یہ ہے...."

۳

صاحب کمشنر نے ایک ہاتھ اپنے چہرہ پر جس کی صاف جلد کمائی ہوئی کھلی سے مشابہ تھی، پھیرا۔

"وہ سوال یہ ہے" اس کے بعد انہوں نے اپنے طور پر فقرہ پورا کرتے ہوئے کہا۔ "کہ وہ جوتا اب کہاں ہے؟ ارل ڈکسٹر کے پاس یا حسن حلبی کے؟"

"اور اس سلسلہ میں" برٹل نے اضافہ کیا۔ "ایک سوال اور بھی پیدا ہوتا ہے یعنی ڈکسٹر جس نے جہاز واشنگٹن پہ دو نشستیں بک کرائی تھیں، کہاں ہے؟ اور کیوں وہ اس جہاز پہ سوار نہیں ہوا؟... کیا اس... کی وجہ سے؟"

اور پھر ایک بار اس نے بدنما کٹے ہوئے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا۔

"میں نے حکم دیا تھا، کہ اسے تلاش کرنے کی کوشش کی جائے۔" صاحب کمشنر نے پرخیال انداز سے کہا۔

"اور اس حکم کی تعمیل میں لندن کے ہر شفاخانہ، اور میڈیکل ایسوسی ایشن کے ہر ایک

سند یافتہ ڈاکٹر سے استفسارات کیے گئے۔ لیکن نہ وہ کسی ہسپتال میں داخل ہوا۔ اور نہ کسی ڈاکٹر کے زیر علاج ہے۔ لیرم واردات سے وہ بالکل عدم پتہ ہے جس کا مطلب ظاہر ہے۔

"میری اپنی رائے ہیں" میں نے اس گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

"عجائب خانہ سے اس جوتے کو نکالنے والا ارل ڈکسٹر تھا۔ گو خدا کو ہی بہتر معلوم ہے کہ وہ کیوں اس کے درپے ہوا۔ تاہم جب وہ اس کو چرا کر لیے جاتا تھا، تو حسن حلبی نے اس سے چھین لیا۔ اور ڈکسٹر۔۔۔"

"ڈکسٹر کی لاش اب ٹیمز ہی سے نکلے گی۔" برسٹل نے خیال ظاہر کیا۔

"ذاتی طور پر" صاحب کمشنر نے کہا۔ "میں مسٹر کوانا کا ہم خیال ہوں۔ ڈکسٹر غالباً مر چکا۔ اور وہ جوتا حسن حلبی اور اس کے ساتھیوں کی نگرانی میں پھر ایک بار مشرق کو چلا گیا۔

کاش ایسا ہوتا۔ میری دلی خواہش تھی کہ وہ پر اسرار جوتا پھر ایک بار اپنے اصلی مقام پر پہنچ جائے۔ لیکن میں نہیں جانتا وہ کوئی غیبی آواز تھی یا القا یا وہم بہرحال میرا دل یہ کہتا تھا، کہ مقدس جوتے کا قصہ اس آسانی سے ختم نہیں ہو سکتا مشرق کی واپسی سے پہلے اس کو کئی ایک کام کرنے تھے۔

باب ۱۶

کچلی ہوئی لاش

۱

اگلا واقعہ جو اس پر اسرار سلسلہ واقعات میں پیش آیا۔ سراسر خلاف امید اور انتہا درجے ڈرامیٹک تھا۔ یہ بات کہ ہمنشین اس جوتے کے میری تحویل امانت سے نکل جانے کے واقعہ سے لاعلم نہ تھے۔ جلدی ہی واضح ہو گئی۔ کیونکہ واردات سرقہ کی رات کے بعد مجھے اس فرقہ کے حیرت انگیز ارکانوں میں سے کسی کی صورت دیکھنے کا بھی اتفاق نہیں ہوا۔ اور میں خوش تھا۔۔ میں اس بات سے خوش تھا، کہ جوتا خواہ ان لوگوں کے پاس گیا یا کسی مرد ثالث کے پاس رہا۔ میں تو ان کی نہ ختم ہونے والی توجہات سے بچ گیا۔ وصیّت کی شرط بھی پوری ہو گئی۔ اور اس دن رات کے جھگڑے سے نجات بھی حاصل ہوئی۔ پس اب میں بظاہر اطمینان و بے فکری سے اپنے مکان پر بیٹھا کام کرتا۔ اور بھرا ہوا پستول ہر وقت سامنے رکھنے پر مجبور نہ ہوتا تھا۔ تو بھی کچھ ایسی دہشت، واقعات حال کی یاد سے دل پر بیٹھ چکی تھی۔ کہ جہاں دن کی خاموشی یا رات کے سناٹے میں ذرا سا شور ہوا اور میرا بدن ٹھنڈا پڑ گیا۔ بات یہ ہے کہ واقعات سے مطمئن ہوتے ہوئے بھی مفروضات و توہمات کا خوف پیچھا نہ چھوڑتا تھا۔ اور جہاں تک اعصاب کا تعلق ہے، میں اب بھی اتنا ہی پریشان، افسردہ اور متفکر تھا۔ جتنا اس زمانے میں، جب پروفیسر ڈیننگ کی موت کے بعد حسن حلبی کا تصوّر جوار سایہ کی طرح میرے ساتھ ساتھ پھرا کرتا تھا۔

واقعات مذکورہ کے ایک یا ڈیڑھ ہفتہ بعد کا ذکر ہے۔ کہ میں اپنے مکان پر بیٹھا اخبار کے لیے مضمون لکھ رہا تھا۔ باہر فلیٹ سٹریٹ میں خلقت کی نہ ختم ہونے والی مصروفیتوں سے مدھا شور برپا تھا۔ جس کی آواز صد ہا بھاگتی ہوئی صورتوں میں کھلی کھڑکی کی راہ سے اندر آتی تھی، کہ دفعتاً میز پر لگی ہوئی ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بجنے لگی۔

میں جس وقت ریسیور اٹھانے کو ہاتھ بڑھا رہا تھا۔ تو نادانستہ یہ خیال ذہن نشین ہوگیا، کہ ضرور اسی جوتے کے سلسلہ میں کوئی واقعہ پیش آیا ہے۔ تاہم میں نے پوچھا۔۔

معلوم ہوا برسٹل ہے۔

"لیجئے، ایک اور عجیب واقعہ پیش آگیا" اس نے کہا۔ "کیا آپ آسکتے ہیں؟۔ افسوس میں فی الحال تفصیلات سے لاعلم ہوں۔"

"مگر آپ کس جگہ سے بولتے ہیں؟"

"واٹرلو روڈ سے۔ ممکن ہو تو آدھ گھنٹہ کے اندر واٹس بلڈنگز میں آجایئے میں انتظار کروں گا۔"

"تاہم معاملہ کیا ہے؟۔۔۔ کیا ڈکسٹر کا پتہ مل گیا؟"

"افسوس نہیں، وہ تا حال مفقود الخبر ہے۔ لیکن یہ تازہ واردات قتل کی ہے"

میں نے ریسیور ہاتھ سے رکھ دیا۔ معلوم ہوتا تھا میرا سکون عارضی ختم ہوا۔ اور قتل کی فہرست از سر نو لکھنی شروع ہوگئی۔ جلدی سے کمرہ کا دروازہ بند کر کے میں فلیٹ سٹریٹ کے بارونق بازار میں نکل آیا۔

۲

وائٹس بلڈنگز: واٹر روڈ کی طرف جاتے ہوئے میرے دل میں ہیبت ناک خیال کا ہجوم تھا۔ نگاہ تخیل کبھی اس خالی صندوق کی طرف جاتی جو عجائب خانہ میں پڑا تھا اور کبھی اس بیکار کنجی کی طرف جو اب تک بنک کی تجوری میں رکھی تھی اور اس کے بعد سلسلہ خیالات اس پراسرار جماعت سے ہٹ کر جس کی دہشت کا سکہ پولیس کے دلوں پر جم چکا تھا اِن صدہا تفصیلی امور کی طرف چلا جاتا جو اس جوتے کے اصلی مقام سے نکالے جانے کے وقت سے اب تک پیش آ رہے تھے؟

وائیٹس بلڈنگز ایک دھندلے اور مہیب سلسلہ عمارات کا نام نکلا جو شاہراہ سے ہٹکر ایک میلے اور تاریک احاطہ کی پشت پر واقع تھا لوہے کے پھاٹک سے گزر کر ایک چوڑی محراب آتی تھی اور اس کے اندر غلاظت اور کثافت کا وہ ناگفتہ مرکز تھا جس کو وائٹس بلڈنگز کے پُر ہیبت نام سے موسوم کیا جاتا تھا مگر وہ صورت مرد قمیضوں کی آستین چڑھائے گھروں کے آس پاس منڈلاتے پھر رہے تھے۔ میلی، بدنما، قبل از وقت ڈھلی ہوئی عورتیں مرد اور صورت بچوں کو چھاتیوں سے لپٹائے دروازوں میں اور باہر کی سیڑھیوں پر بیٹھی تھیں جس سے آنے جانے والے کو گزرنا بھی محال تھا؟

یہ صحیح ہے کہ اس مقام کے رہنے والے جرم و معصیت کے مختلف نظاروں کے عادی ہو چکے تھے تاہم آج کے واقعہ نے اسکے اندر بھی ایک نئی سنسنی پیدا کر دی تھی۔ ستے ہوئے زرد چہرے کھڑکیوں سے جھک کر دیکھتے تھے رو کھے خشک بالوں کی لاغر اندام عورتیں تولیوں میں کھڑی اسی تازہ واقعہ پر اظہار خیال کرتی تھیں۔

باوردی پولیس کے متعدد نوجوان رستوں کو صاف کرنے کی کوشش کر رہے تھے مگر اتنے ہجوم پر قابو پانا سہل کام نہ تھا

بڑی مشکل سے جمِ غفیر کو چیرتا میں آخر کار اس مقام تک پہنچنے میں کامیاب ہُوا جہاں انسپکٹر برسٹل کھڑا سپاہیوں کو ہدایات دے رہا تھا؟

گھپ اندھیری رات تھی اور صرف اس لمپ کی روشنی جو دروازہ میں لگا ہُوا تھا وائنس بلڈنگز کے فسارخ احاطہ کی تاریکی کو رفع کرنے کی بجائے نمایاں کر رہی تھی میں جب برسٹل کے پاس پہنچا تو اس نے بجلی کی جیبی لمپ کی روشنی اس بدنما اُبھری ہوئی چیز پر ڈالی جو فرش زمین پر پڑی تھی اور اس وقت پہلی مرتبہ میں نے اس دستی مشعل کی روشنی میں دیکھا کہ وہ ایک زرد رنگ مکروہ بونے کی لاش تھی جس کا بدن ننگا اور صرف ایک ٹکڑا سیاہی مائل کپڑے کا کمر کے گرد بندھا تھا سر غیر معمولی بڑا اور پھولا ہُوا یعنی ایسا جو کسی قدر آدمی کے لئے بھی بڑا ہوتا ان تفصیلات کو دیکھتے ہی میں نے جان لیا کہ وہ حبشیوں کا آدمی ہے جو نہ معلوم کیوں اور کس آدمی کے تعاقب میں اس جگہ آیا لیکن یہاں آکے خود ہی مارا گیا کیا تعجب یہی وہ آدمی ہو جس نے پروفیسر ڈیبنگ کو قتل کیا تھا یا وہ جس نے ورسٹ اور مارڈن پر حملہ کیا تھا یا کوئی اور اسکی صورت پہچاننا عام حالات میں ہی بہت مشکل ہوتا۔ مگر اب سر کچلا ہُوا۔ بدن ناقابل شناخت اور چہرا بالکل ہی بگڑا ہوا اسکی حالت اتنی گھناؤنی تھی کہ میں تفصیلات میں داخل ہونا نہیں چاہتا؟

میں جب اس بدنما لاش کا معائنہ کر چکا تو برسٹل نے لمپ بجھا کے رکھ لیا۔ اور وہی تاریکی چھا گئی سپاہیوں میں سے ایک ہمارے پاس کھڑا تھا کچھ اور بڑے

پھاٹک کے قریب اور احاطہ کے اطراف پہرہ دے رہے تھے دبی ہوئی آوازوں کا مدھا شور مکھیوں کی بھنبھناہٹ سے ملتا کانوں میں آ رہا تھا اخباروں کے رپورٹر ریل کے رُکے ہوئے مسافروں کی طرح پھاٹک کے باہر کھڑے تھے اِس وقت تک ان میں سے کسی کو داخل نہ کیا گیا تھا؟

میرے استفسار پر برسٹل نے بیان کیا کہ واقعہ کو پیش آئے قریباً ایک گھنٹہ گزرا ہے پہلے ایک گولی چلنے کی آواز سنائی دی اسکے بعد یہ آدمی دھڑام سے فرش زمین پر آ گرا اور تب سے اسی حالت میں پڑا ہے؟

لیکن میں نے دریافت کیا. کیا یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وُہ مکان کے کس حصہ سے گرا تھا؟

بالکل نہیں. یہی معلوم ہوتا ہے کہ وُہ آسمان سے گرا اور اِس احاطہ کے اندر آ رہا"

اندھیرے میں میں گو اِس کے چہرہ کے آثار نہ دیکھ سکتا تھا تاہم اسکے لہجہ سے حیرت سراسیمگی ظاہر ہو رہی تھی

یہ تو آپ اِس طرح کی کیفیت بیان کرتے ہیں گویا کسی بھان متی کا کرتب ہو میں نے اعتراضاً کہا بہر حال یہ تو معلوم ہوا ہو گا کہ گولی کس نے چلائی تھی؟

اِسوقت یہ بھی معلوم نہیں ہوا، برسٹل نے جواب دیا تاہم اس کے سر میں لگی ہوئی گولی ثابت کرتی ہے کہ وُہ فرش زمین پر آنے سے پہلے ہی مر چکا تھا

اِس جگہ میں رہنے والوں سے کسی نے پستول کی چمک بھی نہیں دیکھی؟

کم از کم کوئی آدمی اِس کا اقرار کرنے کو تیار نہیں ہے اور یہ بات میرے

خیال میں حیرت انگیز بھی نہیں کیونکہ یہ لوگ قصداً پولیس کو گمراہ کرنے کی کوشش کیا کرتے ہیں۔

مگر آپ کی رائے میں یہ تو ممکن نہیں ہے کہ لاش کسی دوسرے مقام سے لائے اس جگہ رکھ دی گئی ہو!

نہیں ایسا نہیں ہوا۔ لاش کا اس مقام پر گرنا اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ جس جگہ سر ٹکرایا تھا اس کے آس پاس بھیجے کے ٹکڑے بکھرے ہوئے پڑے ہیں؟

کسی نے اس کو حرکت نہیں دی۔

بالکل نہیں۔ اور میں اس لاش کو اس وقت تک اٹھنے نہ دونگا جب تک اس سوال کو حل نہ کرلوں کہ وہ اس مقام پر کیسے آکر گری۔ مسٹر کوانا۔ اس نے ایک لمبی سرد آہ کھینچتے ہوئے کہا جب سے یہ پُراسرار جوتا لندن میں آیا اور ان لوگوں کو اپنے ساتھ لایا۔ یہ کہتے ہوئے اس نے اس بھیانک لاش کیطرف اشارہ کیا جو ہمارے سامنے پڑی تھی کئی طرح کے عجیب و حیرت خیز واقعات میرے دیکھنے میں آئے ہیں مگر اس لاش کا معمہ سب سے بڑھکر پُراسرار ہے سمجھ میں نہیں آتا کس پہلو سے اس کو حل کرنے کی کوشش کروں اس سوال سے قطع نظر کہ لاش کو کس مقام سے اس جگہ پھینکا گیا امر غور طلب یہ بھی ہے کہ کس نے اس پر گولی چلائی تھی..... اور کیوں۔

آپ کی اپنی رائے اس بارہ میں کیا ہے؟ میں نے پوچھا میری عقل تو یہ کہتی ہے کہ یہ بدنصیب آدمی اس جوتے کی تلاش میں اس جگہ آیا تھا کیونکہ اس فرقہ کے لوگ جتنے بھی لندن میں موجود ہیں حسن حلبی کے زیر حکم رہتے اور اسی کے

اشاروں پر چلنے ہیں اور حسن کو اس تلاش کے سوا اور کوئی مصروفیت درپیش نہیں۔ پس اس آدمی کا آنا یقینی ہو رہا ایسی جوتے کے سلسلہ میں تھا اور اس سے یہ بھی پایا جاتا ہے۔ یہ کہتے ہوئے میں نے اپنا ہاتھ برسٹل کے شانہ پر رکھا اور آواز دبا کر اس کے کان میں آہستہ سے کہا کہ وہ یہیں موجود ہے؟

برسٹل اس سپاہی کی طرف مڑا جو پاس کھڑا تھا۔

تم یہاں ٹھہرو۔ اس نے اسکو حکم دیا اور پھر میری طرف مڑ کر آپ میرے ساتھ اوپر کی چھت پر چلیں وہاں سے گرد و نواح کا جائزہ لیتے ہوئے شاید ہم اس بات کا فیصلہ کر سکیں۔ کہ یہ لاش کس مقام سے گری اور اس جوتے کی موجودگی کا شبہ ان مکانات میں سے کس پر کیا جا سکتا ہے؟

۳

بے فکرے تماشائیوں کے ہجوم کو چیر کر اس سپاہی کے پاس ہوتے ہوئے جو سیڑھیوں کے آگے پہرہ دے رہا تھا ہم اوپر کی طرف بڑھے رستہ میں کئی طرح کی بدبوئیں پھیلی ہوئی تھیں سڑی ہوئی مچھلیوں کی بو شراب کی بو ارزاں کڑوے تمباکو کی بو اور ان سب کا بگڑا ہوا مجموعہ جس کی بھبک دماغ کو پاش پاش کر رہی تھی کچھ لوگ اور بھی آستینیں چڑھائے مٹی کے پائپ منہ میں لئے رستہ کے مکانوں سے ساتھ ساتھ ہو لئے تھے برسٹل نے پیچھے مڑ کر انکی طرف کڑی نظروں سے دیکھا اور کہا۔

خبردار جو کوئی آگے آیا جاؤ سب آدمی نیچے جا کے ٹھہرو!

بڑبڑاتے ہوئے وہ لوگ متامل رفتار سے پیچھے مڑے اور طوعاً و کرہاً واپس چلے گئے ہم جس وقت اوپر کی چھت پر پہنچے تو ریزہ الماس سے مرصع آسمان کی سیاہ

چاروں اطراف میں حد نگاہ تک برقی لیمپوں کے دلفریب مجموعے اور قطاریں، اور ہوا ان گندی متعفن پاش بدبوؤں کے بعد صاف ستھری اور مفرح تھی۔

پاس ہی پاس کھڑے ہو کر ہم نے اوپر کی منڈیر سے گندے صحن کی طرف دیکھا جو اس سانحہ پُراسرار کا مرکز تھا اور اس وقت میں اپنے دل میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ کس طرح ایک ہیبت ناک مشرقی ناٹک مغرب کے سٹیج پر کھیلا جا رہا تھا کس طرح نادانستہ ہم لوگ اس میں حصہ لینے پر مجبور تھے کتنے بعید از فہم اس کے متعلقات تھے لیکن اسکے ساتھ ہی۔ ۔ ۔ کتنے صحیح۔

وہ سپاہی جس کو برسٹل نے لاش کے پاس متعین کیا تھا وہیں اسکے پہلو میں کھڑا تماشائیوں کے ہجوم کو منتشر کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

دفعتاً برسٹل کی آواز دہشت کے لہجہ میں کہتی سنائی دی؟

اب آپ دیکھیں، اور اس بات کا فیصلہ کرنے کی کوشش کریں، کہ لاش اس مکان کے کس حصہ سے زمین پر گر سکتی ہے۔

میں نے چاروں طرف دیکھا مگر برسٹل کے سوال کا کوئی جواب ذہن میں نہ آ سکا بوڑھے کی پکی ہوئی لاش صحن کے وسط میں پڑی تھی اور عمارت کے ہر حصہ سے اس کا فاصلہ قریباً یکساں تھا سخت حیران کہ اس راز کا کیا مطلب ہے کیا کوئی تشریح اس واقعہ پراسرار کی ممکن ہے یا نہیں!

میں نے سنا ہے اور میرے خیال میں اور بھی کئی لوگوں نے سنا ہوگا کہ ہندوستان کے مداری ایک کھیل کیا کرتے ہیں یعنی ایک آدمی رسہ لے کر اس کو اوپر کی طرف پھینکتا ہے اور وہ رسہ لکڑی کی طرح سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے پھر ایک لڑکا اس رسہ پر چڑھنا

شروع کرتا ہے اور اوپر جا کر وہ بھی غائب ہو جاتا ہے آج تک میں اس قدر فرضی اور خیالی تصور کرتا تھا کیونکہ بات جی لگتی نہ تھی تاہم یہ پُراسرار واقعات جو حسن حبشی اور اسکی جماعت کے لوگوں کی طرف سے ظاہر ہو رہے تھے واقعہ میں اس ہندوستانی مداری کے کرتب سے کم حیرت انگیز نہ تھے اور ان سب میں زیادہ پراسرار اس لڑکے کی موت تھی جسکے سر میں لگی ہوئی گولی اسکا وسط صحن میں مردہ پایا جانا اور اسکی لاش کچلی ہوئی ہونا یہ تینوں باتیں متضاد تھیں اگر وہ گولی کھا کر مرا تو اسکا وسط صحن میں آکر گرنا کیا معنی رکھتا تھا یہ تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گولی اسوقت اسکو لگی جب وہ خلا میں معلق تھا۔ مگر آپ کو یقین ہے کہ گولی چلی تھی آخرکار میں نے پوچھا؟ کیا گولی اس کے سر میں لگی ہوئی موجود نہیں! میرا مطلب یہ ہے کہ کسی آدمی نے گولی چلنے کی آواز سنی تھی؟ ایک سے زیادہ شخصوں نے برسٹل نے بے صبری سے جواب دیا خیر اب آیئے نیچے چلیں وہیں تفتیش کرنے اور جرح کے سوالات پوچھنے سے شاید اس معمے کے حل کی کوئی صورت پیدا ہو یہاں سے تو کوئی نئی بات قطعاً دریافت نہیں ہو سکتی؟

افسردہ و مایوس ہم پھر ایک بار نیچے آ گئے؟

باب ۱۷

پستول کی نالی (۱) ایک سن رسیدہ عورت جسکے سر پر پھٹی ہوئی ٹوپی اور گلے میں میلا لباس تھا ایک اس طرح کی ٹوکری ہاتھ میں لیئے جو بازار سے سبزی ترکاری لانیکے کام آتی ہے واٹر لوز ڈویر چل رہی تھی میں وائٹس بلڈنگز سے رخصت ہو کر مکان کی طرف جاتا تھا۔ وہ سامنے سے آتی تھی اور میں اپنے خیالات کی بڑھی ہوئی الجھن میں شاید اس کی موجودگی کو بالکل ہی نظرانداز کر دیتا اگر ایک واقعہ خاص میری توجہ کو خصوصیت کے ساتھ اس کی طرف پھیرنے کا ذریعہ نہ بنتا؟

میں نہیں جانتا وہ کوئی بالغ انسان تھا، یا لڑکا کیونکہ جس مقام پر واقعہ پیش آیا نسبتاً اندھیرا تھا بہرحال ایک آدمی تاریکی سے نکلکر چند قدم اسکے پیچھے چلا اور اس کے بعد کوئی چیز نکال کے اس پر وار کرنا چاہتا تھا کہ ایک راہرو نے دیکھا، اور آگے بڑھ کر اس کا اُٹھا ہُوا بازو پکڑ لیا؟ جدوجہد کی آوازیں سنکر وہ عورت پیچھے مڑی اور دہشت کی چیخ اسکے مُنہ سے نکل گئی اسکے ساتھ ہی وہ ٹوکری جو اس کے ہاتھ میں تھی فرش زمین پر گر پڑی، اور کچھ چیزیں جو اس میں رکھی ہوئی تھیں اِدھر اُدھر بکھر گئیں میں نے دیکھا، ایک بوتل شراب کی، ایک چوبہ مرغ اور ایک پلا ہُوا تربوز یہ چیزیں اس میں رکھی تھیں۔

حملہ آور تو خیر ہاتھ چھڑا کے بھاگ گیا لیکن جس بات نے مجھ کو خصوصیت کے ساتھ متعجب کیا، یہ تھی کہ عورت نے اس واقعہ کے پیش آنے کے بعد نہ تو اپنے غیبی محسن کا شکریہ ادا کیا نہ کوئی لفظ مُنہ سے کہا چیزوں کے ساتھ اہتمام کے ساتھ ٹوکری میں رکھ کے اس نے اِن کو اچھی طرح کپڑے سے ڈھک دیا اور ایک گھومتی ہوئی نظر چاروں طرف ڈالنے کے بعد بجائے اسکے کہ سیدھی اس پر چلتی جس پر جارہی تھی پیچھے کو لوٹ آئی فاصلہ پر کھڑا ہُوا میں اس کے طرز عمل پر حیران و متعجب ہو رہا تھا کہ وہ بازار میں لگے ہوئے ایک برقی لیمپ کے پاس ہو کر گزری اور اِسوقت میں نے دیکھا کہ اِس کہن سالی کے باوجود جو اس کی صورت سے ظاہر ہوتی تھی اس نے عہد شباب کی تیزی سے چلنا شروع کیا چونکہ اتفاق سے مجھے بھی اسیطرف جانا تھا اسلئے پیچھے پیچھے ہو لیا گو خدا شاہد ہے کہ اس وقت تک اسکے تعاقب کا خیال بالکل میرے دل میں پیدا نہ ہُوا تھا؟

ایک دو بار اس نے میرے پیچھے مڑ کر دیکھا لیکن مجھے اِس بات کا پھر بھی گمان نہ ہوا کہ مجھ سے پیچھا چھڑانے کی کوشش کر رہی ہے چلتے چلتے وہ ایک مقام پر ٹھہری فاصلہ پر میں بھی اندھیرے میں ٹھہر گیا اتنے میں ایک گرینج جانے والی بس اس کے پاس ہو کر نکلی اس نے اسے ہاتھ اٹھا کر روکا اور اس پر بیٹھ گئی؛

حال کے واقعات پُر اسرار کے سلسلہ میں جاسوسی کا شوق میری رگوں میں جوش زن تھا پھر اس کے علاوہ ایک مدھم سا شبہ حالات کی تاریکی پر پھیکی روشنی ڈالنے والا میرے دل میں بھی پیدا ہو گیا تھا کسی نامعلوم طریق سے میں نے اس کھیل کو آخر تک دیکھنے کا ارادہ کر لیا اور شاید قدرت کو بھی اِس کام میں میری امداد منظور تھی کیونکہ بس کے چلتے ہی کرایہ کی ایک خالی موٹر مل گئی میں نے اسے روکا اور اس پر سوار ہوتے ہی ڈرائیور سے کہا۔

اس گرینج والی بس کو دیکھتے ہو جو آنکھوں کے ہسپتال کے پاس جا رہی ہے؛ اسی کا پیچھا کرو مگر بالکل پاس نہ جانا جو اور ہدایت ہو گی میں ٹیوب کے رستہ دے دونگا۔ بس چلو!

اس نے موٹر چھوڑ دی اور تعاقب شروع ہوا۔

مست ہاتھی کی طرح جھومتی ہوئی موٹر بس سینٹ جارجز سرکس کی طرف ہولی گھنٹہ گھر کے موڑ سے گزر کر وہ ساؤتھ لندن روڈ کی طرف مڑی اور پھر ٹھہر گئی۔ میں نے ٹیوب اٹھا کے ڈرائیور کو سمجھایا؟

آہستہ چلا کے آگے لے چلو اور ٹھہر جاؤ؟

موٹر جس وقت بس کے پاس ہو کر نکلی تو میں سمٹ کر اس کے ایک کونے میں

چھپ گیا لیکن جب آگے جا کر پچھلی کھڑکی سے دیکھا تو معلوم ہوا وُہی عورت۔۔
ٹوکری ہاتھ میں لیے اُتر رہی تھی؟

اس کے تھوڑی دیر بعد جب وُہ بس ہمارے پاس سے ہو کر نکلی تو میں نے پھر ایک بار دیکھا عورت جس راہ سے آئی تھی اسی پر لوٹ کر چلنے لگی؛

میرے شبہات نے ترقی کی آخر اس ہیرا پھیری کا مطلب کیا تھا پہلے یہ عورت واٹرلو روڈ کے سرے کی طرف جا رہی تھی پھر پیچھے مڑی اور اب پھر اسی سمت میں چل دی؛

میں نے ڈرائیور کو آواز دی؟

واٹرلو روڈ کی طرف لے چلو مگر آہستہ۔۔ بہت آہستہ

اس نے سر کے اشارہ سے ہاں کہی، اور چل دیا،

وہی راستہ جس سے ہم آئے تھے پھر طے ہونا شروع ہوا عورت ٹوکری لئے سڑک کے داہنی طرف چلتی تھی پاس سیدھی سڑک پر پہنچ کر جو پل کی طرف جاتی تھی میں نے پھر ایک بار ٹیوب ہاتھ میں لی، اور کہا۔

کھڑا کر دو۔۔۔ داہنی طرف کی پٹڑی پر ایک بوڑھی عورت باسکٹ لئے چلتی ہے تم نے اسے دیکھا۔۔ بس اس کے پیچھے رہنا اور اسے نظروں میں رکھنا؟

درمیانی فاصلہ کافی ہو جانے کے بعد اس سے پھر موٹر چھوڑ دی مگر جیسا ضروری تھا اسکی رفتار کم رکھی ایک بار میرے جی میں آئی تھی کہ موٹر رخصت کر کے پیدل ہی پیچھا کروں مگر اندیشہ دامنگیر تھا کہ اگر وُہ کسی موٹر یا ٹریم میں بیٹھ گئی تو کیا ہوگا مگر وُہ پیدل ہی چلتی گئی ٹریم گاڑیاں اور بسیں پاس ہو کر گزریں لیکن وُہ

وُہ اِن میں سے کسی پر سوار نہ ہوئی آخر اِس مقام کے پاس پہنچکر جہاں حملہ ہونے لگا تھا وُہ سڑک کے دوسری جانب مُڑی اَور نظروں سے غائب ہو گئی۔

میں نے جلدی سے موٹر رکوائی پھر آدھے کراؤن کا سکہ ڈرائیور کے ہاتھ میں دیکر اِس سے اُترا اَور دوڑتا ہُوا اِس موڑ کی طرف گیا جس پر وُہ عورت اوجھل ہوئی تھی رات اب بہت زیادہ جا چکی تھی سڑکوں اَور بازاروں میں خلقت کا ہجوم برائے نام تھا اِسلئے اندیشہ پیدا ہوا کہ شائد مجھے دیکھ لے اَور چوکنی ہو جائے لیکن نہیں کوئی اندیشہ اگر اِس سے پہلے عورت کے دل میں پیدا ہوا بھی تھا تو اب زائل ہو گیا کیونکہ اِس لیمپ کی طرف جاتے ہوئے جس کے پاس اِس پر حملہ ہونے لگا تھا وُہ بڑی بے فکری سے چلتی تھی ایک مرتبہ بھی اِس نے پیچھے مُڑکر دیکھنے یا اطراف میں نظر ڈالنے کی پرواہ نہیں کی؟

چونکہ اِس لیمپ سے آگے سڑک پر تاریکی تھی اِسلئے اِس سے گزر کر میں چند قدم آگے بڑھا اَور عجیب طرح کے ذہنی اضطرار کی حالت میں جاسوسی کا فرض پورا کرنے لگا اپنے دل میں مجھے اِس بات کا یقین تھا کہ اِس کوشش کا کوئی نہ کوئی مفید نتیجہ ضرور نکلے گا اَور جب میں اِس کا حال ہر سٹل سے ملکر بیان کرونگا تو وُہ کتنا متعجب اَور خوش ہو گا؟

قریباً آدھا رستہ طے کر کے وُہ ایک چوڑے پھاٹک کے پاس ٹھہر گئی اَور اِسکے بعد عمارات کی ایک لمبی قطار کی ڈیوڑھی میں داخل ہوئی میں نے دور ہی سے دیکھا نجاست اَور کثافت کے اعتبار سے یہ جگہ اگر ممکن ہو تو والس بلاٹ نگر سے بھی ردی تھی۔

اِس کے اندر جاتے ہی میں نے وُہ فاصلہ جو اِس وقت تک ہمارے درمیان تھا دوڑتے ہوئے طے کیا۔ اور اِس کے بعد جب فراخ ڈیوڑھی میں لگے ہوئے اس اکیلے گیس لیمپ کے نیچے کھڑا تھا جس کے گرد تاروں کا خول چڑھا ہوا تھا تو میں اپنی احتیاط اور عیاری پر اپنے آپ مبارکباد دیئے بغیر نہ رہ سکا۔

پتھر کی سیڑھیوں پر اوپر جاتے ہوئے پیروں کی چاپ صاف پتہ دیتی تھی کہ وُہ کس طرف کو گئی ہے میرے لئے اب اسکی صورت دیکھنا تو ناممکن تھا تاہم کان لگا کر سننے سے معلوم ہُوا کہ وُہ رستہ میں چار بار ٹھہری جس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے چار منزلیں طے کیں۔ اور چونکہ اسکے پاؤں کی آواز پھر ایک بار سنائی دینے لگی تھی اسلئے میں نے اندازہ کیا کہ وُہ سب سے اوپر کی پانچویں منزل پر جانا چاہتی ہے اس وقت صبر کی باگ میرے ہاتھ سے نکل گئی احتیاط کے ساتھ کسی طرح کی آواز پیدا کئے بغیر میں بھی اس کے تعاقب میں سیڑھیوں پر چڑھنے لگا؟

میں تین منزلوں کی سیڑھیاں طے کر چکا تھا کہ اوپر کی منزل پر کنجی کے قفل میں داخل کئے جانے کی آواز کانوں میں پہنچی۔

اِس سے رہا سہا ضبط جواب دے گیا اِس جگہ تک آتے ہوئے میں نے دیکھا تھا کہ ہر ایک منزل پر چار چار دروازے کھلتے تھے پس اگر وُہ عورت پانچویں منزل کے دروازوں میں سے ایک کو کھول کر اندر چلی گئی اور دروازہ بند کر لیا تو میرے لئے اس کو پانا یا اس کے مکان کا پتہ لگانا یقیناً غیر ممکن ہو جائیگا اس خیال کے آتے ہی میں نے حزم و احتیاط کو چھوڑا اور آواز دبانے کی کوششوں کو خیرباد کہا۔

بے تحاشا دوڑتا ہُوا باقی دو منزلوں کی سیڑھیاں طے کر کے میں جب اُوپر گیا تو عورت

کھڑی دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہی تھی وُہ میرے پاؤں کی آواز سنکر چونک گئی ہو گی کیونکہ مجھے چڑھتا دیکھکر جلدی سے پیچھے مُڑی اَور تیز مشعل نظروں سے دیکھنے لگی۔

لیکن آہ وُہ آنکھیں! ... میں کیا اِن کو بھول سکتا ہوں وہی پراسرار بنفشئی آنکھیں جو صرف ایک ہی عورت میں میں نے دیکھی ہیں وُہ جن کی نگاہ سینہ کو برمائی اُور خانہ دل کے اسرار کو دریافت کرتی ہوئی جاتی تھی وُہ جن میں ایک بار میں نے پروفیسر ڈیبنگ کی موت سے پہلے عجز وانکسار کی جھلک دیکھی تھی پھر دوسری بار ہوٹل میں غصہ اُور جوش کا نظارہ کیا تھا اُور تیسری بار ڈکسٹر کی ہمراہی میں مگر ان سب حالتوں کے گنوانے سے کیا فائدہ آپ اِن سے واقف ہی ہو چکے ہیں۔

اب میں نے دیکھا تو بوڑھی عورت کے بھیس میں وہی حسن عالم افروز تھا مگر ان نافرمانی آنکھوں میں ایک نئی جھلک وحشت کی پائی جاتی تھی۔

مجھ کو رکتا دیکھ کر وُہ بے تابانہ بولی!

کیوں آپ میرا پیچھا کرتے ہیں اَور اس جگہ میرے تعاقب میں آنے کا کیا مطلب ہے۔

اس نے آواز چھپانے یا بدلنے کی کوشش نہیں کی الفاظ بے اختیاری میں اس کے مُنہ سے نکل رہے تھے۔

میں اس کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا اُور وقت دیکھا کہ وُہ جس کمرہ کو کھولنے کی کوشش کر رہی تھی اس پر ۵ نمبر درج تھا؟

لفظی تکرار بے سود ہے میں نے جواب دیا میں ایک سیدھے سے سوال کا

سیدھا جواب چاہتا ہوں۔ یعنی کون یہاں رہتا ہے؟

اور یہ کہتے ہوئے میں نے کمرہ کے بند دروازہ کی طرف اشارہ کیا؟

اس کی پُراسرار آنکھوں میں ایک نئی جھلک پیدا ہوئی جس کو میں قوانِ الفاظ کی وجہ سے بیان نہیں کرسکتا دہشت اِن میں تھی۔ اور غالب تھی مگر اِس کے ساتھ ہی غصہ۔ درگزر کی خواہش اور التجا کا اثر بھی شامل تھا بہرحال میں اِن آنکھوں کی بدلی ہوئی حالت دیکھ کر متاسف ہوا اور اِس فعل ناگوار کو اپنے ذمہ لینے کی حماقت پر اپنے آپ کو بُرا بھلا کہنے لگا بلا سے یہ عورت کوئی ہو، اِس کا ڈاکٹر یا بٹیشیوں سے اس کا تعلق ہو یا نہ ہو میرے لئے یہ رنج بس کیا کم تھا کہ وہ میری آمد ناخوش اور میرے اصرار سے ناراض تھی؟

پھٹی ہوئی ٹوپی کے پیچھے لپٹے ہوئے سپید معنوعی بالوں کے اندر سے ڈبی زرغام بائی لٹ باہر آنے کی جد وجہد کرتی ہوئی گیس لمپ کی روشنی میں اسی مخصوص رنگت کی دمک پیدا کرتی تھی جو زرگلاب میں پائی جاتی ہے اب اِس کا چہرہ بے نقاب تھا اور فریب وجعل کی سب کوشش لاحاصل سمجھ کے ترک کردی گئی تھیں تازی کتوں سے گھرے ہوئے ہرن کی طرح وُہ دروازہ کے پاس کھڑی دہشت اور دلیری کی دلربا تصویر نظر آتی تھی وُہ پُراسرار عورت جس کے ہاتھ میں کسی گہرے راز کی کنجی تھی مگر جو اس کے استعمال سے گریزاں تھی؟

میں یہاں رہتی ہوں اِس نے جواب دیا فرمایئے آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وُہ سب سامان جو آپ کی ٹوکری میں رکھا ہے کس کے لئے ہے؟

اس نے متجسس نظروں سے میری طرف دیکھا؟

پھر اس کے علاوہ، میں نے تقریر جاری رکھ کے کہا میں کچھ اور بھی کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ تین بار اس سے پہلے آپ مجھ سے ملیں مگر ہر موقعہ پر کسی نہ کسی ذریعہ سے میرے سوالوں کا جواب دیئے بغیر چلی گئیں لیکن اب ایسا نہ ہوگا۔ اور میں آپ کو اس سوال کا جواب دیئے بغیر رخصت ہونے کی اجازت نہ دوں گا، کہ ہشیشین کے اس بونے کو کس نے جان سے مارا تھا جو اس مکان کی پشت پر مردہ پڑا ہے؟

میں نہیں جانتی، آپ کیا کہنا چاہتے ہیں، اس نے بھولے پن سے جواب دیا بونا.... ہشیشین.... معاف کیجئے شاید آپ معموں میں پیش کرتے ہیں؟

اس کی آواز فاصلہ پر بجتی ہوئی روپہلی گھنٹی کی آواز کی طرح شیریں اور دلکش تھی مہذب اور تعلیم یافتہ خاتون کے سب اوصاف اس میں موجود تھے اسکے باوجود اس کا ایک پراسرار جماعت سے تعلق رکھنا باعث حیرت نہ تھا؟

اس کی صورت کہے دیتی تھی کہ میری ضد کے سامنے اپنی حیلہ سازی کی کوشش کو جاری رکھنا بے سود تصور کر چکی ہے تاہم وہ خاموش تھی۔

ان معموں کا مطلب آپ کو اچھی طرح معلوم ہے، میں نے جواب دیا اگلی ملاقاتوں کا حال مجھ سے کہلوایئے کیا آپ کی موجودہ حالت... یعنی یہ بھیس بدلنے کی کوشش ہی کیا اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ آپ کسی راز کو چھپانا چاہتی ہیں

وہ چپ چاپ میرے سامنے کھڑی تھی اس کا خوشنما چہرہ الجھے ہوئے بالوں اور ٹوٹی ٹوپی کے باوجود کتنا دلفریب تھا اسکے اعضا کی موزونیت پھٹے

پرانے کپڑوں میں بھی پوری طرح ظاہر تھی۔

میں نہیں جانتا، یہ رات کے پچھلا پہر ہونے کا نتیجہ ہے یا اس مکان کے رہنے والوں کی قلت تعداد کا، بہرحال اس وقت تک کوئی آدمی ہماری گفتگو کی آوازوں سے نہ چونکا تھا ہر طرف سناٹا اور خاموشی پر شور آواز سے جلتے ہوئے گیس لیمپ کے نیچے صرف میں اور وہ کھڑے تھے وہ خاموش، میں متجسس، وہ مجھے ٹالنے کی فکروں میں، اور میں اس کا راز معلوم کرنے پر آمادہ؟

اور اسکے بعد دفعتاً ناٹک کی تیزی رفتار سے ایک تیسرا ایکٹر اور بھی واقعات پُراسرار کے اس اسٹیج پر نمودار ہو گیا۔

۳

ہاتھ اٹھاؤ۔۔۔۔ مسٹر کوانا دونوں ہاتھ سر کے اوپر اٹھاؤ!

میں اس آواز کو سنکر چونکا اور وہ جسطرف سے آئی تھی مضطربانہ دیکھنے لگا؟

کمرہ نمبر ۸ب کے ذرا سے کھلے ہوئے دروازہ کی راہ سے نکلکر مجلہ فولاد کی نالی عین میرے سر کی سیدھ میں لگی ہوئی تھی؟

میں نے باری باری عورت اور دروازہ کی طرف دیکھا اور اسکے بعد سوچ ہی رہا تھا کہ اس موقعہ پر کیا کرنا چاہیئے کہ وہی آواز پھر کہتے سنائی دی جلدی کرو۔۔۔ فوراً کیا تم نہیں دیکھ سکتے ہو کہ اپنی جان سے ہاتھ دھونے کے بعد کسی کی جان کی پرواہ مجھ کو نہیں تبے کار بنیٹا تم مسٹر کوانا کا پستول لے لو۔

حیرت انگیز پھرتی کے ساتھ پُراسرار عورت نے پستول میرے ہاتھ سے لے لیا

اب اندر آجاؤ... خبردار تامل کروگے تو اپنی موت کے آپ جواب دہ ہوگے

اپنی بے بسی کو دیکھکر اور یہ سوچکر کہ جو آدمی مرنے مارنے کو تیار ہو اس سے بحث کرنا اپنی زندگی کو خطرہ کے ڈالنے کے برابر ہے میں اس دروازہ میں جسے اب اندر کی طرف کھول دیا گیا تھا داخل ہو گیا میرے پیچھے وہ عورت جس کا نام پہلی بار مجھ کو کارنیٹا معلوم ہوا تھا آگئی اسکے بعد دروازہ بند اور مقفل کر دیا گیا؟

ایک دھندلا اور سامان آرائش سے معرا بہت معمولی کمرہ تھا مگر اس سے پہلے کہ میں اس کا جائزہ لے سکتا پیچھے سے آواز آئی

سیدھے اندر جاؤ اِدھر اُدھر دیکھنے کی حاجت نہیں۔

میرے لئے تعمیل کے سوا کیا چارہ تھا؟ چلتا گیا۔

گیس کا ایک برہنہ شعلہ اس میں روشن تھا دو کھڑکیوں کے سامنے پردے کی جگہ موٹی چٹائی کے دو ٹکڑے آویزاں تھے ایک طرف گیس سے جلنے والا چولہا اور اسکے پاس کھانا پکانے کے چند برتن بس یہ اس کمرہ کا سامان تھا؟

یا اس کے علاوہ ایک بڑا سا چرمی ٹرنک دیوار کے ساتھ لگا ہوا فرش زمین پر پڑا تھا؟

اس جگہ پہنچکر میں کھڑا ہو گیا اور پیچھے مڑکر دیکھنے لگا۔

سب سے پہلے کارنیٹا باسکٹ لئے ہوئے داخل ہوئی پھر ایک مرد جسکے بائیں ہاتھ میں پستول تھا اور داہنا... پٹیوں سے لپٹا ہوا چھاتی کے بالمقابل بندھا تھا؟

میرے لئے ایک ہی نظر کافی تھی ان پٹیوں کی ساخت، داہنے بازو کی حالت اور اسکے سر پر ہاتھ کی عدم موجودگی ساری باتیں اس حقیقت کا ثبوت

تھیں کہ مجھ کو گرفتار کرنے والا ارل ڈکسٹر تھا۔

مگر کس حالت میں! منہ ستا ہوا اور بے رنگ آنکھیں تیز اور چمکیلی! جیسی بخار کے وقت ہوتی ہیں اور بدن کی ساخت بالکل استخوانی . . . وہ اپنے سابقہ وجود کا محض سایہ نظر آتا تھا مگر اس نواب جمی سے، جس کے فوٹو میں نے اخبار ٹائمز آف انڈیا میں دیکھے تھے بعید تر مشابہت بھی اس کو نہیں تھی اس میں چہرہ گداز تھا اب بالاغر اس میں ہونٹ متبسم تھے اب بھچے ہوئے وہ اس تصویر کی بل کھائی ہوئی مونچھیں، وہ پُر رعب صورت اور وہ ڈھاکہ کی ململ کا کج بندھا ہوا صافہ یقین کیجیے، تب کے نواب جمی اور اب کے ارل ڈکسٹر میں زمین و آسمان کا . . . فرق تھا؟

کڑوی، تلخ آواز میں اس نے مجھ سے کہا۔

کیوں جی! یہ بے جا مداخلت کیا معنی رکھتی ہے؟

میں چپ رہا۔

کیا نہ بولو گے؟

مجبور ہو کے میں نے پاس کھڑی ہوئی کارنیٹا کی طرف اشارہ کیا؟ سب حال اس کو معلوم ہے وہی آپ کے سوالوں کا بہتر جواب دے سکتی ہے؟

لیکن تمہارا اس جگہ میرے مکان پر آنا کیا مطلب رکھتا ہے۔

میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ مقدس جوتا آپ کے پاس ہے

آہ تم یہ دریافت کرنا چاہتے ہو . . . بے شک ہے!

اس نے کارنیٹا کو اشارہ کیا اور اس سے پہلے کہ میں سنبھل سکتا ایک بہت موٹا رومال میرے منہ پر ڈال کر گردن کے پیچھے باندھ دیا گیا تیز پھرتیلے ہاتھوں نے میری کلائیوں کو پیٹھ کی طرف کسا اور میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ میری نسبت ان لوگوں کا صحیح ارادہ کیا ہے کہ وہ مجھ کو کھینچ کر ایک طرف لے گئے اور اس جگہ میرے بے بس بدن کو دیوار میں لگی ہوئی کھونٹیوں کیساتھ مضبوط کسدیا

بندھی ہوئی آنکھوں کی وجہ سے گو دیکھنے سے قاصر تھا تاہم ان آوازوں کی بنا پر جو کمرہ پیدا ہو رہی تھیں معلوم ہوا کہ ڈکسٹر اور کارنیٹا رخصت کی تیاریاں کر رہے تھے انہوں نے جلد جلد کچھ چیزیں اکٹھی کر کے باندھیں پھر ہٹتے ہوئے قدموں اور دروازہ کے کھلنے اور بند ہونے کی آوازوں نے خبر دی کہ وہ باہر چلے گئے۔

دیوار کے ساتھ بندھا ہوا میں بے کس اور بے بس کھڑا تھا ایک دو بار اُن کو آوازیں دینے کی کوشش کی مگر وہ میری فریاد سے بالکل لاپرواہ تھے اور اسکے بعد نہ معلوم میری موجودہ حالت کو زیادہ ناگوار بنانے کیلئے یا میری آوازوں کو روکنے کی غرض سے کارنیٹا واپس آئی اس نے وہ کپڑا جو میرے سر اور چہرہ پر بندھا ہوا تھا کھولا۔ اور اُسے کس کر منہ پر باندھ دیا؛ پھر وہ بھی رخصت ہو گئی

باب ۔ ۱۸

قید

۱

مجھے اس حالت میں چھوڑ کر بہت عرصہ نہ گزرا تھا کہ ذہنی اذیت نے جسمانی تکلیفوں میں اضافہ کر دیا میرا اس طرح کی بندھی اور جکڑی ہوئی حالت میں کھڑے رہنا بھی کم تکلیف دہ نہ تھا کہ حسن حلبی اور اسکی خوفناک جمعیت کی یاد نے طرح طرح کے ہولناک خیالات دل میں پیدا کرنے شروع کئے حتیٰ کہ ان کی شدت نے حال کی جسمانی تکلیفوں اور انکے انجام کی طرف سے بھی لاپروا بنا دیا؟

دو باتیں اس جگہ آنے کے بعد جلدی ہی میں نے معلوم کر لی تھیں ایک یہ کہ پُراسرار جوتا حسن حلبی کے پاس نہیں پہنچا بلکہ ڈکسن ہی کے قبضہ میں ہے اس کی خاطر اس نے اپنا داہنا ہاتھ کٹوایا عیش و آرام کی زندگی چھوڑ کے اس بدنما بے آرام مکان میں رہنا قبول کیا اور میری آمد کے بعد اسجائے پناہ سے بھی فرار ہونے پر آمادہ ہو گیا مگر اس جوتے کو اس نے جان کے ساتھ رکھا اسجگہ رہتے ہوئے یقینی طور پر وہ حسن حلبی کی پراسرار طاقتوں کے نرغہ میں گھرا ہوا تھا وہ بونا جس کی لاش پس پشت وائمس بلڈنگ کے صحن میں پڑی تھی وہ بھی اسی جوتے کو حاصل کرنے آیا تھا وہ حملہ جو میرے سامنے کارینٹا پر ہونے لگا تھا۔

وہ بھی اِسی سلسلہ میں تھا اور اب اِس وقت تک کہ اِن لوگوں کو ڈکسٹ اور کارینٹا کے فرار اور چوتنے کے اِن کے ساتھ ہی غائب ہو جانے کا حال یقین کے ساتھ معلوم نہ ہو خدا جانے کتنے اور آدمی اِس مکان پر حملہ آور ہونے کے کو آمادہ تھے خدا جانے اب بھی کتنے آدمی اِس مکان کا نرغہ کئے بیٹھے تھے اپنے دل ہی میں اِس بات کا پختہ یقین کر چکا تھا کہ والٹس بلڈنگز کی عمارتیں اسی مکان کی پشت پر واقع تھیں۔ اور وہ اول ڈکسٹ ہی تھا جس نے ز۔ دبلونے کو گولی مار کر مار اتھا اگر ایسا ہو تو ایک راز جو اِس وقت مجھ کو اور برسل کو حیران کر رہا تھا یعنی پُراسرار طور سے گولی کھا کر والٹس بلڈنگز کے وسط صحن میں گرنے کا حل شدہ سمجھنا چاہیئے لیکن سوال پیدا ہو گیا کہ وہ بونا اِس مکان میں کیونکر آنا چاہتا تھا۔ کیا کھڑکی سے داخل ہو کر؟ اِس کھڑکی سے جو پانچویں منزل پر واقع تھی کوئی حل اِس سوال کا ذہن میں نہ آتا تھا؟

فرقہ ہشیشین کے بارہ میں جو معلومات اِس وقت تک مجھ کو حاصل تھیں اِن کو بنا پر میں اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ لوگ فوق الفطرت اور صاف رکھتے ہیں پروفیسر ڈیپنگ کی کتاب میں یہ بھی معلوم کر چکا تھا کہ ہشیشیں استعمال کرنے کے بعد وہ ایسے ایسے کام کر سکتے ہیں عقل انسانی جس کو باور نہیں کر سکتی تو بھی اتنی اونچائی پر بنی ہوئی کھڑکی کے رستہ داخل ہونے کی کوشش کرنا اور اِس کوشش میں ہلاک ہونا پھر نیچے گرنا یہ بات اِن معلومات کی روشنی میں بھی جو مجھ کو حاصل تھیں بعید از قیاس نظر آتی تھیں۔

رات کا پچھلا پہر سناٹا، اور اِس طرح کے بھیانک خیالات میری اِس وقت کی حالت کا بہتر اندازہ قیاس ہی سے ہو سکتا ہے میرے بازوؤں میں اور پیٹھ پر شدت

کا درد ہونے لگا تھا ٹانگیں لڑکھڑاتی تھیں اور ان وحشتناک خیالات پر یہ حقیقت متضاد تھی کہ اس مکان میں میری موجودگی کا حال میرے دوستوں یا مددگاروں میں سے کسی کو معلوم نہ تھا کیا تعجب اسی طرح دنوں قید رہنے سے جب میری زندگی کا خاتمہ ہو چلے جب گوشت بھی ہڈیوں سے جدا ہونے لگے کوئی آدمی ناگہاں اس جگہ آکر دیکھے مگر اس صورت میں آنا نہ آنا برابر تھا؟

دوسری طرف ہشبشین کا خوف، ممکن ہے اس سے پہلے لونے کی طرح اس فرقہ کا کوئی آدمی اور بھی اسی نامعلوم ذریعہ سے جو خوف خدا جانے طاقت پرواز تھا۔ یا کچھ اور اس کھڑکی سے اندر آئے اور مجھ کو تنہا اس جگہ دیکھے پھر اس کا پہلا وار مجھ پر ہی ہوگا۔

اوپر چھت پر پاؤں کی ہلکی آواز نے مجھے اس خواب بیداری سے چونکا دیا نہیں یہ میرا وہم نہیں تھا صاف وصریح آواز تھی۔

میں نے اپنی عمر میں خطرہ کی کئی کئی حالتیں دیکھی ہیں لیکن جس طرح کا خوف اس وقت اس آواز کو سنکر مجھ پر طاری ہوا میں بیان نہیں کر سکتا کس چیز سے اس کی تشبیہ دوں اگر منوں برف کسی آدمی کے دل پر رکھ دی جائے تو جو حالت اسکی ہو سکتی ہے وہ میرے دل کی تھی بے بس اور محتاج میں اس مکان کی پانچویں منزل پر یکہ و تنہا بندھا ہوا کھڑا تھا اور ایک پُراسرار ہستی پراسرار ذریعوں سے اس مقدس جوتے کی تلاش میں مجھ تک پہنچنے کی کوشش کر رہی تھی؟

اس آدمی کی طرح مجسم موت جس کے سامنے کھڑی ہو دعائیہ کلمات میرے مُنہ سے نکلنے شروع ہوگئے؟

کھڑکیاں کھلی تھیں اور اب گھپ اندھیرا تھا کیونکہ ڈکسٹر اور کارٹیشا رخصت ہوتے وقت گیس بجھا گئے تھے میں نے ان پردوں میں سے ایک کو تو کھڑکیوں کے اندر لٹکے ہوئے تھے حرکت کرتے دیکھا؟

اس کے ایک لمحہ بعد وہ پردہ ایک طرف کو ہٹ گیا اور ایک بدنما کبڑی صورت کھڑکی میں داخل ہونے کی کوشش کرتی نظر آئی اور اسکے ساتھ ہی میں نے دیکھا... اُف راحم خدا ایک مڑا ہوا چمکدار خنجر اسکے دانتوں میں دبا ہوا تھا۔

میری دہشت دیوانگی میں تبدیل ہونے لگی انتہائی جوش کے بعد میں نے اپنے آپ کو اس قید عظیم سے چھڑانے کی کوشش شروع کی۔ جو میرے لئے موت کی گرفت ثابت ہو رہی تھی درد کی تیز ٹیس میرے بائیں شانہ میں اٹھی اور اسکے ساتھ ہی وہ بھیانک منظر کھڑکی میں جھکی ہوئی پُر اسرار صورت اس کے منہ میں پکڑے ہوئے خنجر اکمرہ اور تنہائی کا زائل ہونا شروع ہوا ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا میں کسی گہرے پانی میں گرتا جا رہا ہوں؟

کسی چیز کے ٹوٹنے کی آواز اس سے ملا ہوا نعرہ تیز کا شور، یہ آخری آوازیں تھیں جنکو میری سامعہ نے قبول کیا اس کے بعد بے خبری اور بیہوشی نے میرے تھکے ہوئے جسم و دماغ کو اپنے آغوش میں لے لیا؟

۲

میں ایک آرام کرسی پر پڑا تھا اور بر سٹل اوپر جھکا ہوا میرے منہ میں برانڈی ٹھونسنے کی کوشش کر رہا تھا بایاں بازو بے جان ہو کر پہلو میں ڈھلکا ہوا شانہ کے اکھڑے ہوئے جوڑ میں شدت کی ٹیسیں اٹھتی تھیں؟

خدا کا شکر ہے آپ نے پھر آنکھ کھولی" برسٹل نے مجھے ہوش میں آتا دیکھکر کہا۔ یقین کیجئے، میں نے جب اس دروازہ کو توڑا تو اندر آپ کی موجودگی کا وہم میں بھی خیال نہ تھا؟

یہ تو اب معلوم ہوتا ہے خدا نے سارا سامان آپ کر دیا۔ میں نے مری ہوئی آواز سے کہا۔ ورنہ کہاں آپ کہاں وُہ پانچویں منزل کا کمرہ؟

بات یہ ہے میں پھر ایک بار واٹس بلڈنگز والے مکانوں کی چھت پر گیا تھا۔ برسٹل نے جواب دیا، وہیں سے میں نے اس آدمی کو کھڑکی کی طرف جاتے... ہوئے دیکھ لیا۔ بہ ظاہر وُہ آج اِس جوتے پر قبضہ کرنے کا مصمم ارادہ کر چکے تھے اِس کوشش میں وُہ اپنی جانوں کی بالکل پرواہ نہیں کرتے؟

تاہم وُہ کس طرح اِس کھڑکی تک؟

برقی تاروں کے ذریعہ سے خیال کیجئے اِن لوگوں کو ذرا خوف اتنی بلندی سے گر کر ہلاک ہونے کا نہیں ہے، چونکہ رات اندھیری تھی اِس لئے اُنہوں نے اِس موقعہ کو غنیمت سمجھا، وُہ تو کہئیے میں چونکہ اِن مکانوں کی چھت پر کھڑا تھا اِس لئے میں نے اِس آدمی کو تاروں کی مدد سے چھت پر اُترتے دیکھا اور فوراً اپنے آدمیوں کو لے کر دروازہ پر آپہنچا؟

لیکن وُہ آدمی...... کیا بچ گیا؟

وُہ پہلے چالیس فٹ کی بلندی سے ایک درخت گرا تھا پھر درخت سے فرش زمین پر کود گیا اِس کے بعد ہم نے دیکھا وُہ بلی کی طرح ایک کو بھاگ نکلا۔

اور ڈکسٹر اس مکان میں رہتا تھا، میں نے بیان کیا لیکن وہ بھی فرار ہوگیا اسی کے پاس ہوتا ہے ؟
خدا اس کی حالت پر رحم کرے!" برسٹل نے کہا۔ کیونکہ اس آدمی کی واپسی کے بعد وہ لوگ سارے حالات سے واقف ہو کر یقیناً اسکا پیچھا کرنے لگے ہونگے؟

باب ۔ ۱۹

آدھی رات کے واقعات

۱

انسپکٹر برسٹل نے گلاس کی بچی ہوئی وسکی ایک ہی گھونٹ میں ختم کی اور جمائی لے کر سیدھا کھڑا ہو گیا اسکے چہرہ کی بڑھتی ہوئی زردی ہجوم فکر کا نتیجہ تھی اور مجھے یہ دیکھ کر رنج ہوا کہ ایسے مضبوط عزم و استقلال کا آدمی جیسا وہ تھا اس معاملہ کے روز افزوں اسرار کی وجہ سے اتنا پریشان اور سراسیمہ نظر آتا تھا؟
پھیکا تبسم اس کے ہونٹوں پر نمودار ہوا اور وہ کہنے لگا؟
اگر یہ واقعات عالم افسانہ سے تعلق رکھتے اور میں کتابی جاسوس ہوتا تو مصنف اس مقام پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا کہ کس طرح میں نے نئے نئے طریقوں پر دریافت حال کیلئے زور لگایا مگر میری اپنی حالت کیا ہے ایک اونچی دیوار کے سامنے کھڑا ہوں اور نہیں جانتا کہ اس سے آگے کیا کروں تجسس و تحقیق کی ساری کوششیں لا لگاں

ہو رہی ہیں۔

"اس وقت تک آپ کو ارل ڈکسٹر کا بھی کوئی سراغ ملا؟"

"بالکل نہیں کہنے کو ہر شخص کہتا ہے کہ قانون کا آہنی پنجہ چوڑا اور مضبوط ہے مگر اس کی موجودگی اور کشادگی کا صحیح اندازہ اسی ایک بات سے ہو سکتا ہے کہ انتہائی کوشش کے باوجود اس وقت تک رتی بھر سراغ نہیں ملا جس سے ارل ڈکسٹر اور اس کی ساتھی عورت کا پتہ پایا جا سکتا۔ بات یہ ہے کہ ایک ایسے مرد عیار کیلئے لندن جیسے شہر میں دبک کے بیٹھ رہنا سہل ہے یہی باعث ہے کہ ڈکسٹر کی تلاش میں ہماری کوششیں اسی طرح بے سود ثابت ہوئی ہیں جیسے گھاس کے انبار میں کھوئی ہوئی سوئی کو ڈھونڈھنے کی پھر اس کے علاوہ اس کا یقین کیونکر ہو کہ وہ جوتا بھی ابھی اس کے پاس ہے محض اس جوتے کی وجہ سے اس کا داہنا ہاتھ کٹ چکا اور وہ میرے خیال میں سخت ہی احمق ہوگا کہ اسکے بعد بھی اسے اپنے پاس رکھنے کی کوشش کرے اسکے باوجود میں ایک بار اس کو پاکر اس سے دو دو باتیں کرنے کی آرزو رکھتا ہوں۔ خدا کرے وہ کسی طرح مجھ کو مل جائے؟"

وہ آتشدان سے لگ کر کھڑا ہو گیا اور پریشانی کے انداز سے سر کھجانے لگا مجھے اس سے ہمدردی تھی کیونکہ جہاں تک میری معلومات کام دیتی ہیں . . . اور ایک باریک اخبار نویس کی معلومات کا دائرہ کچھ کم وسیع نہیں ہوتا اس طرح کا کوئی پر اسرار واقعہ جیسا اس جوتے کا تھا کبھی سکاٹ لینڈ یارڈ کو بغرض تفتیش سپرد نہ ہوا تھا اس میں شک نہیں لندن کا محکمہ سراغرسانی دنیا بھر میں اپنی قسم کے واحد اور مکمل محکمہ ہے تاہم ایک اس طرح کی پراسرار جماعت کے مقابلہ میں جسکی بنیاد ۱۹۰۸ء میں

ڈالی گئی تھی اور جو صدیوں سے قائم چلی آتی ہے جس کے کام کرنے کے طریقے عقل وفہم سے بعید ہیں اور جس کے ارکانوں نے فن ہلاکت کو صنعت کے درجہ تک پہنچایا ہے لنڈن کی خفیہ پولیس بھی کیا کر سکتی ہے یہ تو اس طرح کی حالت تھی گویا الف لیلا کے ایک باب کو زندہ صورت میں لنڈن میں منتقل کر دیا گیا ہو لوگ اسکے واقعات دیکھ دیکھ کے حیران ہوں مگر انکے انسداد کی کوئی تدبیر کسی کے ذہن میں نہ آسکے۔

سب سے زیادہ حیرت مجھے ارل ڈکسٹر کی عقل پر ہوتی تھی وہ جس کی ادنی سے ادنی چوری بھی لاکھ سے کم نہ ہوتی تھی اور جو ہر طرح کی مشکلات سے بے آنچ نکلتا جاتا تھا اس کا ایک قدیمی تاریخی جوتے کو پانے کے لئے اتنی جدوجہد کرنا اور اس کے سلسلہ میں اپنا داہنا ہاتھ کھو دینے کے بعد جان تک کی پرواہ نہ کرکے اسے ساتھ لئے پھرنا آخر وہ کونسی کشش تھی جو اسے اس کام پر آمادہ کئے جاتی تھی؟

کس طرح کا مالی فائدہ وہ اس ذریعہ سے حاصل کر سکتا تھا۔۔۔ انتہائی کوشش کے باوجود میرا ذہن ان سوالوں کا جواب دینے سے قاصر تھا اور انکے مقابلہ میں اس امر سے انکار بھی ناممکن تھا کہ وہ اس جوتے کو ساتھ لئے اسوقت تک لنڈن کے کسی گوشہ میں چھپا ہوا بیٹھا تھا کیونکہ اگر اس بارہ میں سکاٹ لینڈ یارڈ کی تفتیش صحیح ہو تو وہ اس وقت تک ریل یا جہاز کے رستہ صاف نہ ہوا تھا؟

لیکن اگر وہ سچ مچ لنڈن میں تھا تو اس کے دوسرے درجہ پر سوال پیدا ہوتا تھا کہ اس کے کس حصہ میں ہے لیکن وہ خواہ لنڈن کی حدود کے اندر ہو یا ان کے باہر۔ اس امر واقعہ سے انکار نہ ہو سکتا تھا کہ برسٹل اور اسکے ساتھیوں کی انتھک کوششیں بھی اس وقت تک ڈکسٹر یا کاربٹ اور حسن حلبی یا اس کے ساتھیوں

کا سراغ پانے سے قاصر رہی تھیں۔

میرا خیال یہ کہنا ہے برسل نے ایک سگریٹ سلگا کر کہنا شروع کیا کہ اس معاملہ میں ڈکسٹر کی عیاری بالکل بے کار ہوئی ہے سو سبوئے اندیشہ ہے کہ حسن جلبی کے آدمیوں نے اس وقت تک اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا اور اس کے بعد وہ لوگ جوتا لے کر مشرق کو واپس چلے گئے اسی لئے نہ اصل ڈکسٹر اور نہ حسن جلبی کا کوئی سراغ ملتا ہے؟

میں اندازکس سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا ہر چند پروفیسر ڈیننگ نے مجھے اس پر اسرار جوتے کا محافظ مقرر کیا تھا اور میں اس فرض حفاظت کو ادا کرنے میں دعوئے کامیابی بھی پیش نہ کر سکتا تھا تاہم برسل کا پیش کردہ نظریہ بڑی حد تک باعث تسکین تھا میں سچ کہتا ہوں اس بات کا یقینی ثبوت حاصل کرنے کیلئے کہ وہ جوتا اپنے اصلی مالکوں کے ہاتھ آ کر لندن سے واپس چلا گیا میں اپنی آدھی دولت سے دست بردار ہونے کو تیار تھا کیونکہ اس سے میری دن رات کی فکروں کا تو خاتمہ ہو جاتا اور میں پھر ایک بار آرام و اطمینان کی زندگی تو گزار سکتا میں اپنی نیند سوتا اور اپنی خواہش سے اٹھتا حالانکہ نہ اب میرے لئے دن کو چین تھا اور نہ رات کو آرام ہر سایہ تاریک میں ہر دبی ہوئی آوازمیں ہر ایسی چیز میں جو میری زندگی کے روز مرہ سے علیحدہ ہو میرے لئے دہشت کے آثار موجود تھے ذرا سا واقعہ بھی خلاف معمول پیش آ گئے تو میرا دل زور زور سے دھک دھک کرتا۔ اور ہاتھ بے اختیار سرہانہ کے نیچے دبے ہوئے پستول کی طرف جاتا تھا؟

کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں۔ میں نے برسٹل کے جواب میں پوچھا۔ کہ جہاں تک اس جوتے کا لندن سے تعلق تھا اس کے واقعات کا باب ختم ہو گیا؟ اور دونوں آدمی ارل ڈکسٹر ایک ہاتھ کھو کر اور حسن حلبی جوتا لے کر لندن سے رخصت ہو چکے؟

یہ میرا خیال ہے برسٹل نے کہا اور گو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ مجھے اپنی زندگی کی سب سے بڑی ناکامی کا اعتراف کرنا پڑا تاہم میں اس ناکامی کو سد ہا کامیابیوں پر قابل ترجیح خیال کرتا ہوں؟

٢

اس کے تھوڑی دیر بعد وہ رخصت ہو گیا اور میں کھڑکی میں جھک کر صحن اور اس سے پرے بازار کے نظارے دیکھنے لگا لیکن خیالات کی رو اسی جوتے کے واقعات پُر اسرار پر لگی ہوئی تھی میں نے آج تک ہمیشہ برسٹل کی رائے کی قدر کی تھی کیونکہ وہ معاملہ کے ہر پہلو کو سوچے بغیر کوئی رائے قائم نہ کرتا تھا مگر اس معاملہ میں گو میری دلی آرزو یہی تھی کہ اس کا خیال صحیح ہو تاہم کئی طرح کے وسوسے اب بھی جی میں پیدا ہو رہے تھے؟

رات حسب معمول گرم تھی مرطوب بخارات صحن کے اوپر اٹھتے معلوم ہو رہے تھے ہوا تھم چکی تھی اور فلیٹ سٹریٹ میں گاڑیوں کی آمد و رفت کا شور مدھم اور ریزہ وار مدھم سنائی دیتا تھا؟

بگ بن کے گھڑیال نے آدھی رات کا گجر بجایا۔ پھر خاموشی چھا گئی مکان کے اوپر حصوں میں لوگ گھبرائے پڑے سوتے تھے صحن کے فرش پر

سیاہ مخمل کی طرح اندھیری چادر بچھی ہوئی تھی نکھرے ہوئے صاف آسمان پر تاروں کے الماس روشن تھے بالکل اِس طرح کا موسم تھا جیسا ہندوستان کی گرمیوں کا ہوتا ہے شاید وہ لوگ مشرق کے رہنے والے اپنی سحری طاقت کی مدد سے مشرق کا موسم بھی اپنے ساتھ ہی ساتھ لیتے آئے تھے؟

گرجا کے گھڑیال کی آخری آواز ہوا کو مرتعش کرتی ہوئی ڈوب گئی۔ فاصلہ پر کچھ اور گھڑیال ابھی اِس فرض کو ادا کرنے میں مشغول تھیں سڑکوں اور بازاروں میں گاڑیوں اور موٹروں کی نہ ختم ہونے والی آوازوں کے سوا ہر طرح خاموشی تھی

میں کھڑکی سے ہٹ کر میز کے پاس جا بیٹھا تحریر کا کام اسی طرح نا مکمل پڑا تھا اور میں چاہتا تھا کہ آج ساری رات جاگ کر اُسے ختم کر دوں لیکن میز کے پاس بیٹھا ہی تھا کہ باہر کے دروازے پر ہلکی دستک سنائی دی؛

شاید یہ میرا وہم تھا یا میری دماغ کی پریشانی کا نتیجہ یا شاید یہ بات کہ اسی دن اتفاق سے میں نے پو کی نظم "ریون" کا مطالعہ کیا تھا بہر صورت اِس آدمی کی طرح جس کا ذکر اِس نظم میں آتا ہے میں بھی دروازہ کھولنے سے متامل تھا۔

میں برآمدہ میں نکلا اِس جگہ اندھیرا تھا ایک عجیب طرح کی دہشت اِس سے میرے جی کو ہوئی کس طرح ایسے اوقات میں بالغ انسان بھی بچوں کی طرح بزدل بن جاتے ہیں؟

میں نے جلدی سے بجلی کا بٹن دبایا اور اِسکی روشنی میں بند دروازہ کی طرف دیکھنے لگا؟

ایک بار جی میں آئی تھی کہ آگے بڑھ کے دروازہ کھول دوں لیکن پھر

سوچا کہ ایسا آدمی کون ہے جو آدمی رات کو مجھ سے ملنے آیا ہوگا اور کیوں وہ گھنٹی چھوڑ کر دروازہ کھٹکھٹاتا ہے؟

میں نے اپنے کمرہ میں واپس جا کے بھرا ہوا پستول جیب میں رکھ لیا۔ دستک کی دبی ہوئی آواز پھر پیدا ہوئی اور اسکے ساتھ ہی میں نے دیکھا کسی نے اس لیٹر بکس کا ڈھکنا جو دروازہ میں لگا ہوا تھا ذرا سا اونچا اٹھایا۔

میں نے جھٹ لیمپ گل کر دیا ممکن ہے آپ مجھ کو بزدل قرار دیں تاہم میرا عذر یہ ہے کہ واقعات حال کے بعد میں زیادہ محتاط رہنا چاہتا تھا؟

دروازہ کی راہ سے نظر آنے والی روشنی کی مدھم جھلک اس بات کا ثبوت تھی کہ لیٹر بکس کا ڈھکنا اب پوری طرح اٹھا ہوا ہے یہ باہر کے لیمپ کی روشنی تھی جو اس راہ سے داخل ہو رہی تھی بڑی خاموشی سے پھر ایک بار اس کو جھکا دیا گیا اور پھر وہی ہلکی دستک سنائی دی۔

کون ہے؟ میں نے پر شور آواز میں پوچھا؟

کوئی جواب نہ ملا؟

ایک عجیب طرح کی کشش و پیچ میں میں وہیں دروازہ کے پاس کھڑا تھا کبھی خیال آتا۔ کہ یہ میرا وہم ہے اور فرضی اندیشے میرے جی کو ہراساں کر رہے ہیں لیکن پھر یہ بھی سوچ آتی کہ ممکن ہے اس میں حسن حلبی کے لشکر کی کوئی چال ہو ہر صورت میرے اعصاب کشیدہ تھے اور دل کی دھڑکن سعی ضبط کے باوجود قائم تھی۔

آدھا منٹ۔۔ یا شاید ایک اور گزرا اور اس کے بعد پھر وہی دبی ہوئی

آواز کی مدھم دستک سنائی دی؟

ایک قدم آگے بڑھکر میں نے اور بھی زیادہ پُر زور لہجہ میں آواز دی!

تم کون ہو . . . . اور کیا چاہتے ہو۔ جب تک نہ بولو گے میں دروازہ نہ کھولوں گا۔

لیٹر بکس کا دروازہ پھر ہلنے لگا اور اس کے ساتھ ہی میں نے اپنے جی میں ایک فوری فیصلہ کر لیا کسی طرح کی آواز پیدا کئے بغیر میں دروازہ کی طرف بڑھا اور پاس جا کر دو زانو بیٹھ گیا؟

ڈھکنا اب پوری طرح اونچا اُٹھ گیا تھا اس کے سوراخ کی راہ سے میں نے باہر کی طرف دیکھنے کی بہت کوشش کی روشنی میں دو آنکھیں چمکتی ہوئی نظر آئیں مگر ان کو دیکھ کر میں اس بات کا فیصلہ نہ کر سکا کہ وہ کس کی ہیں اور کون اس پُر اسرار طریقہ پر دروازہ کے ساتھ لگا ہوا کھڑا ہے؟

مگر اب میں نے تامل کو خیرباد کہنے کا فیصلہ کر لیا تھا ذرا سا اونچا اُٹھکر میں نے پستول کی نالی اس شگاف کے اندر داخل کی اور اسکے ساتھ ہی آواز دی!

جواب دو تم کون ہو ورنہ میں فیر کرتا ہوں۔

لیکن جو کوئی بھی تھا اس نے جواب دینے کی بالکل پروا نہ کی۔ البتہ . .

۳

ایک عجیب طرح کا دھواں یا غبار . . . . میں آج تک یہ فیصلہ نہیں کر سکا کہ وہ کیا تھا . . . . . . مجھے اس شگاف کی راہ سے اندر آتا محسوس ہوا۔ ایک اس طرح کا دھواں جس کی بو ہر ایک جانی ہوئی

پیڑ کے دھوئیں سے مختلف تھی ایک ثانیہ کے عرصہ میں مجھے اپنی آنکھیں ناک اور منہ بند ہوتا معلوم ہوا۔ ایک اس طرح کا گلوگیر احساس جو کھڑے ہونے اچھلنے پھٹنے احرکت کرنے کی مہلت بھی نہ دیتا تھا؟

آن واحد کے لئے ایسا معلوم ہوا کہ میرے ہاتھ پیر ٹھنڈے ہوتے جا رہے ہیں اور میں خلا کی گہرائی میں نیچے ہی نیچے گرا جا تا ہوں؟

وحشیانہ انداز سے گھوڑا دبا کر میں نے ایک دو تین فیر کئے لیکن نہ گولی چلنے کی آواز سنائی دی نہ فائر کرنے کی آگ ہی پیدا ہوئی؟

میرے خدا۔ ۔ ۔ بے بسی کے عالم میں میرے منہ سے نکل گیا یہ خیالی تھا میں نے اٹھنے کی کوشش کی اور سنبھلنے کے لئے دونوں بازو اوپر اٹھائے مگر اس کے باوجود کسی بے تھاہ گہرائی میں سینے کی طرف گر پڑا؟

باب۔ ۲۰

حجرہ زرنگار

۱

آنکھ کھلی تو۔ ۔ ۔ اے رحیم خدا! یہ کوئی خواب تھا یا جوش تخیل کی گھڑی ہوئی تصویر کیا دیکھتا ہوں۔ میں ایک چھوٹے سے کمرہ کے اندر خوشنما گدے دار صوفے پر پڑا ہوں۔ وہ کوئی بالکل ہی نئی جگہ ہے نئی طرح کی چیزیں اس میں رکھی

ہیں اُور اِسکی زیبائش بھی عجیب ہے جس کی صحیح کیفیت . . میں نہیں جانتا کس طرح بیان کر دوں؟

ایک زرد رنگ کا کمرہ جس کی دیواروں پر زرد ریشم کے پردے لٹکے ہوئے اُور فرش پر زرد ہی رنگت کا ایرانی قالین بچھا تھا لیموں کے رنگت کے چوبی فریم میں جلتی ہوئی شمع کی روشنی سبز شیشوں سے خارج ہو کر کمرہ کو نیلے پر اسرار دیتی اُور سنہرے رنگ کی میزیں جن میں سبز پتھر جڑے تھے سلیقہ و اہتمام کے ساتھ رکھی تھیں اول سے آخر تک تین ہی رنگ اِس کمرہ میں تھے ؛ ہرا، پیلا، سنہرا، اِن کے سوا چوتھا رنگ کہیں نظر نہ آتا تھا۔

میں نے آنکھیں ملنے کی کوشش کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا دکھتے ہوئے سر کو پکڑ کر دبایا لیکن یہ خواب جوں کا توں قائم تھا وہیں میری نظروں کے سامنے وُہ کمرہ اُور سامان تھا اُور میں وہیں ہیں اِس کا واحد مکیں؟

میری پشت پر دو طاق تھے جن پر مغرق لکڑی کی خوشنما مرغولیں بنی تھیں اُور طاقچوں پر سونے کے چند برتن اُور پیلی چینی کا پیالہ رکھا تھا جس صوفے پر میں پڑا تھا اِس کے گدّوں کی رنگت زرد اُور پھندنوں کے تار سنہرے تھے اِن گدّوں میں کہیں کہیں سبز رنگ کے پھول بنے ہوئے تھے؟

میں نے اِس کمرہ پُر اسرار کو پھر ایک بار سکون و اطمینان کیساتھ دیکھنے کی کوشش کی! لیکن نہ اِس میں دروازہ تھا نہ کھڑکی نہ تادان۔ ایک بالکل بند کمرہ تھا اُور اِس میں وہی تین رنگ تھے . . . ہرا؛ پیلا، سنہرا۔

مجھے اپنے صحیح الدماغ ہونے پر شبہ پیدا ہو گیا آخر یہ کونسی جگہ تھی یہ مشرقی

سامان کیا معنی رکھتا تھا اور میں کس رستہ سے اس جگہ تک آیا ؟

کمرہ کی ہوا بھاری اور کثیف تھی اور اس میں ایک عجیب طرح کی بوتیز ناپاک اور گلا گھونٹنے والی پائی جاتی تھی فی الحقیقت اس بند کمرہ کی چار دیواری دیکھ کر مجھے اس بات سے حیرت ہوئی کہ اس بدبودار گندی فضا میں کسی زندہ رہنا کس طرح ممکن ہے اور اسکے بعد دفعتاً میں نے دیکھا کہ ایک ہلکی سپید لکیر کسی پراسرار دھوئیں کی بل کھاتی ہوئی صورت میں اس مرصع اگردان سے اٹھ رہی تھی جو کمرہ کے ایک کونہ میں اونچی زردتپائی پر رکھا تھا سونے کا بنا ہوا اور جس کے پہلو میں لاتعداد فیروزے جڑے تھے جس طرح مرد بیمار اپنی چارپائی پر بیٹھا ہوا بے حقیقت چیزوں کو بھی غور کے ساتھ دیکھنے لگتا ہے اسی طرح میں دھوئیں کی لکیر کو جو اس ہرے پیلے سنہرے رنگوں کے کمرہ میں اگردان سے اٹھکر ہوا کو گندہ کرتے ہوئے پھیل رہی تھی بڑی دیر تک مسحور نظروں تک دیکھتا رہا ؟

ایک بار میں نے اٹھنے کی کوشش کی مگر کچھ اس طرح کا دماغ میں چکر آیا کہ آنکھیں خود بخود بے اختیار بند ہو گئیں کنپٹی کے پاس پرزور دھڑکن شروع ہو گئی اور میں شدت ضعف و نقاہت سے پھر وہیں صوفے پر گر پڑا میں نے ایک ہاتھ جلتی ہوئی پیشانی پر رکھا اور اسی طرح آنکھیں بند کئے چپ چاپ اور بے بس پڑا رہا کیونکہ اپنی موجودہ حالت میں میرے لئے اس کمرہ کی چیزوں کو دیکھنا اور انکی علت غائی کو سمجھنا ناممکن تھا ایک نہ ختم ہونے والے شور میرے کان میں پیدا ہو رہے تھے لیکن اس کے سوا ہر طرف خاموشی تھی کوئی آواز اس سکوت عظیم کو قطع کرنے والی بالکل سنائی نہ دیتی تھی ؟

میں نہیں جانتا کہ کب تک اس حالت میں پڑا ہوا اپنے ضعف جسمانی و دماغی پر غالب آنے کی کوشش کرتا رہا لیکن آخر کار اس خیال سے کہ کہیں اس پر اسرار مقام میں قیامت تک پڑے رہنا ٹھیک نہ ہوگا میں نے پھر ایک بار اٹھنے کی ہمت کی اور اسکے ساتھ ہی آنکھیں کھول دیں؟

۲

ایک ہلکی دبی ہوئی چیخ میرے منہ تک آکر رہ گئی کیونکہ معلوم ہوا میں اس کمرہ میں تنہا نہیں ایک دراز قد صورت ڈھیلا زعفرانی لباس پہنے پاؤں میں زرد جوتا اور سر پر سبز رنگ کی پگڑی کمرہ کے وسط میں کھڑی تھی؟

وہ ایک سپید ریش سن رسیدہ آدمی کی صورت تھی جس کا چہرہ شاہانہ سطوت اور جلال رکھتا تھا آنکھیں تیز ناک منقار عقاب کی طرح مڑی ہوئی سختی غصہ اور دبے ہوئے جوش کی تیز جھلک جس کے چہرہ پر موجود تھی؟

دونوں بازو چھاتی پر لپیٹے وہ متجسس نظروں سے میری طرف دیکھتا ہوا کھڑا رہا حتے کہ اس نگاہ تیز کے مقابلہ سے عاجز ہو کر میں نے ایک گہرا سانس لیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا؟

اور اس وقت میں نے دیکھا کہ وہ بارعب پر اسرار صورت حلقۂ شیشین کے رہبر حسن حلبی کی تھی اس جگہ بند کمرہ کے اندر پر اسرار رنگوں سے گھرا ہوا بدبودار دھوئیں کی مہک میں وہی مرد پر اسرار و ہیبت ناک کھڑا تھا لندن کی خفیہ پولیس اپنے لا محدود وسائل کے باوجود جس کی دریافت سے عاجز ثابت ہو گئی تھی۔

اِس کا سکوت دہشت خیز تھا ایک ہلکی بے معلوم لغزش مجھے اپنے اعضا میں پیدا ہوتی معلوم ہو رہی تھی؛

آخر کار بڑی دیر کے بعد وہ بولا۔ وہی نرم آواز تھی اور وہی خوشگوار سامعہ نواز لہجہ ہیں جس سے واقف تھا؟

مسٹر کوانا! اِس نے کہا۔ میں نے قصداً آپ کو اس مقام پر منگایا تھا تاکہ آپ کو آگاہ و خبردار کر دوں اِس ملک کی پولیس دنرات مجھ کو تلاش کر رہی ہے اور گو مجھ کو یقین ہے کہ وہ کبھی میری تلاش میں کامیاب نہ ہونگے تاہم یہ امرواقعہ ہے کہ میں ضرورت سے ایک پل زیادہ اس جگہ ٹھہرنا نہیں چاہتا جب وہ فرض مقدس جو میرے اِس جگہ آنے کا ذریعہ بنا تھا پورا ہو گیا تو میں فوراً رخصت ہو جاؤں گا۔

اِس کی متجسس نگاہ ایک پل کیلئے میرے چہرہ سے جدا نہ ہوئی تھی بہرحال میں خاموش رہا کوئی جواب اِس تقریر کا میرے ذہن میں نہ آسکا؟

آپ نے بڑی دور اندیشی کی کہ جوتے کو نہیں چھوا اس نے سلسلہ بیان... جاری رکھکر کہا۔ کیونکہ اگر آپ اِسکو ہاتھ لگانے کی جرأت کرتے تو یقیناً اس سزا سے محفوظ نہ رہ سکتے جو اُن سب لوگوں کو ملی ہے جنہوں نے ایسا کرنے کی حماقت کی آپ کوشش بیقین نہ ہو لیکن کوئی چیز سیٹیشن کی ہمہ بیں نظروں سے محفوظ نہیں رہ سکتی؟

اس نے دونوں ہاتھ سامنے کی طرف پھیلائے اور ایک قدم آگے بڑھا بڑی مشکل سے میں نے یہ ایک فقرہ کہا۔

اِس صورت میں اگر آپ کو معلوم ہے کہ وُہ جوتا کس کے پاس رکھا ہے تو پھر آپ کیوں نہیں اِس پر قبضہ کر لیتے،

حسن نے مشتعل لفاظوں سے میری طرف دیکھا۔

اِسلئے کہ میں اچھی طرح جانتا تھا وُہ پاک امانت کس جگہ محفوظ ہے تاہم ایک کافر کی مزاحمت کی وجہ سے اِس کو پا نہیں سکتے آپ اِس ضد کو دیکھیے محض اِس حماقت کی وجہ سے اِس کا داہنا ہاتھ ضائع ہُوا لیکن اِس پر بھی وُہ اِس سے دست بردار ہونا نہیں چاہتا۔

تو پھر مجھ سے آپ کیا چاہتے ہیں جس صورت میں وُہ جوتا ایک مرد ثالث کے پاس ہے تو اِس کا فیصلہ اِسکے اور آپ کے درمیان ہونا چاہیئے میرا اِس معاملہ سے کیا تعلق رہ گیا۔

آپ کا تعلق یہ ہے اِس نے اپنے لفظوں پر زور دیتے ہوئے کہا کہ وُہ جوتا مستقبل قریب میں پھر ایک بار آپ کے پاس پہنچے گا... سنیئے میں جھوٹ نہیں کہتا؟

اِس نے میرے کلمۂ اعتراض کو ناگفتہ ہی رکھتے ہوئے کہا قسمت کو منظور ہے کہ وُہ جوتا پھر ایک بار آپ کے پاس آئے اور اِسوقت جب وُہ اسی صندوق میں رکھا جا چکے جس کی کنجی آپ کے پاس ہے تو آپ کو لازم ہے وُہ کنجی میرے حوالہ کر دیں آپ میرا مطلب سمجھے۔

بے شک میں آپ کا مطلب سمجھ گیا یعنی مجھ کو معلوم ہُوا کہ اِس مرد پر اسرار کا مجھکو زیر حراست کر کے اِس جگہ لانے کا اصلی مدعا کیا تھا کسی نہ کسی طریقہ

پر اس کو معلوم تھا کہ وہ جوتا پھر ایک بار عجائبخانہ کے صندوق میں واپس جائیگا اور اُسوقت میرا یہ فرض ہوگا کہ اِسکی کنجی حسن حلبی کے حوالہ کردوں صورت الکار میری زندگی خطرہ میں ہوگی۔

پس میں آپ کو وہیں آپ کے مکان پر بھوا دونگا اس نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ لیکن یاد رکھیئے آپ کی زندگی ہر وقت میرے ہاتھ میں ہے بند دروازوں کے پیچھے رہ کر بھی آپ میری حراست میں آجائینگے اور اِس کے بعد کوئی طاقت آپ کو حسن حلبی کے خنجر سے محفوظ نہ رکھ سکیگی آپ کی سلامتی اسی میں ہے کہ وہ کنجی جس وقت آپ سے طلب کی جائے آپ بے دریغ اِس کو میرے حوالہ کردیں۔

اتنا کہہ کے وہ پیچھے مڑا اور ایک زرد پردہ کی اوجھل میں غائب ہوگیا ایک لمحہ کے عرصہ قلیل کیلئے میں اپنی عجیب وغریب حالت کمرہ کی پُراسرار نوعیت اور حسن حلبی کے تہدیدی الفاظ کو یاد کر کے تصویر حیرت بنا اسی جگہ کھڑا رہا کامل سکوت چاروں طرف چھایا ہوا تھا کسی دروازہ کے بند ہونے یا کھلنے کی آواز میرے کانوں میں نہیں آئی اِس کے باوجود میں اِس خیال سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا کہ کوئی راستہ اِن پردوں کی پشت پر باہر جانے کیلئے ضرور ہوگا اگر حسن حلبی اِس راہ سے باہر جاسکتا تھا تو میں کیوں اِس خوفناک مقام پر بند رہنا منظور کروں جسکی عجیب وغریب سہ رنگی کیفیت میرے دماغ میں اثر جنون پیدا کر رہی تھی؟

یہ سوچکر میں دوڑتا ہوا اسی مقام کی طرف گیا اور پردہ ہٹا کر دیکھنے لگا بے شک ایک بند دروازہ اِس جگہ واقع تھا جس کے بالائی حصہ میں ایک

چھوٹی سی سلاخ دار کھڑکی تھی اور اس کھڑکی کی راہ سے سبز رنگ کی روشنی داخل ہوتی تھی میں نے آگے جھک کر دیکھنے کی کوشش کی۔ لیکن حدِ نگاہ تک ہریالی فضا کے سوا کوئی چیز نہ دیکھ سکا۔

اور اس وقت جب میں اسی کھڑکی پر جھکا ہوا باہر کی طرف دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جب رُکے ہوئے اضطراب سے میرے سینہ میں دھک دھک کی آواز پیدا ہوتی تھی۔ جب میری آنکھیں مشتعل اور ہونٹ خشک تھے ویسی ہی تیز بو جیسی اپنے مکان کی ڈیوڑھی میں لیٹر بکس کے سوراخ کی راہ سے آئی تھی پھر ایک بار میری ناک میں آنی شروع ہوئی میں نے لوہے کی سلاخوں کو پکڑنے اور اپنا توازن قائم رکھنے کی بہت کوشش کی لیکن سبز دھند میری نظروں کے سامنے چھانی شروع ہو گئی۔ پُرشور آوازیں کانوں میں پیدا ہوئیں۔ سر کے اطراف میں درد کی تیز لہریں اٹھیں۔ انتہائی کوشش کے باوجود میں اپنے حواس بجا نہ رکھ سکا اور ہرے پیلے سنہرے پانی کے بے تھاہ سمندر میں غوطے کھاتا ہوا نیچے ہی نیچے تحت الثریٰ میں اُتر گیا......

۳

آنکھ کھلی تو میں ڈیوڑھی کے بند دروازہ کے پاس فرش زمین پر پڑا تھا خالی۔ پستول میری ناتواں مٹھی میں پکڑا ہوا اور سر میں شدت کی ٹیسیں اُٹھ رہی تھیں مشکل سے کھڑا ہو کر میں نے آنکھیں ملتے ہوئے چاروں طرف دیکھا وہی میں تھا وہی مکان وہی بند دروازہ........

"میرے خدا!" کراہتی ہوئی آواز میں میرے منہ سے نکلا "کیا وہ خواب

تھا جو میں نے دیکھا، یہ سچ حسن جلبی نے ....؟

باب-۱۲

کالی نالی

۱

خورشید ضیا تاب کی نورانی کرنیں میرے کمرہ کے ہر حصہ کو روشن کر رہی تھیں باہر چند قدم کے فاصلہ پر خلقت کا ہجوم پر شور آوازوں سے خلیبٹ سٹریٹ میں گذر رہا تھا۔ لیکن رات کے ہیبت ناک واقعات کی تصویر میری آنکھوں میں اور ان کی یاد میرے دل کے اندر موجود تھی ایک اس طرح کی دہشت خیز وحشت انگیز یاد جس سے اب بھی میرے بدن میں سردی کی لہر پیدا ہوتی اور ہاتھ پیروں میں لغزش ہونے لگتی تھی برسٹل میرے سامنے کرسی پر بیٹھا تھا مگر اسکی موجودگی بھی میرے ہراساں دل کو مطمئن کرنے سے قاصر تھی۔

معما سا واقعہ اس نے میرا بیان سننے کے بعد پر خیال انداز سے کہا۔ انتہا درجے پر اسرار۔ بے عقل کام نہیں کرتی، کہ اسے کیا سمجھا جائے۔"

"لیکن وہ مہیب زرد کمرہ ؟"

"ممکن ہے آپ کے جوش میں آئے ہوئے دماغ کی پیداوار ہو۔ اس نے بیان کیا اس میں شک نہیں یہ شخص حسن جلبی حیرت انگیز سحری طاقتوں کا مالک ہے تو

بھی آپ کا نامعلوم طریقوں کسی نامعلوم مقام پر لے جایا جاتا... کم از کم اتنا میں۔
آپ سے کہوں گا کہ آئندہ فیڈ بکس کے سوراخ کی راہ سے جھانکنے میں زیادہ احتیاط!
کیجئے گا مگر یہ ایک احتیاط کیا کر سکتی! خدا کو ہی بہتر معلوم ہے کہ وہ لوگ کن کن طریقوں
سے کیا کیا شعبدات ظہور میں لا سکتے ہیں شاید وہ غمبیشن ہی کا دھواں تھا جس کی
مدد سے ان لوگوں نے مجھ کو بیہوش کیا، اور جس طرح چند مہینے کے بعد کئی کئی طرح کے
کے خواب نظر آیا کرتے ہیں برسٹل نے پر مدعا نظروں سے میری
میری طرف دیکھا پھر کہنے لگا مسئلہ کیا تھا! وہ دھواں خواہ حشیش کا
تھا یا کسی اور چیز کا۔ اور جو واقعہ آپ کو پیش آیا وہ خواہ اصلی تھا یا فرضی۔ یہ بے اہمیت
باتیں ہیں بڑا سوال یہ ہے کہ ان سے ہماری تفتیش میں کیا مدد مل سکتی ہے کچھ..
نہیں زیادہ سے زیادہ اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ حسن علی اس وقت لندن میں ہے۔
اور وہ جوتا ارل ڈکسٹر کے پاس۔ لیکن حسن کو اس بات کا یقین ہے کہ وہ اس۔
جوتے کو پھر ایک بار واپس کر دے گا! واقعی اگر ایسا ہو تو تسلیم کرنا پڑیگا کہ حسن۔
ایک حیرت انگیز جادوگر ہے اور اس واقعہ کے بعد میری نظروں میں آپ کی حالت
زیادہ قابل رشک نہ ہوگی کیونکہ عجائب خانہ کے بکس کی کنجی آپ ہی کے پاس
رکھی ہے.....

"میری بدقسمتی سے پروفیسر ڈیننگ نے اس زحمت کو میرے گلے باندھ
دیا نہ وہ کنجی میرے پاس آتی نہ میں ان قضیوں میں پڑتا"

"میرے دل کو جس بات کا سب سے بڑھ کر رنج ہے۔" برسٹل نے
اپنے خیالات کی دھن میں کہا وہ ہمارے محکمہ کی بے بضاعتی [illegible]

حسن جلبی اس جگہ شہر لندن کی حدود کے اندر موجود ہے وہ خود محفوظ رہ کر کئی کئی طرح کے حیرت انگیز فعل کرتا ہے لیکن سکاٹ لینڈ یارڈ اپنی دیرینہ روایات کے باوجود اس کی حراست کا تو ذکر کیا اس کا پتہ پانے سے قاصر ہے یقین کیجیے مسٹر کوانا اس واقعہ پراسرار نے مجھے اپنی اور اپنے محکمہ کی کمزوریوں سے بری طرح آگاہ کر دیا ہے۔ اور بسا اوقات تو میں اپنے آپ کو ایک نوآموز سپاہی تصور کرنے لگتا ہوں......

۲

اس کی تھوڑی دیر بعد وہ اسی طرح اپنے آپ کو کوستا رخصت ہو گیا مگر میں اسکی روانگی کے بعد بھی عرصہ دراز تک سر تھامے حالات کی رفتار کو سوچنے اور سمجھنے کی کوشش کرتا رہا۔ جوشِ تخیل سے عجیب عجیب شکلیں اپنی آنکھوں کے سامنے پھرتی نظر آتی تھیں۔ بدنما بوڑھے بندر کی طرح منہ چڑاتے تھے کٹے ہوئے ہاتھ مٹھیاں کھولتے اور کستے نظر آتے تھے اور ریتز جاتا تو آنکھوں کے سامنے رقص کناں پھرتے تھے۔ کبھی حسن جلبی کی وجیہ صورت کبھی ارل ڈکسٹر کا استخوانی چہرہ، اور کبھی اس۔ پراسرار حسینہ کا زمینا کی نافرمانی آنکھیں نظر آتیں اور اس سلسلہ میں دماغ ان کی جداگانہ شخصیتوں کے اسرار کی طرف پھر جاتا یعنی ایک کی ساحرانہ قابلیتوں دوسرے کے ڈھلتے ہوئے عروج اور تیسری کے سانحی حالات کی طرف کس طرح ہر بار جب وہ اس حیرت انگیز ناٹک میں پارٹ کرنے نکلی تو ناگفتہ رنج و تعب آفت و مصیبت کا پیش خیمہ بنی دل نے ملامت کرنی شروع کی۔ کہ کیوں ایسے حالات میں وہ وعدہ خاموشی جو بے خبری میں کیا تھا اس کی ۔

مجرمانہ مصروفیتوں سے واقف ہونے کے بعد بھی قائم رکھا گیا کیا یہ حماقت نہ تھی! کیا یہ اس کے جرم کی اعانت نہ تھی... مگر اس کے باوجود میں مجبور تھا اس کے بارہ میں۔ میرے ہونٹ بے اختیاری کے ساتھ بند تھے.....

دروازہ پر لگی ہوئی گھنٹی کی آواز نے مجھے خیالات کی الجھن سے چونکا دیا میں اٹھا اور اس طرح کی نیم یقینی حالت میں گویا مجھے اس کی آمد کا انتظار تھا یہ سوچتا ہوا کہ اب اس کے روبرو مجھے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ میں نے باہر جاکے.... حسن جلبی کو دروازہ کھول دیا۔

وہ اہلِ مغرب کے بے عیب لباس میں ملبوس تھا۔ مگر اس کے سر پر وہ ہی سبز پگڑی تھی۔

میرا یہ کہنا کہ اس کو دیکھ کر میری طاقت گویائی سلب ہو گئی۔ غالباً مبالغہ پر محمول نہ کیا جائے گا۔

فی الحقیقت اس کو دروازہ کے باہر کھڑا دیکھ کر مجھ کو ایسا معلوم ہوا کہ جدید لندن سینما کی چھپتی ہوئی تصویر کی مانند نظروں سے غائب ہوتا جا رہا ہے اور میں یا تو داستان الف لیلا کی پُر اسرار شخصیتوں میں سے ایک بن گیا ہوں یا افسانہ الو زید کے اوراق زندہ صورت میں میرے چاروں طرف پھیلے ہوئے ہیں اس نے ایک انگلی ہونٹوں سے لگاتے ہوئے دبی آواز سے کہا دیکھئے! میں جو کہتا ہوں اس کے مطابق عمل کیجئے!

اس کے دستانہ میں چھپے ہوئے ہاتھ میں کوئی چیز تھی جو بادی النظر میں آبنوسی چھڑی معلوم ہوئی لیکن بعد ازاں جب میں نے اس کو اچھی طرح دیکھا

تو معلوم ہوا۔ ایک سیاہ رنگ کی پتلی نالی ہے؟

موت میرے ہاتھ میں ہے اس نے نظر پر جارہی رکھتے ہوئے کہا۔ سیدھے خبردار آہستہ سے آگے چلیئے میں ساتھ ساتھ آتا ہوں؟

میرا دماغ کام کرنے سے عاجز تھا حالات کا غیر حقیقی ہونا ہر قدم پر واضح ہوتا جارہا تھا اس آدمی کی طرح جس پر ہپناٹزم کا عمل کر دیا گیا ہو میں اس خوفناک ملاقاتی کو ساتھ لئے پھر اپنے کمرہ میں آگیا؟

وُہ میرے بالمقابل میز کے پاس بیٹھ گیا وہی پُراسرار کالی نالی اس کے پاس تھی۔

نامعلوم اندیشے جانے ہوئے خطروں کے مقابلہ میں کتنے بھیانک اَور عظیم ہوتے ہیں اگر کوئی یورپین بھرے ہوئے پستول سے مسلح اسی طرح آکے مجھے مجبور کرنا چاہتا تو یقینی طور پر میں اسکے مقابلہ کی کوشش کرتا فی الحقیقت اگر وُہ حسن حلبی کی طرح میرے بالمقابل بیٹھا ہوتا تو موقعہ پاکر میں بجلی کے لمپ یا کرسی یا کسی اَور چیز سے جو میرے ہاتھ میں آجاتی ضرور اس پر حملہ کرتا لیکن . . .

اس ہیبت ناک پُراسرار انسان کے مقابلہ میں جس کی نادیدہ طاقت وسیع امکانات رکھتی تھی اس حیرت انگیز کالی نالی کے مقابلہ میں جس کی حقیقت پردہ راز میں پوشیدہ تھی میں اس بچہ کی طرح بے بس تھا جو ہاتھ ہلانے کی طاقت بھی نہیں رکھتا۔

عنقریب ایک عورت اس نے دبے ہوئے لیکن صاف لہجہ میں کہنا شروع کیا آپ سے ملنے کیلئے آئیگی جس کو آپ اچھی طرح جانتے ہیں میں چاہتا ہوں وُہ . . . ملاقات میرے سامنے ہو۔

اس کی تیز عقابی آنکھوں میں جوش کی آگ شعلہ زن تھی اس کا چہرہ مجذوبیت کی سرخی لئے ہوئے تھا؟

آہ وہ آگئی ... وہ آتی ہے دفعتاً اس نے کہنا شروع کیا وہ ڈیوڑھی سے گزر کر سیڑھیوں پر چڑھنے لگی ہے جب میں اس کو دروازہ کھولنے کو کہوں گا یاد رکھئے میں آپ کے ساتھ ہی ساتھ رہوں گا؟

دروازہ کی گھنٹی بجنے لگی۔

اس بات کو اچھی طرح جانتے ہوئے کہ سیاہ نالی کا منہ میرے سر کی پشت پر پھرا ہوا ہے میں نے جا کر دروازہ کھول دیا نئی تنی ترکیبیں اس بڑھتی ہوئی الجھن سے نکلنے کے بارہ میں میرے دل میں پیدا ہو رہی تھیں اگرچہ ایک بھی ایسی نہ تھی جو تسلی بخش ہوتی؟

دروازہ کے باہر ایک نوجوان خاتون کھڑی تھی سادہ سفید فراک جسکے سڈول بدن پر چستی سے کس ہوا تھا امریکن ساخت کی سپید سٹرا ہیٹ اسکے سر پر اور لمبی سپید نقاب ٹوپی کے پیچھے سے لٹکی ہوئی تھی مجھے دیکھ کر اس نے اسے اوپر کو ہٹا دیا وہی رُوئے روشن تھا اور وہی نہ بھولنے والی آنکھیں اسرخ دہانہ کے اطراف میں گو ایک ہلکی لکیر شدت فکر و غم کی نظر آتی تاہم اسکی آنکھوں میں روح کے نہ بجھنے والے چراغ کی وہی تیز روشنی اسی طرح نمودار تھی؟

مسٹر کوانا! اس نے پرسکون لہجہ میں کہنا شروع کیا اس قصہ کو ختم کرنے کی ایک ہی صورت ممکن ہے میں اس آدمی کی طرف سے آئی ہوں جسکے پاس جو تا ہے اور وہ اسے واپس کرنے کو تیار ہے بشرطیکہ اس کا معاوضہ

لیے دے دیا جائے ؟

آواز حسب معمول دلکش لیکن تقریر پراسرار تھی بظاہر وہ کوئی ایسی بات کہنا نہ چاہتی تھی جو خود اسکے لئے کسی طرح کی الجھن پیدا کرنے والی ہو!

اندر آجائیے میں نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

حیرت انگیز سکون کے ساتھ وہ دروازہ میں داخل ہوئی اور اس سے چند قدم آگے۔۔۔ میرے دوسرے ملاقاتی کو دیکھکر ٹھٹک گئی۔

حالت واقعیت سے بعید کسی ناٹک کے سین سے مشابہ تھی۔

اس دراز قد پرشکوہ ایشیائی کے سامنے مرعوب و مسحور سہمی ہوئی نظروں سے وہ ایک ایک قدم ہٹنے لگی اور اسی طرح دیوار سے پیٹھ لگا کے کھڑی ہوئی۔ اس نیم تاریکی میں بھی جو اس جگہ پھیلی ہوئی تھی میں اچھی طرح دیکھ سکتا تھا کہ اس کا چہرہ تن گیا اور زرد تھا اب وہ اس کا اگلا سکون اور اطمینان بالکل۔۔۔ جواب دے دیا گیا؟

میرے خدا! اس نے کراہتے ہوئے کہا" تم!۔۔۔ تم!

پراسرار سیاہ نالی کو اسی طرح ہاتھ میں پکڑے حسن نے اس کو اندر آنے کا اشارہ کیا وہ میرے پاس کھڑی تھی مگر اسکی آنکھیں حسن کے چہرہ پر لگی ہوئی تھیں میں نے ذرا جھک کر اس کے کان میں کہا!

میرا پستول میز کے بائیں خانہ میں بھرا ہوا رکھا ہے اندر جا کے نکال لو!

میرا خیال ہے وہ ان الفاظ کا مطلب سمجھ گئی ہوگی کیونکہ بدستور حسن کی طرف گھورتے ہوئے وہ آہستگی سے کمرہ کی طرف ہٹنے لگی میں بھی اسکے ساتھ ساتھ ہولیا اور

حسن ہم دونوں کے پیچھے آنے لگا مگر دروازہ کے پاس پہنچکر وہ ٹھہر گیا ایک طرف میں اور کارنیٹا اور دوسری جانب وہ ہم تینوں بالمقابل کھڑے تھے؟

مجھ کو معلوم ہے کہ آپ اس نے صاف صحیح انگریزی میں ہلکے دبے ہوئے لہجہ میں کہنا شروع کیا مسٹر کوانا! کی معرفت اس مقدس جوتا کے بارہ میں سمجھوتہ کرنے آئی ہیں اور اس سلسلہ میں آپ کے ساتھی مرد نے مجھ سے اس کا معاوضہ بھی طلب کیا ہے۔۔۔ کیا یہ صحیح ہے؟

اس کا چہرہ شاہانہ سطوت سے بارعب اور پر جلال تھا اسکی آنکھیں غصہ کے جوش سے چمکی ہوئی تھیں

اس مردک نے" اس نے غصہ میں بھر کر کہا؟ اس جوتے کی وجہ سے عبرتناک سزا پائی یعنی اس کا داہنا ہاتھ ضائع ہوا مگر افسوس اس نے کوئی سبق حاصل نہ کیا اب بھی اسے ہوش ہو جائے تو بہتر ورنہ اسکی زندگی خطرہ میں ہے اور پھر دفعتاً۔ ٹھہرو! تم کہاں جاتی ہو میز کے پاس جانے کی کوشش نہ کرو!

میں فرط حیرت سے کانپ گیا یا تو یہ شخص واقعی جادوگر تھا یا اس نے وہ دبے ہوئے الفاظ جو میں نے کارنیٹا سے کہے سن لئے تھے؟

سلسلہ تقریر جاری رکھ کر اس نے کہا!

میں اگر چاہوں تو تم دونوں کو اس جگہ کھڑے کھڑے جان سے مار سکتا ہوں کسی کو معلوم نہ ہوگا کہ تمہاری موتیں کس طرح واقع ہوئیں مگر میں بے سبب کسی کے خون سے ہاتھ رنگنا نہیں چاہتا یہ بات مجھ کو معلوم تھی کہ تم دونوں آپس میں ملوگے اور اس ملاقات کا مقصد بھی مجھ سے پوشیدہ نہ تھا پس یہی بہتر ہے کہ تم

لوگ تقدیر کے سامنے جھکنا منظور کرو اور وہ مزاحمت جو کرتے رہے ہو ترک کر دو!

اس نے مشتعل نظروں سے میری طرف دیکھا اور کہنے لگا؟

کل دوپہر سے پہلے وہ جوتا پھر اسی مقام پر پہنچ جائیگا جس سے اس مرد سیاہ کار نے اسکو چرایا تھا۔ اس کا حال مجھ کو معلوم ہے اور جس طرح میں کہتا ہوں اسی طرح ہوگا دو کنجیاں اس صندوق کی ہیں آپ کو چاہیئے ایک میرے حوالہ کر دو اور دوسری جس کے پاس ہے رہنے دو مگر اس سے یہ کہہ دو کہ وہ اس بارہ میں خاموش رہے ورنہ اسکی اپنی زندگی خطرہ میں ہوگی!

اس نے سیاہ رنگ کی نالی میری پیشانی کی طرف پھیر دی اور اسکے بعد دبے ہوئے جوش کے ساتھ کہنے لگا۔

لائیے۔ وہ ایک کنجی جو آپ کے پاس ہے میرے حوالہ کر دیجئے؛

کارنیشا دونوں ہاتھ تشنجی انداز سے جوڑے کبھی میری طرف اور کبھی حسن کی نالی کی طرف دیکھتی تھی میرا گلا خشک ہو گیا لیکن ہمت سے جی کڑا کر کے میں نے کہا!

معاف کیجیے۔ آپ علیم و خبیر ہونے کا دعوے تو کرتے ہیں مگر اتنی سی بات آپ کو معلوم نہیں کہ دونوں کنجیاں میرے بنک میں رکھی ہوئی ہیں!

اس کی آنکھوں میں طوفان عظیم کے آثار نظر آنے لگے یہ حالت دیکھکر میرے پاؤں تلے سے مٹی نکلنی شروع ہوئی معلوم ہو گیا کہ اب میری زندگی کا خاتمہ ہے جس قدر استقلال اور دلیری کے ساتھ ممکن تھا میں نے سوچنا کہ اس پراسرار موت کا جو سیاہ نالی کے دہانہ میں چھپی ہوئی تھی انتظار کرنا شروع کیا؟

بازار میں راہ چلتے لوگوں کی آوازیں کا شور کھلی کھڑکی سے کمرہ میں داخل

رہو رہا تھا ۔ صرف چند قدم کے فاصلہ پر مہذب دنیا مقررہ طریقوں پر عمل کرتی ہوئی اپنے کاموں میں مصروف تھی مگر کتنے آدمی ایسے تھے جو واقف ہونے پر بھی اس واقعہ پراسرارگی و رستی کو تسلیم کر سکتے جو اس جگہ میرے کمرہ میں پیش آ رہے تھے!

دفعتاً بازار کے مدھم شور سے اونچی اور صاف ایک اور آواز سنائی دی میں نہیں کہہ سکتا وہ کیسی آواز تھی لیکن اگر کسی چیز سے اس کی مشابہت ممکن ہے تو کہنا پڑیگا کہ وہ بہت دور فاصلہ پر بجنے والی گھنٹی کی آواز سے ملتی تھی۔

حالات مابعد کی بنا پر میں خیال کرتا ہوں کہ وہ کسی آنے والے خطرہ کا اشارہ تھا بہرحال اسے سنتے ہی حسن نے پراسرار نالی جو اسکے ہاتھ میں تھی اچکالی اور کھلی کھڑکی کی طرف جا کر دیکھنے لگا :

میں اسی موقعہ کا منتظر تھا نتیجہ اور انجام سے لاپرواہ ہو کر میں بے خبری میں اس پر ٹوٹ پڑا!

یہ بات مجھ سے چھپی ہوئی نہ تھی کہ وہ ایک مرد مجذوب خطرناک مذہبی دیوانہ ہے اور یہ بھی مجھ کو معلوم تھا کہ اس جدوجہد میں ایک ہی آدمی زندہ رہ سکتا ہے باوجود اس پر بھی میں نے اس موقعہ سے فائدہ حاصل کرنے میں تامل نہیں کیا اسکو پیچھے سے پکڑ کر میں نے بے تحاشا ایک دو تین گھونسے اس کی پیٹھ پر بغلوں میں اور دل کے پاس مارے اور اسکے بعد جب وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا تو اس نالی کو جسکی نامعلوم دہشت میرے جی کو ہراساں کر رہی تھی اس کے ہاتھ سے چھیننے کی کوشش کی؟

ہماری اس جدوجہد کے دوران میں نافرمانی آنکھوں کی نازنین نے دہشت

آمیز چیخیں مارنی شروع کیں لیکن اسکی یا اس چیخوں کی آواز سنکر آنے والی خلقت کی پرواہ نہ تھی حسن جلبی کو میں نے دیکھا اس بڑھاپے میں بھی تیندوے کی چستی اور شیر کی طاقت اپنے اندر رکھتا تھا اس نے فوراً ہی مجھ پر قابو پا کر وہ نالی میرے ہاتھ سے چھین لی اور اس کے بعد مجھے زور سے دھکا دیکر ایک طرف کو گرا دیا پھر رستہ میں بکھرے ہوئے سامان کو گراتا اندھا دھند دروازہ کی طرف بھاگا!

جاتے جاتے اس نے چند الفاظ مجھ سے کہے مگر اپنے بڑھتے ہوئے اضطراب کی وجہ سے ان کا مطلب نہیں سمجھا بہرحال اتنا میں نے دیکھا کہ بپھرے ہوئے حیوان کی طرح اس کے دانت ہونٹوں سے باہر نکلے ہوئے اور چال اس دہشت زدہ ہاتھی کی طرح تھی۔ جو رستہ کی ہر ایک مزاحمت کو نظر انداز کر کے دوڑتا ہو۔

تھرتھراتا ہوا میں بمشکل اپنی جگہ سے اٹھا۔ مگر اتنے میں باہر کا دروازہ پُر زور آواز کے ساتھ بند ہو چکا تھا۔

دہلیز کے پاس اسل ڈکسٹر کی ساتھی نازنین۔ وہی پُر اسرار آنکھوں والی خاتون جس نے ایک رات مجھے دیوار کے ساتھ باندھا تھا۔ دہشت مجسّم بنی ہوئی کھڑی تھی صرف ایک نظر اس نے میری طرف دیکھا اس کے بعد وہ بھی آتے ہوئے رم کردہ کی رفتار سے باہر کی طرف بھاگی۔

دروازہ بند ہونے کی آواز پھر سنائی دی۔ یہ اس کے رخصت ہو جانے کی علامت تھی۔

حیران و ششدر میں کھڑکی کی طرف دوڑا۔ اور صحن کی طرف دیکھنے لگا میری نظروں

کے سامنے دھکیل دی۔ اور دریا کی طرف مڑ کر نظروں سے غائب ہو گئی۔

۳

ایک دراز قد صورت سامنے سے آرہی تھی۔ حسن جلبی اس کے پاس ہو کر گذرا برسٹل نے ایک سرسری نظر اس پر ڈالی۔ اس کے بعد مکان کی طرف بڑھا۔

"برسٹل! "میں نے زور زور سے ہاتھ ہلاتے ہوئے آواز دی" اسے روکو۔۔۔ یہ حسن جلبی ہے!"

برسٹل کے علاوہ وہ کئی لوگ اور بھی حسن کی غائب ہوتی ہوئی صورت کے پیچھے دوڑے۔ مگر جلد ہی مایوس ہو کر رہ گئے۔

وہ مرد پُر اسرار نہ معلوم کدھر غائب ہو گیا۔

باب ۔ ۲۲

واپسی

۱

دوسرے دن دوپہر کو میں اور برسٹل عجائب خانہ کی طرف جا رہے تھے مطلع ابر آلود تھا اور پانی کی بھیگی ہوئی سرد ہوا چل رہی تھی ہم دونوں پیدل ہی باتیں کرتے جا رہے تھے

"دو باتیں یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہیں" برسٹل نے دوران گفتگو میں کہا "ایک

یہ کہ جوتا اصل ڈکسٹر کے پاس ہے اور دوسری یہ کہ ڈکسٹر کا پتہ حسن جلبی کو معلوم ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ عیاری میں کسے کس پر ترجیح دوں۔ ایک جانب حسن ہے کہ کل نظروں کے سامنے ہوا میں غائب ہو گیا۔ اور دوسری جانب ڈکسٹر جو لندن میں موجود ہے خفیہ پولیس کی جمعیت جایا اس کو ڈھونڈتی پھر رہی ہے مگر اس رات کے بعد جب وہ اپنے ماٹر لو روڈ والے مکان سے رنیٹا کے ساتھ رخصت ہوا تھا کوئی سراغ......

کوئی چھوٹے سے چھوٹا سراغ بھی اس کا نہیں ملا۔ اس میں شک نہیں۔ لندن ایسے شہر میں کوئی آدمی دنوں یا ہفتوں مکان کی چار دیواری میں بند رہ کے پولیس کی نظروں سے بچ سکتا ہے۔ تاہم دن میں سہ پہر کو یا رات ہی کے اندھیرے میں وہ کسی نہ کسی وقت ہوا خوری کے بہانے ضرور باہر آتا ہوگا افسوس ہمارے کسی آدمی نے اس کو نہ دیکھا"... اور پھر ٹھہر کر "کاش میں کل اسی وقت موجود ہوتا جب وہ عورت کارنیٹا آپ کے مکان پر آئی تھی۔

"مجھ کو جو بات حیران کر رہی ہے وہ یہ ہے" میں نے برسٹل کے جواب میں کہا کہ یہ آدمی اصل ڈکسٹر کیونکہ اس وقت تک ہشیشین کے حملے سے محفوظ رہا میں اس کی ہمت کی داد دئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کتنا جری آدمی ہے کہ ہر وقت جوتے کو ساتھ لئے پھرتا ہے"

"مگر جرأت اور بے خوفی کی بھی انتہا ہونی چاہئے اس نے جوتے کو عجائب خانہ سے چرا کے نہ صرف اپنے پاس رکھا بلکہ اس کی بنا پر سودے کرنے بھی شروع کئے میرے خیال میں پہلے اس کا ارادہ آپ کی وساطت سے افسرانِ عجائب خانہ سے گفت و شنید کرنے کا تھا اور اسی مطلب کے لئے اس نے عورت کارنیٹا کو آپ کے

پاس بھیجا تھا۔ مگر اس میں ناکام رہنے کے بعد اب اس نے براہ راست ایک چٹھی ان کے نام لکھی ہے۔ گو احتیاطاً اس میں اپنا پتہ درج نہیں کیا۔"

اسی چٹھی کو دیکھنے جو ارل ڈکسٹر نے مہتمم عجائب خانہ کے نام لکھی تھی۔ ہم اس وقت جا رہے تھے۔

"مزید یہ بھی دیکھئے" برسٹل نے تقریر کرتے ہوئے کہا "کہ اس خط و کتابت سے پہلے اس نے براہ راست حسن جلبی سے بھی سمجھوتہ کرنے کی کوشش کی تھی مجھے یہ سوچ کر حیرت ہوئی ہے کہ اسے اس کا پتہ کیونکر معلوم ہوا۔ غور کیجئے سارا اسکاٹ لینڈ یارڈ جس کا پتہ پانے سے قاصر رہا۔ ارل ڈکسٹر نے اس کو ڈھونڈ لیا۔"

"کیا وہ مثل آپ نے نہیں سنی جو ہم جنسوں کی پرواز کے بارہ میں مشہور ہے"

"لیکن وہ ہم جنس بھی تو نہیں ہیں" برسٹل نے لفظوں پر زور دے کر کہا۔ ایک عہد حال کی مغربی پیداوار۔ دوسرا مشرق کے افسانہ و رومان کا مجموعہ پھر دونوں ایک دوسرے کے دشمن۔ یقین کیجئے اگر یہ آدمی ڈکسٹر حسن جلبی کے ہاتھ آجائے تو وہ اسے کبھی جیتا نہ چھوڑے۔ ارل ڈکسٹر ہی ہے جو اس کا مقابلہ کرتا ہوا اس بچا پھرتا ہے۔"

۲

عجائب خانہ کی ڈیوڑھی میں موسٹن ہمارا منتظر تھا۔

وہ ہمیں اپنے ساتھ دفتر میں لے گیا۔ اور میز پر رکھے ہوئے خانوں میں سے ایک میں ہاتھ ڈال کر ایک چھٹی لکھنے کا تختہ کا غذ نکالا جس کا مضمون ٹائپ شدہ تھا۔

برسٹل نے اسے کھول کر میز پہ پھیلایا اور شوق انداز سے پڑھنے لگ گیا تھا۔

جناب من! اس مقدس جوتے کے بارے میں جسے پروفیسر ڈیننگ نے آپ کے ہاں رکھوایا تھا اور جو اس کے بعد پُراسرار طریقہ پر غائب ہوگیا میں آپ کو اس قسم کی واقفیت بہم پہنچا سکتا ہوں جس سے اس کی بازیابی ممکن ہے۔ چونکہ یہ تفتیش..... خطرناک اور مہنگی ہے اس لئے میں اس کام کو معاوضہ لے کر ہی کر سکتا ہوں اس کے لئے میری فیس دس ہزار پونڈ ہوگی احتیاطاً درخواست کرتا ہوں کہ اس گفت وشنید کی اطلاع ان مشرقی لوگوں کو نہ ہو جو کسی نہ کسی طریقہ پر اس جوتے کو واپس لے جانے پر تلے ہوئے ہیں میں اپنا پتہ قصداً حذف کرتا ہوں۔ بہرحال اگر آپ کو میری شرطیں منظور ہوں تو اس خط وکتابت کو اخبار ٹائم کے ذاتی کالموں میں جاری رکھا جا سکتا ہے اگر آپ چاہیں تو اس کا جواب اسی ذریعہ سے دیں۔

آپ کا صادق ارل ڈکسر

تلخ تبسم کے آثار برسٹل کے ہونٹوں پر نمودار ہوئے۔

"مسٹر کوانا!" اس نے کہا اس آدمی کی جرأت دیکھئے خود ہی اس نے جوتے کو عجائب خانہ سے چرایا اور اب خود ہی جاسوس بننا چاہتا ہے شاید وہ بھول گیا کہ اس کا کوٹ ہوا ماہنامہ ہاتھ اب تک یارڈ میں محفوظ ہے اور وقت ضرورت پر اس کے برخلاف بطور شہادت استعمال ہو سکتا ہے۔ برسٹل اور موسٹن ایک طرف کو چلے گئے تھے لیکن میں وہیں کھڑا متعجب نظروں سے ایکسٹن رسیدہ ڈوبلی کو دیکھ رہا تھا جس نے ڈھیلا کوٹ پہنا ہوا تھا خاص ہی قسم کا آدمی تھا۔ اچھی طرح دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ جو کچھ مجھ کو نظر آیا وہ اصل وہم تھا۔ کیونکہ اب کوئی نورانی ہالہ اس کے سر یا چہرہ کے گرد موجود نہ تھا۔ اور اس کی صورت بھی حسن چلپی کی صورت سے مختلف تھی۔

برسٹل اس وقت کمرے کے دوسرے سرے پہ کھڑا تھا۔ "وقت" اس نے

اپنے پیچھے مڑ کر دیکھا اور اس کے بعد میں نہیں جانتا کیوں وہ موسٹن کو اسی جگہ چھوڑ کر تیز چلتا دروازہ کی طرف بڑھا ممکن ہے اس کی تیز مجسس نگاہ نے کوئی ایسی چیز دیکھی ہو جسے میں نہ دیکھ سکتا تھا بہر حال جس انداز سے وہ دروازہ کی طرف آ رہا تھا اس سے معلوم ہوا کہ اسی بڈھے کا پیچھا کرنا ہے جو اس دوران میں دروازہ سے گزر کر پاس والے کمرہ میں پہنچ چکا تھا

یہ حالت دیکھکر برسٹل نے دوڑنا شروع کیا؟

بڈھے نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور اس کے بعد چشم زدن کے عرصہ میں جبکہ پر شور اعتراضی نعرے متحیر تماشائیوں کی طرف سے بلند ہو رہے تھے برسٹل نے جھپٹ کر اس کو جا لیا۔

اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ اس تیزی کے ساتھ اس قدر کم عرصہ میں پیش آیا کہ میں جو موقعہ واردات پر موجود اور سب کچھ دیکھ دیکھ رہا تھا بہ مشکل اس کا صحیح حال بیان کر سکتا ہوں آن واحد کے لئے وہ ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہوئے اور قریب تھا کہ بڈھا برسٹل کی آہنی قوت کے مقابلہ میں فرش زمین پر آ رہتا کہ دفعتاً ایک تیز وار کی آواز کے ساتھ جو کسی کند آلہ سے کیا گیا تھا حملہ آور ہی مغلوب ہوا چنانچہ دوسرا نظارہ جو میں نے واقعات کی اس فلم میں سینما کی تیزی رفتار سے پیش آتے دیکھا یہ تھا کہ مرد ضعیف جوش سے ہانپتا برہنہ سر سیڑھیوں کی طرف دوڑا جا رہا تھا اور شور وغل کی آواز چاروں طرف ایک ساتھ بلند ہونے لگی تھیں

اس سے پہلے کہ میں ان واقعات کا مطلب سمجھ سکتا برسٹل جس کا چہرہ لہولہان تھا۔ سہارے کے لیے میرا ہاتھ پکڑ کے لڑکھڑاتا ہوا اُٹھا اور رُکتی ہوئی آواز سے کہنے لگا۔

لینا! پکڑنا! جانے نہ پائے... کیا آپ نہیں دیکھتے وہ ارل ڈکسٹر ہے!

۳

میری بہادری کا تو یہ عالم تھا کہ ایک قدم اس کے پیچھے نہ اُٹھ سکا البتہ موسٹن ابرٹن کے دوسرے سرے سے دوڑتا ہوا امریکن چور کے تعاقب میں گیا مگر ڈکسٹر کے پیروں میں نہ معلوم بجلی تھی یا جادو کے پر لگے تھے کہ وہ اتنے ہی میں غائب ہوگیا۔ سیڑھیوں کے سرے پر وہ کیپ دار کوٹ ملا جس میں ڈکسٹر نے اپنا دست بریدہ بازو اس صفائی کے ساتھ چھپایا تھا اور ایک جانب کمرہ میں مصنوعی بالوں کی ٹوپی اور نقلی داڑھی موچھیں بھی پڑی مل گئیں

موسٹن کے جانے کے بعد جب کچھ اور تماشائی اس مقام کی طرف آئے جہاں برسٹل میرا سہارا لیئے کھڑا تھا تو اس نے ان کو حکم دیا!

مہربانی سے سب آدمی باہر چلے جائیں میں کمرہ خالی کرانا چاہتا ہوں

حاضرین نے اس کے چہرہ کو متحیر نظروں سے دیکھا مگر اس نے ایک ہاتھ میں رومال پکڑے خون بند کرنے کی کوشش کرتے ہوئے پھر وہی حکم دہرایا۔ اس کی سرکاری حیثیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے کسی کو اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہو سکی اور سب لوگ پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتے رخصت ہو گئے؟

برٹن رءم سے آخری آدمی کے رخصت ہو جانے کے بعد برسٹل نے کانپتی ہوئی اُنگلی سے اِس فلٹ ٹوپی کی طرف اشارہ کیا جو پاس ہی فرش زمین پر پڑی تھی یہ وُہی ٹوپی تھی جو ڈکسٹر نے پہن رکھی تھی مگر اِس کے پہلو میں ایک چیز اور تھی کوئی مغالطہ جس کے بارے میں نہ ہوسکتا تھا یعنی وہی مقدس جوتا!

پہلی بار اِس کو ٹوپی کی اوجھل میں پڑا ہوا دیکھ کر میں بے تابانہ اِس کی طرف بڑھا لیکن برسٹل نے آواز دی!

خدا کے لئے دُور رہیئے کمرہ فی الحال بند کرا دیا جائیگا کیونکہ میں ملزم کا پیچھا کرنا چاہتا ہوں!

مگر اسکی تنبیہہ غیر ضروری تھی اِس جوتے کے بارہ میں جانتے ہوئے حالات کو پیش نظر رکھ کر کس طرح ممکن تھا کہ اسے چھُونے کی جرأت کرتا۔

وہیں گز بھر کے فاصلہ پر کھڑا میں اِس کو دیکھا کیا؟

باب ۲۳

تین پیغام

۱

میں ہوٹل اسٹوریا کی ڈیوڑھی میں کھڑا تھا؟

سیزان کا زور ہونے سے لاتعداد مسافر اِدھر سے اُدھر جا رہے تھے مگر میں خوش تھا کہ مصلحت وقتی کے لحاظ سے میں اِس ہوٹل میں جو امریکی سیاحوں میں اِس قدر مقبول ہے اپنے لئے ایک کمرہ حاصل کرنے میں... کامیاب ہو گیا ہر لحظہ، بھری ہوئی لفٹیں اوپر کی منزلوں سے اُترتی اور چڑھتی تھیں کچھ لوگ گائیڈ بکیں خریدتے تھے کچھ اور برج لندن قلعہ ونڈسر، قومی نگارخانہ، عجائب گھر، کیو باغات، اور ایسے ہی اور تفریحی مقامات کی سیر کا فکر کر رہے تھے؟

فوجی شباہت کے دراز قد افسر نے جو میرے پہلو میں کھڑا تھا پُر اسرار تبسم پیدا کرتے ہوئے مجھ سے کہا۔

غالباً اِس جگہ آپ ہر طرح محفوظ رہیں گے۔

میں نے تکتی ہوئی نظروں سے دیکھا؟

مسٹر برسٹل! آپ کا محکمہ بہت ہی کمزور ہو گیا ہے کہ مجھے اپنی حفاظت

کے لئے مکان چھوڑ کر اس جگہ رہنے پر مجبور ہونا پڑا! خیال فرمائیے!.... خلقت کے اس ہجوم میں کتنے آدمی ہونگے جو اس بات کو قابل یقین سمجھیں کہ فلیٹ اسٹریٹ ایسی بارونق آبادی میں کوئی شخص اتنا ہی غیر محفوظ ہو سکتا ہے جتنا کسی دُور افتادہ ویرانہ میں. مثال کے طور پر اگر میں اس مالدار امریکن سیاح سے جو کھڑا ہوا سگار مول لیتا ہے. یہ کہوں کہ میں چند مشرقی مجذوبوں سے ڈر کر جن کا تعلق اُس جماعت سے ہے جسکی بنیاد... گیارہویں صدی میں ڈالی گئی تھی اپنے گھر سے نکلا ہوں تو کیا وہ اسے قابل یقین سمجھے گا؟

نہیں! برسٹل نے جواب دیا. میں خود بھی اگر اس بعید از فہم مقدمہ سے بے تعلق ہے تو ایسی باتوں کو ہر گز قابل یقین سمجھو!

حقیقی معنوں میں میری اس وقت کی حالت ناقابل رشک تھی!

مقدس بونے کے پھر ایک بار عجائب خانہ میں پہنچ جانے کے ساتھ میری ناچیز ہستی انہی خوفناک زرد چہرہ پر اسرار انسانوں کے نرغہ میں گھر گئی تھی زندگی جنگلے رہئے ایک پیشہ بے مقدار سے بھی زیادہ بے حقیقت تھی اتنی دہشت مجھے اِن لوگوں کی طرف سے تھی کہ حفاظت کی اور کوئی صورت نہ دیکھکر میں اپنے دوست برسٹل کے مشورہ سے ہوٹل اسٹوریا میں اُٹھ گیا جس کی دن رات قائم رہنے والی چہل پہل میں میں اپنے بچاؤ کی صورت تلاش کرنے پر مجبور تھا آپ لوگ جو اس داستان عجیب کو پڑھ رہے ہیں شاید اعتراض کریں کہ کیوں نہ پولیس نے وہیں میرے فلیٹ اسٹریٹ والے مکان پر حفاظت کا بندوبست کر دیا تو میں اس کا جواب کیا دوں - لندن

ایسے شہر کی پولیس کے بارہ میں جس کو دنیا بھر میں نمونہ خیال کیا جاتا ہے۔ یہ ... اعتراف باعث رنج و تکلیف ضرور ہے تو بھی امر واقعہ سمجھ کے عرض کرنا پڑتا ہے کہ اس پُر اسرار جمعیت کے مقابلہ میں جو حسن حلبی کی سرپرستی سے حیرت انگیز وارداتیں کر رہی تھیں لندن کی پولیس بھی عاجز تھی سکاٹ لینڈ یارڈ کو معلوم تھا کہ اہل مشرق کی ایک خوفناک جماعت لندن میں وارد ہے اور حدود شہر یا مضافات میں رہ کر وارداتیں کر رہی ہے پھر یہ بھی اسکو معلوم تھا کہ بین الاقوامی شہرت کا نامی چور ڈکسمتر لندن کے اندر چھپا بیٹھا ہے۔ لیکن... وہ بے بس تھا۔ سب کچھ جانتے ہوئے بھی وہ یعنی خفیہ پولیس کا محکمہ نہ ایک اور نہ دوسرے کے بارے میں کچھ کر سکتا تھا۔ برسٹل کے اپنے لفظوں میں سکاٹ لینڈ یارڈ والے بے دست و پا، بے ہمت اور بے اعتبار تھے۔

اس سے ایک روز پہلے برسٹل نے اسی یونانی تھیا کو فرڈش الیسیوڈس کو تلاش کر کے جو تاس کی معرفت (معاوضہ معقول کے لالچ سے) عجائب خانہ کے صندوق میں رکھوا دیا تھا یاد ہوگا کہ پہلی مرتبہ بھی یہ فرض اسی نے ادا کیا تھا۔ اور اس کے بعد وہ بہت عرصہ تک یہ شخص حسن حلبی کے خنجر سے محفوظ نہیں رہا۔ لیکن جیسا کہ بعد ازاں معلوم ہوا، یہ ایک غلط خیال تھا۔ چنانچہ حال ہی میں وہ پھر ایک بار واپس آ گیا، بنی سوہو سکوئر والی دکان پر بیٹھنے لگا۔ اور برسٹل نے ایک اور چیک اسے دے کر اسی فرض کے اعادہ پر رضامند کر لیا۔

ہم دونوں، میں اور برسٹل جس وقت ہوٹل استوریا کی ڈیوڑھی میں کھڑے تھے۔ تو ایک بغیر وردی کا افسر جس کا میں صورت آشنا تھا۔ اندر آ کے میرے دوست کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ اور اس کی زبانی ایک ایسی خبر معلوم ہوئی، جس نے حسن حلبی کی پُر اسرار جمعیت کی ہمہ گیر

طاقت کا آخری اور فیصلہ کن ثبوت پیش کر دیا۔

اس نے دبی آواز میں برسٹل کے کان میں کچھ کہا۔ جسکو سن کر میرے دوست کے چہرہ کی رنگت پیلی پڑ گئی۔ پھر وہ میری طرف مڑ کر کہنے لگا۔

"مسٹر کوانا! اب کی بار ان لوگوں نے اس کو بھی نہیں چھوڑا۔"

"کیسے؟"

"ایپولوس کو، وہ اپنے کمرہ میں مقتول پایا گیا۔"

میں کانپ اٹھا، ناقابل فہم دہشت میرے دل و دماغ پر طاری ہونے لگی، اب مجھے اپنی سلامتی کا بھی کوئی یقین نہ رہا، جو لوگ پروفیسر ویٹنگ کو بند دروازوں میں، اور ایپولوس کو پیرو سے اسلام ہونے کے باوجود اس کے مکان کی چار دیواری میں ہلاک کر سکتے تھے۔ میری ناچیز ہستی ان کے لیے کیا اہمیت رکھتی تھی۔

ہوٹل کے ہنگامۂ پر شور میں، مغربی سیاحوں کی خوشگوار چہل پہل میں بھی حسن حلبی کا سایۂ تاریک میری نظروں کے سامنے لمبا ہوتا جا رہا تھا۔

(۲)

اس کے تھوڑی دیر بعد ہم دونوں ہوٹل استوریا سے رخصت ہوئے۔ برسٹل اس نئی واردات کی تحقیقات کرنے سوہو کی طرف چلا گیا۔ اور میں بازار سٹریٹ میں اس سے جدا ہو کر شہر کے مشرقی حصہ کی طرف مڑا۔ کیونکہ میرا ارادہ ایک کام کے لیے بنک جانے کا تھا۔ سیزن کی وجہ سے کئی غیر ملکی آدمی لندن آئے ہوئے تھے۔ چنانچہ میں جس وقت فلیٹ سٹریٹ کی سمت میں جا رہا تھا۔ تو ایک سے زیادہ

ایشیائیوں کو دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اور گوان میں سے بیشتر ایسے لوگ تھے۔ جن کا حسن حلبی کی جماعت سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اور جو محض بے ضرر سیاح تھے۔ تاہم میرے جوش میں آئے ہوئے دماغ کو یہی معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ دہشت خیز چھپی نظروں سے میری طرف دیکھتے ہوئے جاتے تھے۔ اس میں شک نہیں، دن کے وقت لندن کے رونق دار بازاروں میں کسی طرح کا اندیشہ مجھے ان لوگوں یا حسن حلبی کے دوسرے پیروؤں کی طرف سے نہیں تھا۔ تو بھی وہ اضطراب جو ہر وقت دل کو لگا ہوا رہتا تھا۔ اس کو رفع کرنا میرے اختیارات سے باہر تھا۔

بنک کے دروازہ پر پہنچا، تو نائب منیجر مسٹر کوبی ایک خاتون کو ساتھ لیے دروازہ تک چھوڑنے آرہا تھا۔ میری نظروں کے سامنے وہ اسے ایک خوشنما موٹر کار تک لے گیا اور بڑے ادب سے اس کو سہارا دے کر اس پر سوار کیا۔ خاتون کا چہرہ موٹی نقاب سے ڈھکا ہوا تھا۔ اس لئے میں اس کو پورے طور پر نہ دیکھ سکا تاہم اس ایک رسمی نظر سے جو میں نے اس پر ڈالی تھی، معلوم ہوا، کہ وہ کوئی متوسط العمر عورت ہے۔ سر کے بال سپیدی کی جھلک رکھتے ہوئے۔ مگر انداز پر شکوہ۔

اپنے دل کو یہ سمجھاتا، کہ میں بے وجہ شکی ہوتا جاتا ہوں۔ میں بنک کے دروازہ میں داخل ہوا۔ تاہم اس خیال کو انتہائی کوشش کے باوجود اپنے ذہن سے جدا نہ کر سکا۔ کہ اسطرح کی عورت میں نے اس سے پہلے کبھی دیکھی ہے۔ کب اور کہاں؟ اس کا جواب نہ ملتا تھا۔ ایک بار میرے جی میں آئی، کہ منیجر سے پوچھوں، یہ خاتون کون تھی؟ لیکن جرأت نہ کر سکا، نہ صرف اس لئے کہ بنک کے کارکن اخفا و رازداری پر مجبور ہوتے ہیں۔ بلکہ اس لئے بھی، کہ میرا اس قسم کا سوال دریافت کرنا ۔۔۔۔

ممکن تھا۔ گستاخی پر محمول کیا جاتا۔

اس کام سے فارغ ہو کر جو مجھے کرنا تھا، میں ایک بغلی دروازہ سے جو پچھواڑے کی طرف کھلتا ہے، باہر نکلا، تو ایک بدنما، کثیف پوش لڑکا جو ادھر ادھر ٹہلتا پھر رہا تھا۔ ایک رقعہ ہاتھ میں لئے میری طرف بڑھا۔

میں نے استفہامی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیا ہے؟"

"یہ... خط ہے۔ آپ کے لئے...."

"میرے؟"

"جی ہاں۔"

"کس نے دیا؟"

"ایک آدمی نے۔ آپ جب بڑے دروازہ کی راہ سے اندر گئے۔ تو اس نے اشارہ سے مجھکو بتایا تھا، کہ یہ خط ان کو باہر آجائیں، تو دینا۔"

چونکہ لفافہ پر کوئی نام درج نہ تھا۔ اس لئے مجھ کو شک ہوا کہ شاید یہ خط کسی اور کے لئے ہو گا۔ اور اس لڑکے کو ضرور مغالطہ ہوا ہے۔ تاہم میں نے اسے کھولا کاغذ کا آدھا تختہ اس میں بند تھا۔ اور اس پر یہ دو سطر کا مختصر مضمون۔

مسٹر گوانا! جس شیشہ کے صندوق میں مقدس جوتا رکھا ہے۔ اس کی کنجیاں اپنے ساتھ لیتے جائیے۔ وہ آج رات آپ کے ہوٹل میں موجود ہونی چاہئیں فوراً

حسن

"کون تھا جس نے یہ رقعہ تم کو دیا؟" میں نے کڑی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا

"کوئی غیر ملکی آدمی تھا۔ گندم رنگ، جیسے ہندوستان کے رہنے والے ہوتے ہیں"

وہ اب کہاں ہے؟"

وہ خط مجھے دے کر فوراً ہی موٹر پر سوار ہو کے چلا گیا۔"

میں نے چھ پنی کا سکہ لڑکے کو دے کر رخصت کیا۔ اور خود رقعہ جیب میں ڈالے ہوئے بینک کی عمارت میں داخل ہو گیا۔ ایک نئی تجویز میرے دل میں پیدا ہونے لگی تھی۔ یعنی اس مطالبہ پر اسرار کو منظور کر کے ان لوگوں کو دام فریب میں لانے کی۔ اس خیال کو پیش نظر رکھ کے کہ شاید ان کا کوئی آدمی میری حرکات دیکھ رہا ہو۔ میں نے خزانچی سے کچھ سرسری باتیں کیں۔ اور اس کے بعد بڑے پھاٹک کی راہ سے باہر آ کے پیدل ہی اخبار رپورٹ کے دفتر میں جا پہنچا۔ جس سے میرا تعلق تھا۔

مگر اس جگہ آئے پانچ ہی منٹ گذرے تھے۔ کہ انسپکٹر برسٹل کی طرف سے ایک تار موصول ہوا، جو سوہو کے ڈاک خانہ سے چلا تھا۔

اس مضمون عجیب اور حالات کی الجھن بڑھانے والا ثابت ہوا۔ لکھا تھا۔

وو کوانا۔ رپورٹ۔ لنڈن

مجھے ان چھ آدمیوں کی سازش شروع ہے۔ انہیں بینک سے حاصل کر کے ۱۱ بجے سے پہلے مجھ کو ہوٹل اسٹوریا میں ملئے۔ ایک نیا فریب سوچا ہے

برسٹل"

حسن جلبی کے بھیجے ہوئے رقعہ کے مضمون کی روشنی میں اس قسم کے تار کی وصولی شک انگیز تھی۔ تاہم میں نے ہر طرح کے شبہات کو دل سے نکال دیا اور سوچا کہ شاید برسٹل کو بھی ویسی ہی تجویز سوجھی ہے جیسی میں نے سوچی تھی۔ لیکن سوال یہ تھا

کیا اِس تجویز کو عمل میں لانے کے لیے اِس بات کی ضرورت ہے کہ کنجیاں اِن کی جائے حفاظت سے باہر نکالی جائیں؟ دیر تک اِس سوال پر غور کرنے کے بعد آخر کار میں نے ایک ترکیب سوچی اور اِس پر عمل کرنے کے لیے آمادہ ہو گیا۔

۳

چنانچہ اسی ترکیب کے سلسلہ میں میں پھر ایک بار بنک کی عمارات میں... داخل ہوا اور منیجر کو ساتھ لیے اِس تہ خانہ میں اُترا جہاں بنک کی محفوظ تجوریاں رکھی تھیں

میری درخواست پر منیجر نے ایک دروازہ کھولا۔ اور کہنے لگا۔ دیکھیے مسٹر کوانا۔ آپ کی رکھی ہوئی کنجیاں موجود ہیں اور اسکے بعد مسکراتے ہوئے "یہ دوسرا موقعہ ہے کہ آج مجھے تہ خانہ میں آنا پڑا قریباً ایک گھنٹہ پیشتر ایک غیر ملکی خاتون کچھ زیورات رکھوانے آئی تھی وہ حال ہی میں ہماری گاہک بنی ہے!

خوب... کیا وہ عورت جو نیلے رنگ کی بڑی موٹر پر آئی تھی اور جس کے بال سپید تھے!

وہی! کیا آپ نے اسے دیکھا تھا؟

میں نے سر کے اشارہ سے ہاں کہی اور چپ رہا۔ حسن حلبی کی پُراسرار طاقتوں کے لاتعداد ثبوت دے چکنے کے بعد بھی میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ میرے اِس جگہ بنک کے تہ خانہ میں اُترنے اور واپس جانے کے درمیانی

واقعہ کا حال کیا کسی ذریعہ سے اِس کو معلوم ہو سکتا ہے بالفرض اِس کے آدمی شروع سے آخر تک میری حرکات کی نگرانی کرتے بھی رہے ہوں تو انہیں کیونکر معلوم ہو سکتا ہے کہ میں اس تہ خانہ سے خالی ہاتھ باہر نکلا یا صندوق کی کنجیاں لیکر! اِس کے باوجود میں جب بنک سے رخصت ہو کر اپنے ہوٹل کی طرف جا رہا تھا تو یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ شیشین کی وُہ جماعت جو میرے ہوٹل اسٹوریا کے قیام سے واقف ہو سکتی تھی اسکے لئے ضمنی تفصیل سے واقف ہو جانا کیا بعید تھا اِس پراسرار جماعت کی طاقتیں لامحدود تھیں اُور اِن کے طریقے بعید از فہم یہی باعث تھا کہ ہوٹل کی طرف جاتے ہوئے طرح طرح کے اندیشے میرے دل میں پیدا ہونے شروع ہو گئے ؟

اِس میں شک نہیں میں آگ سے کھیلنے کی کوشش کر رہا تھا جس کا نتیجہ کون نہیں جانتا کہ کیا ہوتا ہے رہ رہ کے سوچ آتی تھی کہ جو کچھ میں نے کیا صحیح تھا یا غلط، تشکن کی آہ میرے مُنہ سے بے اختیار نکل گئی مستقبل کی تاریکی ہیبت انگیز اُور ڈراونی تھی ؟

میں جس وقت ہوٹل اسٹوریا میں پہنچا تو برسٹل موجود نہ تھا معلوم ہوا وُہ اس وقت تک نہیں آیا میں نے ایک سگریٹ سلگایا اُور وہیں ڈیوڑھی میں ایک طرف بیٹھ کے اِس کی واپسی کا انتظار کرنے لگا ؟

کوئی پانچ منٹ کے عرصہ میں ایک لڑکا بند لفافہ ہاتھ میں لئے ہوئے میری طرف آیا معلوم ہوا ہوٹل کے محرر نے ٹیلیفون کا ایک پیغام جو میرے نام آیا تھا بند کر کے بھیجا ہے اِس میں لکھا تھا ۔ مسٹر کوانا اگر ہوٹل میں آ گئے ہو تو ان سے کہئے کہ وُہ چیز جو اِن کے پاس ہے اپنے ساتھ لے کر اپنے مکان میں آ جائیں اُور میرا انتظار کریں میں پاؤ گھنٹہ کے عرصہ میں اُن سے ملونگا ؟

انسپکٹر برسٹل!

ایک نئی تشویش میرے دل میں پیدا ہونی شروع ہوئی کیا وہ ترکیب جو برسٹل نے سوچی تھی واقعی فائدہ مند ہوگی؟ مان لیا کہ وہ کوئی جال ہیسٹنگیں کی راہ میں پھیلانا چاہتا تھا تو بھی کیا اسکی ترکیب خطرہ سے خالی تھی وہی خطرہ جس سے ڈر کر میں نے اپنا فلیٹ سٹریٹ والا مکان چھوڑا اب پھر وہاں جا کر اس ترکیب کے سلسلہ میں پیش آسکتا تھا؟

ایک عجیب اضطراری کیفیت جی کو بے چین کر رہی تھی اور میرا سینہ متضاد خیالات کا مرکز تھا کیا کروں کیا نہ کروں، کبھی جی میں آتی کہ اسکی آمد کا انتظار کرلوں کبھی سوچتا، پھر ایک بار بنک جا کر کنجیاں چھوڑ آؤں۔ (کیونکہ اب وہ میرے پاس تھیں) اور کبھی یہ بھی خیال آتا، کہ بالفرض کنجیاں میرے پاس نہ ہوں، اور محض دکھاوے کے لئے یہ بات ظاہر کی جائے، کہ وہ میرے پاس ہیں۔ تو اس سے کیا ہرج پیدا ہو سکتا ہے۔

میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ کچھ بھی ہو، میرے لئے یہ شش و پنج کی حالت ناقابل برداشت تھی۔ بات ایک طرف ہو جانی چاہیئے۔

اس فیصلہ نے رہا سہا تامل دور کر دیا۔ سگریٹ کا ادھ جلا ٹکڑا ایک طرف پھینک کے میں ہوٹل سے باہر نکلا۔ اور فلیٹ سٹریٹ کی طرف ہولیا۔

بارونق بازار کے نہ ختم ہونے والے ہجوم سے گذرتے ہوئے میں نے اپنے آپ کو ان اندیشوں کے لئے جو دل میں پیدا ہو رہے تھے۔ ملامت کرنی شروع کی۔ اندھیرے کی بات جدا تھی۔ دن کی روشنی میں، وسط شہر لندن میں مجھے اپنے

مکان پر کون سا خطرہ پیش آ سکتا تھا؟ لیکن ... سب دل بہلا دینے کی باتیں تھیں وہ دہشت جو میرے جی کو لگی ہوئی تھی، ان استدلالی کلمات سے رفع ہونی ممکن نہ تھی چنانچہ میں جب مکان کے دروازہ میں داخل ہوا، تو دل بڑے زور سے دھک دھک کر رہا تھا اور جب مکان کے زینہ پر چڑھ کر برآمدے کے اندھیرے میں پہنچا، تو وہ ہاتھ جس میں دروازہ کی کنجی تھی، تھر تھر کانپتا تھا۔

قریباً ایک لمحہ کنجی ہاتھ میں لئے میں دروازہ کے باہر کھڑا رہا۔ اور اسے کھولنے کی جرأت نہ کر سکا۔

یورپ کی جنگِ عظیم میں جو اثر توپوں، بم کے گولوں اور دوسری پر شور آوازوں نے لوگوں کے اعصاب پر پیدا کیا تھا، وہ اس جھٹکے نے میرے اعصاب پر کر دیا۔ میں اپنے اعضا پر اپنے قویٰ اور خیالات پر بالکل قابو نہ رکھتا تھا بار بار دروازہ کھولنے اور کئی بار پیچھے ہٹنے کی کشمکش و پیچ میں رہنے کے بعد آخرکار میں نے جی کڑا کر کے دروازہ کھول دیا۔

لیکن اندر قدم رکھتے ہی وہ ساری جرأتیں، وہ دلیریاں اور حوصلے جن کی تحریک پر میں اس جگہ تک آیا۔ اور اپنے کمرہ میں وارد ہوا تھا۔ ہوا کے بازوؤں پر اڑ گئے۔ کیونکہ .....،

اندر بند کمرہ میں رو در رو حسن حلبی کھڑا تھا۔

باب ۲۴

کنجیاں

۱

وہ وقت . . . میری عمر سو سال کی بھی ہو جائے۔ تو کیا میں اسے بدل سکتا ہوں؟ اس گہرے سکوت میں جو قریباً پانچ ثانیوں کے عرصہ خفیف کے لیے طاری ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا، کہ میری دنیا میری نظروں سے چھپ گئی۔ اس کی ساری چیزیں نابود ہو گئیں۔ اور میں حالت بیداری میں ہوش و حواس قائم رکھتا ہوا عالم خواب میں جا پہنچا۔ میں اب اپنے آپ ہی نہیں جانتا تھا۔ جس شخص کو اپنے کمرہ میں کھڑا دیکھ کر ایسی حالت میری ہو گئی۔ جس کو . . . میں نہیں جانتا تھا، کس طرح بیان کروں۔ اس جگہ میری نظروں کے سامنے وہ مرد پُر اسرار، رعب و سطوت کا مجسمہ، نوع انسان کے باقی افراد سے مختلف سکون و اطمینان کے ساتھ کھڑا تھا۔ لیکن میں . . . یہ مبالغہ نہیں، امر واقعہ کا اظہار ہے، کہ میں جب کبھی اس کے سامنے آتا، تو ذہنی اور جسمانی دونوں حیثیتوں سے بالکل نیم جاں ہو جاتا تھا۔ ظاہراً اس کی صورت میں کوئی بات ایسی نہ تھی، جو بھیانک یا ہیبت خیز سمجھی جا سکے۔ پس میں نہیں جانتا، یہ اس کی روایات کا اثر تھا، یا ایک خفی جماعت سے اس کے تعلق کا نتیجہ، یا کوئی اور راز معمہ کی تہ میں کام کرتا تھا۔ بہر حال اس کی صورت دیکھ کر میں بے اختیار، بزدل اور کمزور بن جاتا تھا۔ چنانچہ اب،

بھی جس وقت میں اس کے روبرو بند دروازہ سے پیٹھ لگائے کھڑا تھا، تو بالکل یہ حالت میری تھی، گویا بدن میں ایک بوند لہو باقی نہیں۔ آنکھیں اس کے چہرہ پر اور اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی پر اسرار کالی نالی پر لگی ہوئی تھیں۔ لیکن بدن میں قوتِ حرکت تھی، نہ ذہن میں قوتِ فیصلہ اور نہ زبان میں طاقت گویائی۔ وہ آپ اور اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا آلہ دونوں مشرقی کے اسرار میں چھپے ہوئے اور کسی پوشیدہ چیز کی طرح بھیانک، خوف انگیز اور دہشت خیز تھے۔

۲

آخر کار حسن نے پھر سکوت توڑی۔

"لائیے وہ کنجیاں میرے حوالہ کیجئے۔" اس نے کہا۔

وہ ایک قدم آگے بڑھا۔ اس کا انداز پر رعب اور لہجہ تحکمانہ تھا۔ اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سیاہ نالی میری پیشانی سے بمشکل ایک فٹ کے فاصلہ پر تھی۔

یہ صحیح ہے کہ بھرا ہوا پستول میری جیب میں تھا۔ لیکن اول تو اس مردِ پر اسرار کی موجودگی ہی اتنی رعب انگیز تھی کہ میں اس کو نکالنے کی جرأت نہ کر سکا۔ لیکن اگر ایسا کرتا بھی، تو اس خوفناک نہ جانے ہوئے آلہ کے سامنے جو اس کے ہاتھ میں تھا۔ میں اس پستول سے کیا کام لے سکتا تھا؟

اس کی گہری سیاہ آنکھیں میرے چہرہ پر جمی ہوئی تھیں۔ مجھے چپکا دیکھ کر اس نے پھر کہا۔

"وہ کنجیاں آپ کی جیب میں ہیں۔ لائیے میرے حوالہ کیجئے۔"

میں نے تعمیل کی۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ وہ ڈبہ جس میں شیشہ

کے صندوق کی کنجیاں تھیں جیب سے نکال کر میں نے اِس کے لمبے استخوانی ہاتھ
پر رکھ دیا؟

وحشیانہ مسرت کے ساتھ اِس کے چہرہ پر نمودار ہوئے اور اِس
کی تیز عقابی آنکھوں میں بجلیاں چمکنے لگیں دفعتاً کوئی چیز گرم گیلی ہوا سے
ملتی ہوئی نالی کے دہانہ سے نکل کر میرے مُنہ پر لگی اور اِس کے ساتھ ہی
اِس واقعہ پُراسرار کی یاد جو چند دن پہلے دروازہ کے لیٹر بکس کے پاس
اندھیرے میں پیش آیا تھا تازہ ہو گئی میرا ہاتھ اپنے گلے کی طرف اُٹھا اور
میں سیدھا کھڑا رہنے کی کوشش میں لڑکھڑاتا ہوا ایک طرف کو ہٹ گیا اِس
کے بعد آن واحد کے لئے ایسا معلوم ہوا گویا ایک ہیبت ناک زہریلی دھند
میرے چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے میرے لئے دم لینا دشوار ہے میں بولنے
یا چیخ مارنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن بے سود، الفاظ اور آوازیں نوک
زبان پر آ کے رہ جاتی ہیں؟

میری نظروں کے سامنے حسن حلبی کی صورت پھیلنے اور دراز ہونے
لگی حتیٰ کہ ایسا معلوم ہوتا تھا اِس دیو سیاہ کی مانند جس کا ذکر الف لیلیٰ
کے ماہی گیر کی کہانی میں آتا ہے اِس نے سر آسمان تک اُونچا بیٹھ گیا۔
لیکن اِس پر بھی اِس کی تیز چمکیلی آنکھیں، روشن انگاروں کی طرح دہکتی
ہوئی میرے چہرہ پر لگی ہوئی تھیں؟

اِس کے ساتھ تاریکی چھا گئی کمرہ، اِس کا سامان حسن حلبی کی ہیبت
انگیز صورت ایک ایک کر کے تمام چیزیں نظروں سے اوجھل ہو گئیں صرف اتنا

ہے کہ ایک تیز چوٹ مجھے اپنے سر پر لگتی محسوس ہوئی جو شاید میرے فرش زمین پر گرنے کی وجہ سے تھی اور اس کے ساتھ ہی مقدس جوتے کے پراسرار ناٹک میں میرا پارٹ عارضی طور پر ختم ہو گیا۔

باب ۲۵

انسپکٹر برسٹل میدان عمل میں

۱

جس یادگار دن کے واقعات اوپر لکھے گئے ہیں اسکی سہ پہر کی پانچ بجے کے بعد انسپکٹر برسٹل سوہو میں بد نصیب یونانی کے پراسرار قتل کی لا حاصل تحقیقات کے بعد جس میں ایک رتی بھر سراغ الیا جس کی بنا پر کوئی صحیح نظریہ قائم ہو سکتا ان کو نہ ملا تھ فلیٹ اسٹریٹ کے رستہ اخبار رپورٹ کے دفتر کی طرف جا رہا تھا جب وہ اس مقام کے پاس سے گزرا جہاں لندن کونٹی اور پراونشل بنک کی شاخ واقع ہے تو اس کی نگاہ ایک عجیب... نظارہ پر جم گئی۔

بنک کی کھڑکیوں کے اوپر سمت بازار میں عکس انگوں آئینے لگے ہوئے ہیں اور وہ اکثر بنکوں میں لگے ہوتے ہیں لیکن برسٹل نے دیکھا کہ ان میں سے

ایک کے اندر جو سب سے پرے والی کھڑکی پر لگا ہُوا تھا سوراخ تھا روشنی کی ایک شعاع بنک کی کھڑکی سے آئینہ تک یا شائد آئینہ سے کھڑکی تک جاتی ہَے اَور گو یہ بات بھی اپنے طور پر چنداں قابل اہمیت نہ تھی تاہم جس چیز نے برسٹل کی توجہ کو خصوصیت کے ساتھ اپنی طرف کھینچا یہ تھی کہ وُہ پراسرار شعاع آئینہ کے اوپر بھی زاویہ حادہ کی صورت میں اُٹھی ہوئی نظر آتی تھی وُہ چلتا چلتا ٹھہر گیا اَور غور کے ساتھ دیکھنے پر معلوم ہُوا۔ کہ اِس اُٹھی ہوئی شعاع کے سلسلہ میں روشنی کا ایک گول دائیرہ بنک کے دفتر کے اوپر والی منزل کی چھت کی طرف جاتا تھا؟

ہر ایک جاسوس کا فرض منصبی یہ ہَے کہ وُہ اپنے سر میں چشم بیدار رکھے غالباً یہی وجہ تھی کہ گو ہزاروں خلقت اِس مقام کے پاس سے آجارہی تھی تاہم کسی نے اِس خفیف سی تفصیل کو دیکھنے اَور سمجھنے کی پرواہ نہ کی لیکن جب برسٹل نے دیکھا تو ٹھہر گیا اِس کی متجسّس طبیعت اِس راز کو حل کرنے بغیر... چھوڑنا نہ چاہتی تھی؟

ممکن ہَے عام حالات میں وُہ اِس معاملہ کو آئندہ پر ملتوی کر دیتا۔ لیکن اِس روز واردات سوہو کی لاحاصل تفتیش کے بعد اِس کا دماغ اِس طرح کی اثر گیر حالت میں تھا جب چھوٹی سے چھوٹی باتیں بھی ہماری نظر دل میں غیر معمولی اہمیت حاصل کر لیتی ہیں لیکن صحیح وجہ کچھ ہی ہو امر واقعہ یہ ہَے کہ اِس حیرت انگیز ظہور کو دیکھ کر وُہ ٹھہر گیا اَور بنک کے دروازہ کی طرف مُڑا! دیوار پر لگے ہوئے بورڈ کو دیکھنے سے معلوم ہُوا کہ اوپر کی منزل پر تین

فرموں کے دفتر ہیں، دو قانونی اور تیسری جو کسی طرح کی پریس ایجنسی تھی وہ سیڑھیوں کی راہ سے اوپر چڑھا۔

ان دروازوں سے گذر کر جن پر سالسٹروں کے نام درج تھے پریس ایجنٹ کے دفتر سے بھی آگے جاکر اس نے دیکھا کہ ایک چھوٹا دفتر اور ہے جس کے دروازہ پر ایک سادہ بورڈ اس مطلب کا آویزاں ہے۔

دی کانگو فائیر کمپنی

بس اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

برسٹل نے سوچنا شروع کیا کیا وجہ تھی کہ اس کمپنی کا نام باہر کی فہرست میں درج نہ تھا لیکن پھر خیال آیا کہ شائد ان لوگوں کو دفتر کھولے بہت دن نہیں ہوئے غالباً یہی وجہ اس کوتاہی کی ہوگی تاہم اس نے دیکھا کہ وہ شعاع جو اس نے عکس انداز شیشہ سے اونچی اٹھتی دیکھی تھی اسی دفتر کی چھت پر روشنی کے دائرہ کی صورت میں نمودار تھی؟

اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور ہینڈل پھر کے اندر چلا گیا؟

۲

بہت کم سامان اس کمرہ میں موجود تھا یعنی صرف ایک میز اور ایک اسٹول اور عملہ کمپنی کے طور پر صرف ایک لڑکا اس اسٹول پر بیٹھا ہوا۔ کھڑکیاں باہر کی طرف کھلتی تھیں ایک دروازہ جس پر لفظ پرائیویٹ

درج تھا کسی اندرونی کمرہ کی طرف جاتا تھا لیکن وہ عکس چونکہ اسی اندرونی کمرہ کی چھت پر پڑتا تھا اس لئے برسٹل کا باہر کے دفتر سے کوئی واسطہ نہ تھا اس کی آرزو اندرونی کمرہ کی چھت دیکھنے کی تھی؟

فرمایئے،، لڑکے نے جلدی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا؟

برسٹل نے ایک کارڈ میز پر رکھ دیا جس پر یہ فرضی نام درج تھا؟

جان ہنری سمتھ

اسے لے جا کر مسٹر بولٹر کو دے دو، اس نے کہا۔

لڑکا حیرت آمیز نظروں سے دیکھنے لگا۔

مسٹر بولٹر! لیکن معاف کیجئے اس نام کا کوئی آدمی اس جگہ نہیں رہتا۔

برسٹل نے مصنوعی حیرت کا اظہار کیا۔

اوہ... کیا وہ نہیں ہیں؟ کتنی دیر ان کو باہر گئے ہوئے ہو گئی؟

میں نہیں جانتا مجھے نوکر ہوئے صرف بیس اکیس دن ہوئے ہیں اور میرے خیال میں مسٹر ولسن کو دفتر قائم کئے بھی ایک مہینہ سے زیادہ عرصہ نہیں ہوا!

تو اس صورت میں یہ کارڈ مسٹر ولسن کو دے دو، برسٹل نے لاپرواہی سے کہا ان کو مسٹر بولٹر کا پتہ معلوم ہو گا؟

لڑکا اب بھی متامل تھا اس میں شک نہیں برسٹل کا لہجہ رعب انگیز تھا تاہم کسی وجہ سے وہ لڑکا تعمیل کرنا نہ چاہتا تھا؟

لیکن . . . ار . . . مسٹر نولسن بھی باہر گئے ہیں لڑکے نے رکتے ہوئے کہا؛

اچھا! . . . . تب میں جاتا ہوں یہ کارڈ تم نے اپنے پاس رہنے دو وُہ جب واپس آئیں، تو دے دینا!

اِس نے دفتر سے باہر آ کر دروازہ احتیاط کے ساتھ بند کیا لیکن تین ثانیے بعد پھر اِس کو ذرا سا کھول کر دیکھا لڑکا اندرونی کمرہ کے پاس کھڑا دبی آواز سے دستک دے رہا تھا برسٹل کے نظروں کے سامنے اِس اندرونی کمرہ کے دروازہ میں چھوٹا سا شگاف پیدا ہُوا لڑکے نے کارڈ دے دیا اور شگاف پھر بند کر دیا گیا!

مگر اِس کے بعد جب لڑکے نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو جاسوس دروازہ کے پاس کھڑا قہر آلود نظروں سے اِس کی طرف گھور رہا تھا اِس نے اندر جا کر دروازہ بھڑ لیا اور کہنے لگا؟

سُن لڑکے میں اِن ابلہ فریبیوں کا عادی نہیں ہوں کیوں تو نے جھوٹ بولا تھا کہ مسٹر نولسن اندر نہیں ہیں!

ہیں . . . . ار . . . . آپ سے معافی طلب کرتا ہوں لڑکے نے برسٹل کی تیز نگاہ کے سامنے کانپتے ہوئے کہا لیکن اِن کا حکم ہے پہلے وقت مقرر کئے بغیر کسی سے نہیں ملتے۔

کوئی اور بھی اِن کے پاس ہے!

نہیں!

پھر وُہ کیا کر رہے ہیں!

اِس کا حال افسوس مجھ کو معلوم نہیں کیونکہ میں کبھی اِن کے کمرہ میں نہیں جاتا

کیا تم کبھی ان کے کمرہ میں نہیں جاتے!

جی نہیں لڑکے نے سنجیدگی سے جواب دیا پھر ادھر اُدھر دیکھ کر آپ سے کیا پردہ ہے میں خود اِس مہینہ کے آخر میں رخصت ہونا چاہتا ہوں یہ کام میرے حسب منشا نہیں ہے!

کیا زیادہ کام کرنا پڑتا ہے!

جی اس کے برعکس کوئی کام کرنا نہیں پڑتا بس دن بھر بیٹھے رہنا یہی میرا کام ہے!

کیا مطلب؟ .. میں سمجھا نہیں دن بھر بیٹھے رہنا تاکہ کوئی آدمی اندر نہ جائے فنا ہے اس میں ترقی کی گنجائش کہاں ہے۔

ہرسٹل نے متجسس نظروں سے دیکھا۔ پھر کہنے لگا!

اِس کمرہ کا دروازہ کیا ہر وقت اندر سے بند رہتا ہے!

جی ہر وقت!

اور تم جب اس کو کھٹکھٹاتے ہو تو مسٹر نولسن صرف اس کا ذرا سا رخنہ کھولتا ہے!

جی ہاں!

تو جاؤ دروازہ کھٹکھٹا دو"!

لڑکا متامل نظر آنے لگا!

جاؤ میں حکم دیتا ہوں!

اس نے بمجبوری تعمیل کی اس اثنا میں ہرسٹل اس کی پشت پر بالکل

پاس کھڑا دیکھتا رہا۔

بڑی آہستگی سے کھڑکی کھول دی گئی اور ایک پراسرار چہرہ جس پر کالی اور سپید داڑھی کا جھنکار اُگا ہوا تھا! نمودار ہوا!

برسٹل نے لڑکے کی پشت پر سے جھک کر ایک کارڈ اس آدمی کو پیش کیا جو کمرہ کے اندر کھڑا تھا مگر اب اس کارڈ پر جان ہنری سمتھ کے بجائے یہ عبارت درج تھی!

چیف انسپکٹر برسٹل سی آئی ڈی نیو سکاٹ لینڈ یارڈ

آداب عرض مسٹر نولسن۔ اس نے مضحک لہجہ میں کہا میں اندر آنا چاہتا ہوں!

گہرا سکوت چھا گیا!

قریباً ایک لمحہ تک دونوں۔ برسٹل اور وہ آدمی چپ چاپ گھورتی نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے جس سے برسٹل نے معلوم کیا کہ نادانستہ اس نے کسی بہت بڑے غیر متعلق راز کے اندھیرے میں پیر رکھ دیا ہے آخر ایک لمحہ کے بعد کنجی پھرنے کی آواز سنائی دی اور دروازہ کھول دیا گیا!

آجائیے! اندر سے کرخت آواز سنائی دی اور پھر پڑے کے سے۔ کارٹر تم جاؤ۔ دماغ بھر کے لئے چھٹی۔

برسٹل ایک تجربہ کار ماہر حالات جاسوس تھا اور ایسے موقعوں پر جہاں تک ممکن ہو محتاط رہا کرتا آج بھی وُہ جب کمرہ کے اندر داخل ہُوا تو اپنی رائے میں وُہ ہر طرح کی پیش بندیوں سے تیار تھا لیکن معلوم ہُوا کہ دشمن اِس سے بھی زیادہ محتاط ہے کیونکہ جیسے ہی اِس کے اندر جانے کے بعد دروازہ بند ہُوا پستول کی چمکدار نالی برسٹل کو اپنی طرف پھری ہوئی دکھائی دی۔

برسٹل کے اندر جاتے ہی وُہ آدمی جس کے مُنہ پر گھنی دار داڑھی تھی اور جس کا نام بظاہر نوئس تھا جلدی سے دروازہ کے ساتھ پیٹھ لگا کے پستول تانے کھڑا ہو گیا اور اِس وقت حیرت و اضطراب کے پہلے حملہ تیز سے بحال ہونے کے بعد برسٹل نے دیکھا کہ پستول اِس بائیں ہاتھ میں پکڑا ہُوا تھا اور داہنے بازو کا خاتمہ ایک بندھی ہوئی گول پٹی پر ہوتا تھا لیکن اگر یہ دو ناقابل محو علامات نہ بھی موجود ہوتیں تو جاسوس کے لئے یہ معلوم کرنا بہت مشکل نہ ہو سکتا کہ وُہ کون ہے۔ کیونکہ اِس کی آنکھیں اِس کا چہرہ اِس کے انداز ......

۳

میرے خدا ... تم .. اِس نے مری ہوئی آواز سے کہا۔ تم ارل ڈکسٹر وہی غم نصیب .. نامی چور نے ہونٹوں پر تلخ تبسم پیدا کر کے جواب دیا لیکن معاف کیجئے آپ بہت بے وقت آئے ہیں۔ خیر۔ کوئی بات نہیں بیٹھئے کرسی حاضر ہے!

برسٹل اس آدمی کے حالات و خصائل سے جو واقفیت رکھتا تھا اِس کی بنا پر اس کو معلوم تھا کہ فی الحال اِس سے حجت و تکرار بے سود ہے پس وہ اِسکے حکم کی تعمیل میں کرسی پر بیٹھ گیا اور اِس پستول کو نظر انداز کر کے جس کی نالی اِس دوران میں اِس کے سر کی طرف لگی ہوئی تھی کمرہ کے اطراف کا جائزہ لینے لگا۔ کئی پہلوؤں سے یہ ایک خاص قسم کا کمرہ تھا؟

سب سے پہلے اِس نے دیکھا کہ روشنی کی وہ شعاع جو اِس نے بازار میں چلتے دیکھی تھی کمرہ کی چھت پر دائرہ کی صورت میں عکس افگن تھی اور اِس کے اطراف میں چند آئینے عجیب تقسیم کے ساتھ لگے ہوئے تھے ایک بہت بڑی میز جس پر سپید کپڑا بچھا تھا لیکن اور کوئی چیز اِس پر موجود نہ تھی اِس آلہ پُر اسرار کے عین نیچے فرش پر رکھی تھی سامان فرنیچر کی ایک یا دو نہایت معمولی چیزیں اور ایک چھوٹا سا دستی خرادلبس یہ اِس دفتر کی واحد اثاث ہائے زیبائش تھیں اِن چیزوں کے دیکھنے کے بعد برسٹل نے پھر ایک بار اِس مرد جرار کی طرف دیکھا جس نے حیرت انگیز بے خوفی سے اِس بند کمرہ میں زیر دست اور مغلوب کیا تھا جس نے ہر طرح کی پیش بندیوں کے باوجود لندن کے عجائب خانہ سے مقدس جوتا چرایا اور اِس کوشش میں ہمیشہ کیلئے داہنے ہاتھ سے محروم ہو گیا برسٹل کو سب سے زیادہ حیرت قدرت کے پر اسرار طریقوں پر تھی جب وہ ڈکسٹر کو تلاش کرتا پھر رہا تھا تو اسے اِس کا کوئی سراغ نہ ملتا تھا لیکن جب اِس نے اِس کا خیال دل سے نکال دیا تو قسمت نے اپنے آپ اُسے اِس کی راہ میں لا ڈالا لیکن ساتھ اِسکے یہ بھی ایک خوفناک حقیقت تھی کہ اپنی موجودہ

حالت میں جب وہ ایک ایسے آدمی کے زیر حراست تھا جس نے زندگی سے ہاتھ دھو لیے تھے اور ایک خوفناک دشمن کی حیثیت میں جس کی طرف سے رحم کی کوئی اُمید نہ تھی اس کی یہ دریافت کیا فائدہ دے سکتی تھی ؟

دفعتاً ڈکسٹر کی آواز اس کے خیالات کا طلسم باطل کرتی ہوئی سنائی دی کہ میں چاہتا ہوں آپ بالکل چپ چاپ اور بے حرکت بیٹھے رہیں ورنہ یاد رکھیے میرے ہاتھ میں پستول ہے ۔

مجھ کو معلوم ہے ، برسٹل نے جواب دیا اور میں چپ چاپ اور بے حرکت بیٹھا ہوں !

افسوس ! میں آپ کو باندھ نہیں سکتا ڈکسٹر نے اپنے داہنے بازو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا لیکن عنقریب کوئی آتا ہے جس کے بعد . . . .

اِس نے کچھ سوچکر داہنے بازو کی کہنی سے کھڑکی کھول دی اور اپنی نگاہ یا پستول کی نالی جاسوس کے چہرہ سے ہٹائے بغیر آواز دی !

کارٹر !

کوئی جواب نہ ملا !

اچھا ہوا وہ چلا گیا !

اس کے بعد برسٹل کے روبرو بیٹھتے ہوئے اس نے کہا !

مسٹر برسٹل میں اِس کھیل میں اپنا ایک کارآمد ہاتھ کھو بیٹھا اور بارہا جان کھوتے کھوتے بچا لیکن اِس حد تک پہنچ جانے کے بعد اور اِس قدر نقصان برداشت کرکے میں اب اِس سے پیچھے ہٹنا نہیں چاہتا آپ کو معلوم

ہے وہ عذر ہے میری راہ میں حائل ہیں!

برسٹل نے ہمدردانہ طریق پر سرکوشانی حرکت دی!

پہلی رکاوٹ آپ کی، آپ کے دوست مسٹر کوانا اور قانون انگلستان کی پیدا کی ہوئی ہے اس نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا، میرا ارادہ یہ ہے کہ اس جوتے کو پھر ایک بار پانے کے بعد... مگر آپ گھورتے کیوں ہیں میں کیا اُسے چھوڑ سکتا ہوں: نہیں! اس جوتے کو پھر ایک بار پانے کے بعد میرا ارادہ اس کو معاوضہ معقول پر عجائب خانہ کے ہاتھ فروخت کرنے کا ہے یہ ایک بڑا فائدہ مند سودا ہے اور سچ پوچھئے تو اس طرح کا کاروبار میں اس سے پہلے کئی بار کر چکا ہوں عجائب خانوں کے ڈائرکٹروں میں آدمی ایسے ہیں جو اس طرح کی چیزوں پر اپنی عمر بھر کی کمائی صرف کرنے سے کبھی دریغ نہیں کرتے پس مجھ کو یقین ہے کہ میں اس جوتے کو منہ مانگی قیمت پر فروخت کر سکوں گا لیکن بالفرض ان کو تامل ہو تو پھر اس چیز کا سب سے بڑا گاہک حسن حلبی موجود ہے اس سے سودا کرنا باعث تکلیف ضرور ہے تاہم تھوڑی تدبیر اور دور اندیشی سے سب کچھ ہو سکتا ہے شائد آپ کو معلوم نہ ہو مگر میں پہلے ہی اس سے اس بارہ میں خط وکتابت کر چکا ہوں اور اگر ضرورت پیش آئے تو اُسے جاری رکھنے کو تیار رہوں!

صحیح ہوگا۔ برسٹل نے لاپرواہی سے جواب دیا لیکن مجھے ڈر ہے کہ یہ سودا آپ کے لئے مہنگا ثابت نہ ہو ذرا اپنی موجودہ حالت کو دیکھئے آپ ہی تھے کہ اپنی خوش پوشی اور اسراف کے لئے سٹیٹس کہلاتے تھے کیا میں اس

شہرت کو بھول سکتا ہوں جو آپ نے پچھلا نواب چھمّا کی حیثیت میں حاصل کی تھی
کس طرح سینما کی دو نامی ایکٹرسیں سیتا اور مس گوہر آپ سے اظہارِ عشق میں ایک
دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کیا کرتی تھیں اونچے درجہ کے ہوٹلوں میں
ٹھہرنا نئے نئے فیشن کے لباس پہننا۔ درجہ اول میں سفر کرنا یہ تو اِس وقت کی
حالت ہے مگر اب آئینہ کے صورت دیکھیے منہ سُتا ہوا، رنگت زرد گال پچکے
ہوئے اور ہاتھ کٹنے کا صدمہ جو کبھی زائل نہیں ہو سکتا! اِن سب پر مستزاد سچ
پوچھیے اِس جوتے کے منحوس واقعہ میں دخل انداز ہو کے آپ نے کیا پایا۔
ڈکسٹر کی آنکھوں میں حسرت پیدا ہو گئی کہنے لگا؟
بے شک میں اپنی کوتاہیوں کو نظر انداز نہیں کرتا لیکن مجبوری ہے آدمی
کے دن ہمیشہ ایک طرح پر نہیں رہتے اور پھر دفعتاً آہ! شاید کار بیٹا آ گئی!
برسٹل نے باہر والے دفتر کا دروازہ کھلنے کی آواز سنی اور اِس کے ایک
لمحہ بعد جس کمرہ میں وہ بیٹھے تھے اِس کا دروازہ کھلا اور ایک خاتون بھاری نقاب
اوڑھے داخل ہوئی لیکن اندر آتے ہی معاملات کے حالات دیکھ کر ٹھٹک گئی
اِس دوران میں نامی چور نگاہ اور پستول دونوں کو برسٹل کے منہ کی طرف
پھیرے بیٹھا تھا ایک ثانیہ کے لئے بھی اِس نے اِدھر اُدھر نہیں دیکھا!
کار بیٹا! اس نے اسی حالت میں بیٹھے ہوئے کہنا شروع کیا ہمارا
دوست انسپکٹر برسٹل ملاقات کے لئے آیا تھا تمہارے پاس کوئی رسی ہو
تو لاؤ شاید وہ آج رات کے لئے ہمارا مہمان بننا منظور کرلے!
عورت نے فوراً اوسان بحال کرکے ٹوپی اُتار کے رکھ دی! اور

اِس کے بعد اطمینان کے ساتھ ادھر اُدھر دیکھنے لگی گویا برسٹل کو باندھنے کے لئے مناسب لمبائی اور مضبوطی کی رسی تلاش کر رہی تھی!

اس کو مایوس ہوتے دیکھ کر برسٹل نے کہا!

میرے خیال میں اگر آپ کو جلدی ہی رخصت ہو جانے ہو تو یہ معمولی رسیاں جن سے تابدان کھولے جاتے ہیں کام دے جائینگی دو کو جوڑ لیجیے

مہربانی،" ڈکسٹر نے جواب دیا جس کے بعد کارینٹا اِس کا اشارہ پا کر باہر والے کمرہ میں گئی جہاں اِسکے کھڑکیاں ہلانے اور رسیاں کھولنے کی آواز صاف سنی جاتی تھی کئی منٹ کے بعد جب واپس آئی تو کافی لمبی گرہ دار رسی اِسکے ہاتھ میں تھی اس اثنا میں ڈکسٹر پستول تانے برسٹل کے سامنے بیٹھا رہا اور جب آخر کار عورت نے اِس کی دونوں کلائیوں کو پشت کی جانب باندھنا شروع کیا تو اِس نے کسی طرح کی اعتراضی حرکت فضول سمجھی اور چپ چاپ دونوں ہاتھ بندھوا لئے اس سے فارغ ہو کر ڈکسٹر نے برسٹل کو کھڑا ہونے کا حکم دیا جس کی تعمیل مجبوراً اس کو کرنی پڑی۔ بندھی ہوئی رسی کا سرا اِس کے بعد ایک اُونچے تابدان سے گزار کر اِس طرح باندھ دیا گیا کہ برسٹل کے لئے حرکت کرنا تو درکنار آرام سے کھڑے رہنا بھی محال ہو گیا صحیح معنوں میں اب وُہ پنجوں کے بل کھڑے ہونے پر مجبور تھا۔

اچھی صفائی ہے۔ اِس نے رسمی انداز سے کہا اب گزارش ہے کہ وُہ رومال جو میری جیب میں رکھا ہے نکال کے منہ میں ٹھونس دیجیے وُہ بالکل صاف ہے اُور مجھے اِس کے بندھوانے میں کسی طرح کا اعتراض نہ ہوگا!

اِس مشورہ پر فوراً عمل کیا گیا اُور اِس کے بعد جس وقت انسپکٹر ہرسٹل بحالتِ تکلیف دہ حالت میں بے بس کھڑا تھا ڈکسٹر نے پستول ہاتھ سے رکھ دیا!

اب مسٹر انسپکٹر" اِس نے اطمینان کے ساتھ مسکراتے ہوئے کہا ہم آپ کو ایک نیا تماشہ دکھاتے ہیں۔ اگر اطمینان رکھیئے آپ سے اِس کی کوئی فیس نہیں لی جائے گی!

۴

اِس نے کھڑکیوں کے اندر سیاہ پردے چھوڑ دیئے لیکن ہرسٹل نے دیکھا کہ اِن میں سے ایک کے اندر سوراخ تھا اُور اِس سوراخ کی راہ سے روشنی کی وہی کرن جو اِس کو جگہ لائی تھی اُور لانے کا ذریعہ بنی چھت پر اِس مقام کے پاس نمودار ہوتی ہے جہاں کچھ آئینے لگے ہوئے تھے ڈکسٹر نے کسی چھپے ہوئے آلہ کو حرکت دی اُور جس طرح فوٹوگرافی میں لنز کا فوکس ٹھیک کیا کرتے ہیں شعاع کی روشنی ایک مقام خاص پر جم کر نمایاں ہو گئی۔ اِسکے بعد اِس نے اِس میز کو جس پر سپید چادر بچھی ہوئی تھی ذرا سی حرکت دی اور اندھیرے میں کسی آلہ نامعلوم کو ہلایا؟

اب دیکھیئے۔ ڈکسٹر کی تیز آواز کہتے سنائی دی میز پر بچھی ہوئی چادر کے پردہ پر ایک چھوٹی سی متحرک تصویر نظر آئے گی یہ میری ایجاد ہے اور آرک رائیٹ کے جواہرات کی چوری میں جس سے شکاگو میں غیر معمولی سنسنی پیدا ہوگئی ہے مجھے اِس سے بہت مدد ملی تھی یہی ترکیب اب نہایدہ مفید ثابت ہوئی ہے۔ اِس ذریعہ سے میں ہر ایک واقعہ کو جو بنک میں پیش آتا ہے بڑی آسانی کے ساتھ دیکھ

سکتا ہوں! مسٹر برسٹل! مقدس جوتے پر قبضہ پانے کیلئے یہ میری آخری تنہائی کوشش ہے اور میں اس سلسلہ میں ہر طرح کی قربانیوں کیلئے تیار ہوں حال میں میری ہی تحریک پر اطالوی خاتون میڈم لفورزا نے ۵۰۰ پونڈ کے لئے بنک میں حساب کھولا تھا اس نے اس میں سے کچھ روپیہ نکال لیا ہے لیکن جو باقی ہے میں اس سے دستبردار ہونے کو تیار ہوں میں نے اس کو کرایہ کی موٹر کر دی اسکے لئے جعلی سندات تیار کیں اور مصنوعی جواہرات مہیا کر کے بنک میں رکھوائے محض اس لئے کہ میں ان ذریعوں سے بنک کے حالات سے واقفیت پیدا کرنا چاہتا تھا اس پر میرا بے شمار روپیہ صرف ہو چکا ہے میں مفلس قلاش ہو چکا ہوں لیکن اس جوتے کی خاطر میں ساری تکلیفیں، ساری مصیبتیں، ساری سختیاں جھیلنے کو تیار ہوں!

برسٹل نے اس تکلیف شدید کو نظرانداز کر کے جو اس کے بازوؤں اور بدن کے باقی حصوں میں ہو رہی تھی میز پر بچھے ہوئے کپڑے پر نظر ڈالی، ایک بہت چھوٹی لیکن واضح اور صاف تصویر لندن کونٹی اور پراونشل بنک کے دفتر کی اس پر نظر آتی تھی!

باب ۲۴

تقدیر

ا

تفریح زندگی کا جوہر ہے۔ یہ نہ ہو تو انسان کو ایک دن زندہ رہنا محال ہو جائے دانستہ یا نادانستہ ہر شخص اس کا دلدادہ ہے۔ تقدیر کو گو لوگوں نے بے رحم مانا ہے۔ مگر تفریح کا عنصر اس میں بھی موجود ہے۔ ہستیٔ انسان کے بے رحم ناٹک میں وہ بھی گاہ بگاہ مذاق کی دلچسپیاں پیدا کر دیتی ہے۔

میں نے انسپکٹر برسٹل کا یہ قصہ محض اس لئے اس جگہ بیان کر دیا ہے کہ

موقعہ اور محل قائم رہے۔ اور داستان کا سلسلہ نہ ٹوٹے ورنہ حقیقت میں یہ حالات دوسرے دن مجھ کو معلوم ہوئے تھے اور اس وقت ان کو سن کر میں اتنا ہنسا کہ اپنا رنج و غم بھول گیا۔

کچھ شک نہیں۔ تقدیر ہم دونوں سے مذاق کر رہی تھی کیونکہ عین اس وقت جب برسٹل بنک کے بالاخانہ میں رسیوں سے بندھا ہوا بے دست و پا کھڑا تھا میں اپنے کمرہ میں دست و پا بستہ چارپائی کے ساتھ جکڑا ہوا پڑا تھا۔

بڑی آہستگی سے جب میرے گم شدہ حواس نے بحال ہونا شروع کیا تو ان خوفناک واقعات کی یاد جو میری مصیبت کا ذریعہ ثابت ہوئے تھے تازہ ہونے لگی اور اس کے بعد یہ بھی معلوم ہو گیا کہ معاملہ کی اصلیت کیا تھی کس طرح شروع سے آخر تک حسن جلبی ہی سب کچھ کرتا رہا تھا کیونکہ اس میں اب کسی شک و شبہہ کی گنجائش نہ تھی کہ جتنے پیغامات میرے نام موصول ہوئے برسٹل کے فرضی نام سے حسن جلبی ہی کے بھیجے ہوئے تھے ایک سادہ لوح بے وقوف کی طرح میں اس کے دھوکے میں آگیا اور اب اپنی غلطی کا خمیازہ بھگت رہا تھا وہ تو کہئے بہت اچھا ہوا کہ میں برسٹل کی اپنی حالت زار سے لاعلم تھا ورنہ اس ذریعہ امداد کی امید سے محروم ہونے کے بعد میں اپنی بے بسی کو دیکھ کر جتنا افسردہ و غمگین اور ملول و مایوس ہوتا اس کا حال سمجھانے سے بہتر خود بخود سمجھا جا سکتا ہے۔

میرے پاؤں مضبوطی سے پلنگ کی آہنی باڑ کے ساتھ بندھے ہوئے تھے اور اسی طرح دونوں کلائیاں بھی طرفین میں جکڑی ہوئی تھیں سر میں شدت کا درد تھا اور بدن کے جوڑوں میں تیز ٹیسیں اٹھ رہی تھیں جو میرے خیال میں اس زہریلے دھوئیں

کا اثر تھا جس نے حسن جلبی کو پُراسرار سیاہ نالی سے نکل کر میرے دماغ کو پراگندہ کیا تھا۔ بد قسمتی سے میرے حلقہ احباب میں ہر شخص کو معلوم تھا کہ میں اپنی اگلی سکونت ترک کر کے ہوٹل استوریا میں اُٹھ گیا ہوں اس لیے کسی کے اس جگہ آنے اور میری رہائی کا ذریعہ بننے کی امید نہ تھی اور بالفرض کوئی بھولا بھٹکا آدمی دروازہ تک آ بھی جائے تو یہ کہاں ممکن تھا کہ میں اسے امداد کے لیے آواز دوں کیونکہ دشمنوں نے میری حراست کو ناکافی خیال کر کے کپڑے کا ایک ٹکڑا میرے منہ کے اندر بھی ٹھونس رکھا تھا جس کی موجودگی میرے دم لینے میں رکاوٹ پیدا کر رہی تھی میری پیشانی عرق سرد سے بھیگی ہوئی تھی اور اس طرح جب میں اپنے کمرہ میں طائر مذبوح کی طرح بے بس بندھا پڑا تھا اور بازار کی لاتعداد ہیجانی ہوئی آوازیں مختلف ذریعوں سے میرے کانوں میں آ رہی تھیں میں بے اختیار یہ سوچنے پر مجبور تھا کہ نہ معلوم کب تک مجھے اسی حالت میں رہنا پڑے گا۔ اپنی موجودہ بے بسی کو دیکھتے ہوئے میں اس نتیجہ پر پہنچے بغیر نہ رہ سکا کہ شاید میں اسی جگہ پڑا پڑا مر جاؤں گا اور جب عرصہ دراز کے بعد کوئی آدمی اندر آ کے دیکھے گا تو میری ہڈیاں بھی گل سڑ چکی ہوں گی.....

ایک بار غروب آفتاب کے وقت میری ٹیلی فون کی گھنٹی بجنی شروع ہوئی لیکن اپنی موجودہ حالت میں میں کس طرح اس کا جواب دے سکتا تھا؟ فی الحقیقت اس آواز کو سن کر سخت ذہنی اضطراب مجھ کو ہوا کیونکہ میں کسی دوست کی امداد سے اتنا قریب ہوتے ہوئے بھی کتنا دور تھا اگر میں اس چارپائی کے ساتھ بندھا اور جکڑا ہوا نہ ہوتا تو اس ذریعہ سے اپنی حالت کا اظہار باہر کی دنیا سے کر سکتا تھا لیکن میری بے بسی کا یہ عالم گویا میرے اور باقی عالم کے درمیان ایک وسیع سمندر حائل

تھا میں بیان نہیں کر سکتا۔ کتنی بڑی اذیت اس آواز کو سن کر میرے دل کو ہوئی کبھی میں تقدیر کو برا بھلا کہتا کبھی فلک ناہنجار کو گالیاں دیتا اور کبھی دعا کرنے لگتا تھا کبھی کبھی میرے دماغ میں امید کی شعاع تیز پیدا ہو جاتی لیکن اس کے فوراً بعد میں پھر یاس کے اندھیرے میں گھر جاتا اسی حالت میں پڑا تھا کہ دروازہ کے باہر کسی کے پاؤں کی مدھم چاپ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی میرا دل زور سے دھک دھک کرنے لگا۔

آنے والا بظاہر دروازہ کے پاس آکر ٹھہر گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک۔ اور خیال… جگر دوز سینہ پاش روح فرسا خیال یہ پیدا ہوا کہ ممکن ہے یہ شخص جو۔ دروازہ کے باہر کھڑا ہے۔ فرقہ ہستیشین کا کوئی آدمی کوئی مکروہ صورت بونا… یا اس جماعت کا سرغنہ حسن حلبی ہی ہو!

پاؤں کی چاپ پھر سیڑھیوں کی طرف ہٹتی سنائی دی اور میرے خیالات کی رو اسی مایوسی کے رود بار میں بہنے لگی۔

میں نے سوچنا شروع کیا۔ برسٹل کا اس جگہ میری تلاش میں آنا…… کس حد تک ممکن تھا! کئی کئی پہلوؤں سے میں نے اس سوال کو سوچا لیکن انجام کار جس نتیجہ پر پہنچنا پڑا یہی تھا کہ…… نہیں اس کا میری تلاش میں اس جگہ آنا بالکل ہی بعید۔ از امکان ہے۔

۲

اور اس طرح تقدیر کی بے رحمانہ ظرافت سے ہم دونوں ایک ہی وقت میں ایک دوسرے کی صحیح حالت سے بے خبر اپنی اپنی جگہ پر بندھے، اور جکڑے۔

ہوئے پڑے تھے یعنی میں اپنے مکان پر اور وہ بنک کے بالائی خانہ .....
میں۔

اس آلہ پر اسرار کی مدد سے جو ارل ڈکسٹر نے حصول معلومات کے لئے کمرہ میں لگا رکھا تھا۔ برسٹل نے بنک کے کلرکوں کو ایک ایک کر کے رخصت ہوتے دیکھا اور کچھ ایسا گہرا انہماک اس کو ہوا کہ عارضی طور پر قید و بند کی حالت اور ذہنی اور جسمانی تکلیف کا احساس بھی زائل ہو گیا۔

"یہ طریقہ" ڈکسٹر اندھیرے میں کھڑا اس سے کہہ رہا تھا بے حد مفید ثابت ہوا ہے قریباً" ایک ہفتہ گذرا میں نے اس کنجی کا نشان حاصل کیا تھا جو خزانہ کے کمرہ میں لگتی ہے اور آج صبح کارینٹا نے میڈم سفورزا کی حیثیت میں اپنے جواہرات کا بکس تجوری میں رکھوا کے اس کی ایک کنجی حاصل کر لی ہے چنانچہ اس وقت آپ آئے تو میں اس کنجی کی دیکھ بھال کر رہا تھا اور چونکہ اس آلہ کی مدد سے میں نے یہ معلوم کر لیا ہے۔ کہ تجوری کا قفل کیونکر کھولتے ہیں اسلئے آئندہ چند گھنٹوں میں بعض ایسے واقعات پیش آئیں گے کہ آپ کو انہیں دیکھ کر یقینی طور پر حیرت ہو گی۔"

ایک مدھم کراہٹ برسٹل کا جواب تھی۔ موجودہ تکلیف دہ حالت میں غیر معین عرصہ تک کھڑے رہنا یقیناً اس کے لئے باعث راحت نہ ہو سکتا تھا۔

ایک ایک کر کے بنک کے سب کارکن رخصت ہوتے گئے تا کہ صرف ایک محرر باقی رہ گیا اس کے تھوڑی دیر بعد وہ بھی اپنا کام ختم کر کے اٹھا اور چلا گیا اور بنک کے چپڑاسی نے چیزوں کا رکھ رکھاؤ شروع کیا یہ ساری حالتیں اس تصویر کے ذریعہ سے جو میز کے سپید کپڑے پر منعکس ہو رہی تھی برسٹل کو نظر آتی رہیں اور

جب حالات اس حد تک ترقی کر چکے تو انجام معلوم کرنے کے شوق نے اس کی تکلیف بھی عارضی طور پر کم کر دی۔

چنانچہ اتنی گہری دلچسپی اس کو میز پوش کی بدلتی ہوئی تصویروں سے ہوئی کہ وہ اس حقیقت کو بھی معلوم نہ کر سکا کہ اب وہ کانگو فاؤنڈر کمپنی کے دفتر میں اکیلا تھا رفتہ رفتہ یہ بات اس کو گہری خاموشی سے جو کمرہ کے اندر چھائی ہوئی تھی نیز ایک اور واقعہ سے معلوم ہونے لگی۔

آلہ تصویر نما چونکہ اب تک بدستور لگا ہوا تھا اس لئے برسٹل نے اس ننھے سے عکس کی مدد سے جو میز پر بچھے ہوئے کپڑے پر پڑتا تھا معلوم کیا کہ ایک محتاط مگر پھرتیلی صورت سایہ کی طرح حرکت کرتی ان سیڑھیوں کی طرف جا رہی تھی جو خزانہ کے کمرہ کی طرف لے جاتی تھیں۔ کیا یہ بیان کرنے کی حاجت ہے کہ وہ صورت .... ارل ڈکسٹر کی تھی؟

بہت لوگوں کو یہ معلوم کر کے حیرت ہو گی کہ بنک کے بند ہونے کے بعد جب صرف ایک چپراسی یا چوکیدار موجود ہو دروازہ کھلا رکھنے کی مصلحت کیونکر لائق تسلیم سمجھی جا سکتی ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ ایک سے زیادہ بنکوں میں چپراسی کو صفائی کی مہلت دینے کے لئے کم از کم چند منٹ کے عرصہ تک دروازے کھلے رکھے جاتے ہیں۔ چنانچہ جس وقت بنک کا چپراسی جھاڑ تلاش کرنے عمارت کے ایک حصہ میں گیا ہوا تھا ڈکسٹر کھلے دروازہ کی راہ سے اندر چلا گیا۔

گہرے انہماک کی حالت میں اپنی تکلیف و اذیت سے لاپرواہ برسٹل اس تصویر کو جو میز کے پردہ منعکس ہو رہی تھی غور کے ساتھ دیکھتا رہا اس کی نظروں کے

کے سامنے ارل ڈکسٹر ایک مقام پر چھپا ہوا چپراسی کی واپسی کا انتظار کر رہا اور جب اس کے بعد وہ جھاڑو اور پانی کا ڈول لے کر اس کی موجودگی سے بے خبر پاس سے گذر رہا تھا تو ڈکسٹر نے پیچھے سے اس کے سر پر ریت کا تھیلا مار کر اس کو بے ہوش کر دیا اور پھر جلدی سے دوڑ کر باہر کا دروازہ بند کیا۔

مضبوعی کنجیاں پہلے ہی اس کے پاس موجود تھیں اور باقی حالات وا پنے . . . مخصوص آلہ اسرار نما کی مدد سے معلوم کر چکا تھا ایسے حالات میں بنک کی تجوری کو کھولنا ارل ڈکسٹر ایسے نامی چور کے لئے کیا دشوار ہو سکتا تھا یہ صحیح ہے کہ نقد روپیہ بہت کم کسی بنک کی شاخ میں رکھا جاتا ہے لیکن باقی چیزیں یقینی طور پر وہیں ہوتی ہیں کم از کم ڈکسٹر کو اس بات کا پورا اطمینان تھا کہ جس صندوق میں جو تار رکھا جاتا ہے اس کی کنجیاں یہیں ہیں۔

اپنی جگہ پر بے بسی کی حالت میں بندھا ہوا برسٹل سب کچھ دیکھتا لیکن بولنے یا ہاتھ ہلانے سے عاجز تھا اپنے جی میں وہ یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ جرم کی تاریخ میں بہت کم اس طرح کے موقعے پیش آئے ہوں گے کہ ایک نمائندہ قانون کی نظروں کے سامنے اور ایک حد تک اس کے اشتراک جہول سے اس قسم کی واردات عمل میں آئی ہو۔

رفتہ رفتہ مدھم ہوتی ہوئی روشنی کی وجہ سے مسز لیڈش کی تصویر مبہم اور غیر واضح ہونی شروع ہوئی. برسٹل کے بندھے ہوئے اعضا میں درد کی ٹیسیں تیز تر اٹھنے لگیں اور ایک دبی ہوئی کراہٹ کے ساتھ وہ بے ہوشی کے آغوش راحت میں سکھ کی نیند سو گیا

۱۳

تقدیر کی بے رحمیاں مشہور ہیں مگر اس کی ظرافتیں بھی کچھ کم دلکش نہیں ہوتیں۔ . . .

چنانچہ بعد ازاں جب مجھ کو معلوم ہوا کہ عین اس وقت جب میں اپنے کمرہ میں چار پائی سے بندھا ہوا برسٹل کی آمد کا انتظار کر رہا تھا وہ خود کا نگو فابٹر کمپنی کے دفتر میں ذبح کی ہوئی بھیڑ کی طرح لٹکا ہوا تھا اور اس دوران میں ہماری عدم موجودگی کے باوجود مقدس جوتے کا ڈرامہ حیرت انگیز تیزی رفتار سے آخری سین کی منزل تک بڑھتا چلا جاتا تھا تو میں تقدیر کو اس کی دلکش ظرافت کے لئے داد تحسین دئے بغیر نہ رہ سکا۔

میں ان حالات کو سن کر ہنسا اور بڑی دیر تک ہنستا رہا۔

باب ــ ۲۷

دو جوتے

۱

کوئی میرے دروازہ کو کھٹکھٹاتا تھا۔۔۔ کوئی میرے دروازہ کو زور زور سے کھٹکھٹاتا تھا۔۔۔ کوئی میرے دروازہ کو توڑ دینا چاہتا تھا۔

موت سے ملتی ہوئی بے ہوشی سے بہ مشکل بیدار ہونے کی کوشش کرکے میں نے سننا شروع کیا۔

سورج کی روشنی کھڑکیوں سے داخل ہو رہی تھی اور ایک آواز برسٹل کی آواز سے ملتی ہوئی لیکن نسبتاً مردہ اور کمزور کہتے سنائی دی۔

"توڑ ڈالو۔ میں حکم دیتا ہوں۔"

پُرچراتی ہوئی آواز کے ساتھ دروازہ کی لکڑی ٹوٹ گئی۔ اور برسٹل زرد رو دبا حال، پریشاں داخل ہوا اس کی پشت پر کچھ لوگ اور بھی تھے۔

وہ ایک عجیب طرح کا حقیقی نظارہ تھا جسکی یاد میں شاید مدت العمر نہ بھولوں گا "مسٹر کوانا" اس نے گلوگرفتہ آواز سے کہا۔ شکر ہے آپ زندہ ہیں لیکن مارڈن اس نے پیچھے مڑ کر آواز دی: "ادھر آ کے پہلے انہیں کھولو میرے ہاتھ تو حرکت کرنے کے ناقابل ہیں"

مارڈن دوڑتا ہوا اندر آیا اور اس کے بعد جو واقعہ مجھ کو یاد ہے۔ وہ میرے نیم جاں حالت میں چارپائی پر بیٹھنے اور مارڈن کے میرے منہ میں برانڈی ٹھونسنے کا ہے۔

۲

زندگی تھی کہ آپ پھر سے مل گیا" اس کے تھوڑی دیر بعد برسٹل نے مجھ کو صحیح الحواس ہوتے دیکھ کر کہنا شروع کیا: "بے شک آپ نے بہت تکلیف اٹھائی ہے لیکن میں نے بندھی ہوئی کلائیوں سے لٹک کر.... اُف! راحم خدا! متواتر سولہ گھنٹے اس حالت میں رہنا میرا ہی جی جانتا ہے کہ اس عذاب کے کیا معنی ہیں۔ آج صبح دفتر کا چپراسی کارٹر آیا تو اس نے میری رسیاں کھولیں"

بڑی آہستگی سے میں نے سر کو ایک دو بار حرکت دی۔ لیکن جواب میں کچھ نہ کہہ سکا۔ کیونکہ زبان قوت گویائی سے محروم تھی۔

"جس بنک سے آپ کا حساب تھا اس نے تقریر کرتے ہوئے کہا اس کی ... تجوری کل رات میری نظروں کے سامنے کھولی گئی۔ اور جب آج صبح عجائب خانہ کا دروازہ

کھلا، تو بے شمار خلقت اس جگہ موجود تھی۔ میں نے رہا ہونے کے بعد فوراً ہی بنک کے منیجر سے ملاقات کی اور جب اس نے کنجیاں آپ کے حوالہ کر دئے جانے کی خبر دی تو میرے پاؤں تلے مٹی ہی نکل گئی۔ کوئی سات منٹ بعد میں جب عجائب خانہ میں پہنچا۔ تو ایک نیا اچنبھا یہ دیکھا کہ جوتا وہیں بکس میں موجود تھا!"

"تو کیا...... اس کو چرایا نہیں گیا؟"

"آپ سمجھے نہیں" برسٹل نے بے صبری کا اشارہ کر کے کہا۔ اصلی جوتا چرا لیا گیا لیکن ایک اور مصنوعی اس جگہ لا کے رکھ دیا گیا۔ چنانچہ موسٹن نے فوراً معلوم کر لیا تھا کہ وہ مصنوعی ہے۔ دراصل بے شمار مشرقی باشندے آج صبح عجائب خانہ میں گئے تھے اور ان کی نگرانی بھی کی گئی تھی۔ مگر اس کا گمان کسے تھا کہ وہ بند صندوق کے اندر سے شیشہ توڑے بغیر جوتا نکال کے لے جائیں گے تاہم ہوا یہ کہ اس عرصہ خفیف میں جب موسٹن کی نظر اس طرف سے ہٹی ہوئی تھی ان لوگوں میں سے کسی نے صندوق کا ڈھکنا کھولا اور اصلی جوتا لے گیا

"اور نقلی......"

"نقلی وہاں رکھ گیا"

"بنک والوں نے غالباً آپ سے کہہ دیا ہو گا...."

کہ آپ اس صندوق کی کنجیاں پہلے ہی نکلوا کر لے گئے تھے......بے شک اس کا ذکر بنک والوں نے مجھ سے کر دیا تھا لیکن ڈکسٹر کو کیا معلوم کہ کنجیاں کہاں ہیں اگر اس کو معلوم ہو جاتا کہ وہ بنک کی تجوری میں نہیں ہیں تو وہ اس کو کھولنے کی زحمت کیوں کرتا۔!"

"خیر وہ کنجیاں کل رات حسن حلبی نے مجھ سے لے لیں اور ان ہی کی مدد سے شیشہ کا صندوق کھول کر اصلی جوتا نکالا اور مصنوعی اس کی جگہ رکھ دیا جس کا مطلب یہ ہے کہ بشیشبن کامیاب ہوئے اور ڈکسٹر۔۔۔۔ رہ گیا۔

"اور ہم!۔۔۔۔"

برسٹل ایک آرام کرسی پر گر کر اس کی پشت پر لیٹ گیا۔ پھر کہنے لگا۔

"ہم جیسے تھے ویسے رہے اس میں شک نہیں ہر ایک بندرگاہ کی نگرانی کی جا رہی ہے۔ لیکن۔"

باب-۲۸

کارنیٹا

ا

"اے صاحب! میں آپ کے رحم پر ہوں جی چاہے سلوک کیجئے مگر اس سے۔۔ پہلے کہ آپ کچھ کریں میں بمنت عرض کرتی ہوں کہ میری گذارش سن لیجئے"

اس کا خوشنما چہرہ ستا ہوا درزرد تھا اور اسی کی گہری جھلک اس کی دلکش نا فرمانی آنکھوں میں پائی جاتی ہے۔

متواتر ایک گھنٹہ سے میں اس موقعہ کا انتظار کر رہی تھی اس نے سلسلہ تقریر

جاری رکھ کر کہا بڑی مشکل سے یہ تنہائی نصیب ہوئی ہے اب اگر آپ مجھ کو حوالہ.. پولیس کرنے کا فیصلہ کر چکے ہوں تو میں کیا عذر کر سکتی ہوں بہر حال یاد رکھئے کہ میں اپنی مرضی سے خود ہی آپ کے پاس آئی ہوں آپ کو اختیار ہے میری بے بسی سے جس طرح جی چاہے فائدہ اٹھایئے لیکن میں جو کچھ کہنے کے لئے آئی تھی کم ازکم وہ کہہ لینے دیجئے۔"

اس کی آواز اتنی رسیلی صورت ایسی بے بس اور لہجہ اتنا منت آمیز تھا، اور اس کی حیرت انگیز دلکش نا فرمانی آنکھوں کی التجا اتنی زبردست تھی کہ میں مجبور ہو گیا اس کو حوالہ پولیس کرنے کا خیال اگر کبھی دل میں پیدا ہوا بھی تھا تو وہ ان عظیم نسوانی حربوں کا مقابلہ نہ کر سکا میرا خیال ہے اس مردانہ کمزوری کو اس نے بھی معلوم کر لیا ہو گا کیونکہ اب بڑھے ہوئے اعتماد کے ساتھ کہنے لگی۔

یاد کیجئے آپ کے دوست پروفیسر ڈیننگ کی موت حسن حلبی کی تحریر پر واقع ہوئی تھی کیا آپ اس کو اپنے دوست کا قاتل جانتے ہوئے بھی سزا پائے بغیر انگلستان سے رخصت ہونے کی اجازت دے سکتے ہیں ؟"

خدا شاہد ہے کہ اگر میرا بس چلتا تو حسن حلبی کبھی کا پولیس کی حراست میں آ چکا ہوتا لیکن میں بے بس تھا میری خاموشی مجبوری کی خاموشی تھی ڈیننگ کی موت کے بعد میرا اس قاتل جماعت کے افراد سے بارہا واسطہ پڑا تھا لیکن وہ لوگ اور ان کا رہبر حسن مجھے کیا سکاٹ لینڈ یارڈ والوں کو بھی دھتا بتانے تھے اور اب وہ پُراسرار جو تا بھی جس کے لئے یہ سارا کھیل جاری تھا ان ہی لوگوں کے ہاتھ آ چکا تھا صرف ایک آدمی برطانیہ کے عرض و طول میں صرف ایک.... ایسا تھا جو اس

مرد پُر اسرار حسن حلبی کی تلاش و حراست میں مدد دے سکتا یعنی ارل ڈکسٹر لیکن سوئے تقدیر سے وہ خود اس کی طرح انصاف کا بھگوڑا اور مفرور تھا حسن حلبی کی طرح سکاٹ لینڈ یارڈ کو ارل ڈکسٹر کی بھی تلاش تھی!

بنک کے واقعہ پُر اسرار کے وقت سے اس نازنین کی آمد کے لمحہ تک میرا پختہ یقین تھا کہ حسن حلبی اور ارل ڈکسٹر دونوں فرار ہو چکے لیکن اس کے بعد اس عورت کا زینٹا کی آمد صریحاً اس بات کا ثبوت تھی کہ کم از کم ڈکسٹر انگلستان سے رخصت نہیں ہوا۔

دیر تک وہ چپ چاپ بیٹھی میرے جواب کا انتظار کرتی رہی حتےٰ کہ میں یہ کہنے پر مجبور ہوا۔

ظاہر ہے کہ میں اپنے دوست کا بدلہ اسی صورت میں لے سکتا ہوں کہ میں قاتل کو پا سکوں "

وہ پُر شوق انداز سے آگے جھکی اور کہنے لگی۔

"میں اس کو پا سکتی ہوں "

میں گہری سوچ میں پڑ گیا اور اس کے بعد رکتے ہوئے کہا۔

"دیکھئے۔ آپ کو جو کچھ کہنا ہو کہہ جایئے۔ اس کے بعد میں اپنا عندیہ ظاہر کرونگا واقعات گذشتہ کے بعد میرا آپ سے بدظن ہونا قدرتی ہے تاہم اس نئے وعدہ کے بعد جو میں آپ سے کر چکا ہوں میں ان حالات کو جو آپ حسن حلبی کے بارہ میں بیان کرنا چاہتی ہوں صبر و سکون کے ساتھ سنوں گا۔ فرمایئے "

"بہت اچھا سنئے "اس نے اپنے سامنے میز پر کہنیاں ٹیکتے ہوئے کہا میں مجبور

ہو کر آپ کے پاس آئی ہوں۔ اور جس آدمی نے پروفیسر ڈیننگ کو قتل کیا تھا اس کا پتہ اس شرط پر آپ کو دے سکتی ہوں کہ اس کے عوض آپ بھی میری امداد کا وعدہ کریں "

میں نے تیز متجسس نظروں سے اس کی طرف دیکھا اس کا خوشنما چہرہ زرد اور ستا ہوا اور سیاہ رنگ کے حلقے اس کی آنکھوں کے گرد موجود تھے اس میں شک نہیں کہ چاند گھنا ہوا بھی خوشنما ہوتا ہے تاہم اس کی حالت ظاہر کرتی تھی کہ وہ کسی گہری مصیبت میں مبتلا ہے میں حیران ہو کر سوچنے لگا کہ وہ کس طرح کی امداد ہے جو وہ مجھ سے اس معاملہ میں لینا چاہتی ہے۔

"کیا آپ کا منشا یہ ہے کہ میں اس ڈکسٹر کو پولیس سے بچ کر فرار ہونے میں مدد دوں؟" آخر کار میں نے پوچھا۔

مگر اس نے صورت انکار سر ہلایا اور تھرائی ہوئی آواز سے کہنے لگی

"آہ اگر اتنی ہی بات ہوتی تو میں کبھی اس جگہ تک آنے کے خطروں میں پڑنا گوارا نہ کرتی میں اس آدمی کو ڈھونڈنے آئی ہوں جو ایک بے بس ستم رسیدہ عورت کی امداد کا جگر رکھتا ہو لندن میں کوئی ہمارا ساتھی نہیں کسی سے ہم کو امید امداد نہیں پس میں آپ کے پاس آئی ہوں کہ اگر آپ میری مدد کر سکیں تو میں حسن حلبی کی تلاش میں آپ کی مدد کروں گی "

"تو فرمایئے ڈکسٹر مجھ سے کیا چاہتا ہے "

"وہ کچھ نہیں چاہتا میں کارنیٹا سوالی بن کر آئی ہوں

"تاہم آپ اسی کی طرف سے آئی ہیں "

میرے اس رسمی فقرہ پر اس کا ضبط بالکل جواب دے گیا دونوں ہاتھوں سے منہ چھپاکر سسکیاں لے لے کر رونے لگی جوان عورت کا رونا... میں نہیں جانتا کتنے مرد ہیں جو اس کو متاثر ہوئے بغیر دیکھ سکیں۔ کم از کم میرا دل اس نظارہ پُر درد کی تاب نہ لا سکتا تھا۔ اس کو روتے دیکھ کر میں اس کے اگلے مکر و فریب کو ایک نامی چور سے کی شرکت کو یہاں تک کہ ان سختیوں اور بد سلوکیوں کو بھی جو اس نے مجھ سے کی تھیں بھول گیا۔ اب وہ میری نظروں میں محض ایک بے لبس بے امداد ستم رسیدہ عورت تھی جس کی چشم گریاں سے اشک خونی بہتے تھے اور جس کی دستگیری و امداد ہر ایک مہذب انسان کا فرض تھا۔

میں اُٹھ کر کھڑا ہو گیا اور کھڑکی کے پاس جاکر باہر کی طرف دیکھنے لگا۔ سوچتا تھا کہ مجھے اس موقعہ پر کیا رویہ اختیار کرنا چاہیئے؟ انسانیت ایک طرف کھینچ رہی تھی دوراندیشی کی خود غرضی دوسری راہ دکھاتی تھی۔

اس کی طرف دیکھے بغیر میں نے کہا۔

"آپ کو جو کچھ کہنا ہو بلا تامل کہہ جایئے میں اس بات کا وعدہ تو نہیں کر سکتا کہ سوسائٹی کے متعلق اپنے فرضوں کو بھول کر بے وجہ مسٹر ڈکسٹر کی امداد کروں گا تاہم یہ بھی میرا منشا نہیں ہے کہ رکتے ہوئے آپ کو اس کی بد افعالیوں کا ذمہ دار بنانے کی کوشش کروں اس لیئے اگر آپ مجھ کو حسن حلبی کا سراغ پانے میں کسی طرح کی مدد دے سکیں تو میں آپ کو یہ بات ظاہر کرنے پر مجبور نہ کروں گا کہ ڈکسٹر اب کہاں ہے۔" خدا میری حالت پہ رحم کرے اس نے اشک آلودہ آنکھوں سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ میں خود اس بات سے لاعلم ہوں کہ وہ کہاں ہے۔

. . . .

میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور کھڑکی کے پاس جا کر باہر کی طرف دیکھنے لگا سوچتا تھا کہ مجھے اس موقعہ پر کیا رویہ اختیار کرنا چاہئے انسانیت ایک طرف کھینچ رہی تھی دور اندیشی کی خود غرضی دوسری راہ دکھاتی رہی۔

اس کی طرف دیکھے بغیر میں نے کہا

"آپ کو جو کچھ کہنا ہو بلا تامل کہہ جائیے میں اس بات کا وعدہ تو نہیں کر سکتا کہ سوسائٹی کے متعلق اپنے فرضوں کو بھول کر بے وجہ مسٹر ڈکسٹر کی امداد کروں گا تاہم یہ بھی میرا منشا نہیں ہے کہ رکتے ہوئے آپ کو اس کی بد افعالیوں کا ذمہ دار بنانے کی کوشش کروں اس لئے اگر آپ مجھ کو حسن حلبی کا سراغ پانے میں کسی طرح کی مدد دے سکیں تو میں آپ کو یہ بات ظاہر کرنے پر مجبور نہ کروں گا کہ ڈکسٹر اب کہاں ہے۔ خدا میری حالت پر رحم کرے اس نے اشک آلود آنکھوں سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا میں خود اس بات سے لاعلم ہوں کہ وہ کہاں ہے۔

اس کی آواز میں درد اذیت کی جھلک تھی میں نے بے تابانہ مڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ آنسوؤں کے قطرے گھاس پر لگی ہوئی شبنم کی طرح اس کی لمبی پلکوں سے معلق تھے۔

کیا وہ غائب ہو گیا۔

اس نے سر کی حرکت سے ہاں کہی اور ایک لمحہ اپنے جذبات سے جد و جہد کرنے

کے بعد تھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگی؟

میں اسی کی تلاش میں آپ کی امداد طلب کرنے آئی ہوں۔ کیونکہ اس کو ڈھونڈھتے ہوئے ہم دونوں یقینی طور پر حسن کو پا لینگے؟

یعنی کیسے!

اس کی نگاہ میرے چہرے سے ہٹ کر زمین کی طرف لگی ہوئی تھی

سٹرکوانا! اس نے آہ سرد بھر کر جواب دیا۔ جو کچھ اس کے پاس تھا وہ سب نے جوتے کی تلاش میں ضائع کر دیا مگر اس پر بھی سٹیٹین بازی لے گئے۔ دولت تو خیر آنی جانی چیز ہے اور وہ اگر زندہ رہا تو پھر پیدا کرلے گا۔ مگر اس کا ہاتھ میرے خدا! ظالموں نے اس کا داہنا ہاتھ کاٹ کے اس کو ہمیشہ کے لیے نکما کر دیا۔ دھن اس کے پاس نہیں رہا۔ صحت اس کی جواب دے گی۔ اور وہ منحوس جوتا بھی جس کے لئے یہ سب کچھ کیا گیا تھا، وہ بھی ہاتھ آکر نکل گیا۔"

ارل ڈکسٹر کی مجرمانہ عیاریوں کا ذکر وہ اس انداز سے کر رہی تھی۔ جس طرح کوئی عورت اپنے شوہر کے ناعاقبت اندیشانہ اسراف کا کر سکتی ہے۔ اس کی غم نصیب و دلفریب صورت، اس کی مایوسانہ تقریر سے مل کر میرے سینہ میں ہیجان کرتی تھی۔ ایک اخباری نامہ نگار کی حیثیت میں میں نے کئی کئی دفعہ گرفتہ

سے ملاقات کی ہیں ۔ لیکن خدا گواہ ہے کہ ایسی عجیب اور حیرت انگیز ملاقات جیسی ارل ڈکسٹر کی شریک کار حسینہ سے اس روز ہوئی۔ بہت کم کسی موقع پر ہوئی ہوگی۔

سوچتا تھا، کیا اس کی تجویز مان لوں؟ انصاف کے برخلاف تھا۔ نہ کروں .... یہ انسانیت کے برخلاف تھا۔ جھوٹا وعدہ کر لوں؟ ... یہ تقاضائے بشریت کے برخلاف تھا۔

۲

ایک نیا خیال میرے دل میں پیدا ہوا۔

"آپ کو معلوم ہوگا۔ ڈکسٹر کو اس جوتے کا خیال کب اور کہاں پیدا ہوا تھا؟"

"مصر میں" اس نے جواب دیا "آپ سے کیا پردہ ہے وہ مشرقی حالات سے واقف ہے۔ کس طرح نواب چھچی بن کر اس نے ہندوستان میں ہاتھ رنگے تھے۔ اس کا حال آپ کو معلوم ہوگا۔ لبعدازاں جب اس کو معلوم ہوا کہ پرونیسر ویلنگ اس جوتے کو چرا کر انگلستان لے جاتا ہے، تو وہ بھیس بدل کر ...."

"میرے خدا۔ تو کیا، احمد علی فاروقی ....؟"

"وہی تھا۔ آہ۔ میں بیان نہیں کر سکتی، کس طرح میں نے اس کی منتیں کیں، ہاتھ جوڑے پاؤں پڑی، کہ اس جوتے کا خیال چھوڑ دو۔ ملک خدا کھلا ہے۔ نئی اور پرانی دنیا کی مجموعی دولت کے دروازے تم پر کھلے ہیں مگر اس کو نہ ماننا تھا، نہ مانا، اس نے میری بات کو عورت کی بکواس سمجھ کے پس انداز کر دیا اور اب آپ دیکھ سکتے ہیں"

"مگر اس جوتے کو حاصل کرنے سے اس کا مدعا کیا تھا....؟"

"حسن حلبی کے ہاتھ، یا مشرق کے دوسرے دولتمندوں کے ہاتھ بیش بہا معاوضہ پر فروخت کرنا۔"

"حالانکہ یہ کوشش آگ سے کھیلنے کے برابر تھی؟"

وہ تھوڑی دیر چپ رہی۔ ہجوم جذبات نے اس کی طاقت گویائی سلب کر دی تھی آخرکار "دو دن ہوئے!" اس نے مری ہوئی آواز سے کہنا شروع کیا۔" وہ اس جتے کو پانے کے لئے روانہ ہوا تھا۔۔۔۔"

"چرانے کے لئے؟"

"ہاں، حسن حلبی سے۔"

میں حیران تھا، کس طرح ایک آدمی یکہ و تنہا، داہنے ہاتھ سے محروم، اس عزم راسخ پر کاربند ہو سکتا ہے۔ بلاشبہ اس منحنی استخوانی صورت میں لوہے کی قوت بھری ہوئی تھی۔

"مجھکو یہ سوچ کر تعجب ہوتا ہے،" آخرکار میں نے کہا۔ "کہ جس صورت میں اس جتے کی وجہ سے اس کا داہنا ہاتھ ضائع ہوا۔ اور اس کو معلوم تھا کہ فرقہ حشیشین کے لوگ اس کی جان کے درپے پھرتے ہیں۔ تو پھر کس طرح اس نے جان بوجھ کر دہن شیر میں ہاتھ ڈالنے کی جرأت کی۔"

"بدقسمتی سے یہ امر واقعہ ہے۔" زرنام حسینہ نے آہ سرد کھینچتے ہوئے کہا۔

"دو دن گذرے وہ اس مہم پر روانہ ہوا تھا، اور۔۔۔"

"ہاں اور؟" میں نے تحریک کی۔ کیونکہ وہ فقرہ کرنا تمام ہی چھوڑ کر شدت غم سے تھرتھر کانپ رہی تھی۔

"وہ اب تک واپس نہیں آیا۔"!

الفاظ مری ہوئی آواز میں اس کے منہ سے نکلے۔ دونوں

ہاتھوں کی مٹھیاں کس گئیں اور جب وہ اپنے غم کو دبانے کی سعی ناکام میں کرسی سے اٹھ کر کھڑی ہوئی۔ تو میں نے دیکھا فکر و دہشت کے ایسے آثار اس کے چہرہ پر نمودار تھے۔ کہ میں انتہائی تامل کے باوجود اس کی امداد کے قابل ہونے کی خواہش پر مجبور ہو گیا

"مسٹر گوانا!" دفعتاً اس خاتون نے ایک جرم کی شرکت دار کی حیثیت میں غیر معمولی ہمت و استقلال کا اظہار کر کے کہا "مجھ کو معلوم ہے، وہ کس مکان میں گیا تھا۔ اس وقت کے بعد جو ذہنی اذیتیں میں نے برداشت کی ہیں۔ ان کا حال افسوس میں بیان نہیں کر سکتا۔ سینکڑوں بار میں نے سوچا، کہ پولیس کے پاس جاکر سارا حال بیان کر دوں اور سپاہیوں کی ایک جمعیت ساتھ لے کر خود اس مکان پر جاؤں، آہ، اے رحم خدا! میں نہیں جانتی، وہ زندہ بھی ہے یا نہیں۔ کیا تعجب وہ لوگ اس کی زندگی کا خاتمہ کر چکے ہوں۔ اور یہ اس کی اور میری آخری واردات ثابت ہو۔ بہت عرصہ تک میں نے اس سوال پر غور کیا اور آخرکار اس نتیجہ پر پہنچی، کہ پولیس کے پاس جانا واجب نہیں اس میں کئی طرح کے خطرے ہیں۔ دو دن، دو راتیں میں برابر فکر و انتظار کرتی رہی، اور اس کے بعد ... مجبور ہو کے باہر نکلی۔ آپ کو اس مایوسی کا آخری سہارا سمجھ کے ہر طرح کے نتیجوں سے لاپروا ہو کر میں مجبوراً حاضر ہوئی ہوں۔ بے شک آپ کو مجھ سے نفرت اور عداوت ہے اور جو جو برے سلوک میں نے آپ سے کیے ہیں۔ ان کے بعد ایسا ہونا باعث حیرت نہیں لیکن اس کے ساتھ یہ بھی امر واقعہ ہے، کہ میری طرح آپ بھی حسن کے دشمن ہیں۔ یعنی اس سے بہت زیادہ،

جتنے آپ میرے، یا ۔۔۔ اس کے ہو سکتے ہیں۔ علاوہ بریں، یہ بھی مجھ کو معلوم ہے کہ آپ فیاض ہیں اور ایک مبتلائے مصیبت عورت سے رحم کا سلوک کر سکتے ہیں۔ اس لئے ۔۔۔۔۔۔"

وہ فقرہ کو نا تمام ہی چھوڑ کر کرسی کی پیٹھ پر جھک گئی۔ اور اپنے خوشنما ہاتھوں کو موڑتے توڑتے ہوئے بے بسی کی نظروں سے میری طرف دیکھنے لگی۔

"مختصر کیجئے، اب آپ چاہتی کیا ہیں"؟ میں نے آخر کار پوچھا۔

"میری آرزو یہ ہے کہ ہم دونوں، میں اور آپ احسن حلبی کے مکان میں خفیہ طور پر داخل ہونے کی کوشش کریں۔ میں آپ کو اس کے عوض ۔۔۔۔۔۔"

"اور میں اس کے عوض ڈکسٹر کی آزادی میں دخل اندازی نہ کروں۔ یہی آپ کا مطلب ہے؟"

"ہاں، اگر یہ اس صورت میں کہ وہ ۔۔۔۔۔۔۔ اس وقت تک زندہ ہو۔" اس نے مری ہوئی آواز سے کہا۔

۴

حالت عجیب تھی۔ اور میرے خیال میں ایسی جو بہت کم کسی امن پسند شہری کو پیش آ سکتی ہے۔ مجھکو معلوم تھا، کہ ارل ڈکسٹر ایک نامی اشتہاری مجرم ہے۔ لیکن مجھ سے درخواست کی جا رہی تھی، کہ میں نہ صرف اس کو پولیس کی حراست سے محفوظ،

رکھوں، بلکہ اس کی ایک ساتھی عورت کے ساتھ خود بھی مجرمانہ طریق پہ ایک مرد ثالث کے مکان میں داخل ہونے کی کوشش کروں۔ اور وہ مرد ثالث کون؟ حسن حلبی، جس کے برابر ذی اقتدار طاقتور اور صاحب اثر آدمی مشرق و مغرب میں کبھی میری نظروں سے نہ گذرا تھا۔ اس کو اس کے مکان پہ پکڑنے یا زیادہ صریح لفظوں میں دہن شیر میں گھسنے کی کوشش۔ یہ اس استدعا کا مطلب تھا، اور جو کارینتا مجھ سے کر رہی تھی۔

اپنے جی میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ میرا دوست انسپکٹر برٹل اگر اس تجویز کا حال سنے، تو کیا کہے؟ پھر یہ بھی مجھ کو خیال آیا، کیا میں اس احمقانہ، جاں بازانہ مہم سے کبھی یہ دیکھنے کے لئے زندہ واپس آسکوں گا۔ کہ حسن کو اس کے جرموں کی کوئی سزا ملتی ہے؟ حالت روح فرسا اور امید پاش تھی۔ لیکن جس آدمی نے زنگی توپوں اور حلقہ گوؤں میں نامہ نگاری کی ہو، اس کے دل میں ایک طرح کا یہی شوق پیدا ہو جاتا ہے۔ جو سب سے بڑھ کر نئے اور نادیدہ خطروں کا خواہشمند رہتا ہے۔ یہی باعث تھا کہ سارے پہلو سوچ کر میں اس کام پہ آمادہ ہو گیا۔

چند لمحوں تک میں کھڑکی کے پاس کھڑا ہوا بے مدعا باہر کی طرف دیکھتا رہا۔ اس کے بعد نافرمانی آنکھوں والی

خاتون کی طرف مڑ کر میں نے فیصلہ کن لہجہ میں جواب دیا۔
"منظور ہے۔ چلیے"!

باب - ۲۹

پر اسرار مسٹر آئنز کس

۱

ایک چھوٹے سے سٹیشن پر اتر کر، ہریالی کچی سڑک پر چلتے ہوئے ہم دونوں واٹلنگ سٹریٹ میں جا پہنچے۔ سہ پہر کی ڈھلتی ہوئی دھوپ میں یہ جگہ گرد آلود، سپید اور حابس تھی۔ لندن سے اس مقام کا فاصلہ بذریعہ ریل بہ مشکل ایک گھنٹہ کا تھا۔ لیکن فضا سراسر دیہاتی تھی۔ چاروں طرف حد نگاہ تک سرسبز جھاڑیاں اور پودے اُگے ہوئے۔ کارنیٹا میرے پہلو میں اپنے شانہ پر ایک کیمرا لٹکائے چل رہی تھی۔ گو اس کے اجزا اتنے بے ضرر نہ تھے۔ جتنی اس کی اپنی یا اس کیمرے کی صورت تھی۔ کیونکہ

واقعہ میں نقب زنی کے آلات کا ایک مکمل سیٹ، جن کے استعمال سے وہ پوری طرح واقف تھی۔ اس کیمرے میں محفوظ تھا۔

"قریباً ایک میل آگے" دفعتاً اس نے کہا۔ "ایک سرائے ہے۔ وہاں سے غالباً کچھ حالات معلوم ہو سکیں گے۔ اس کا آخری خط وہیں سے میرے نام آیا تھا"۔

وہ شوق سیاحت رکھنے والے ساکنان شہر کی مانند ہم ساتھ ساتھ چلتے، غبار آلود سڑک کو قطع کرتے آگے بڑھے۔ دونوں چپ تھے۔ مگر خیالات کی رو دونوں کے دلوں میں دور پہنچی ہوئی تھی۔ اس کی توجہ ڈکسٹر کی یاد پہ اور میری ان خطرات پر لگی ہوئی تھی۔ جو اس مہم میں پیش آ سکتے تھے اسی طرح چپ چاپ چلتے ہم ایک موڑ سے گزر کر اس مقام سے جا پہنچے۔ جہاں سے پرفضا جھونپڑوں کے ایک مجموعہ کی پشت پہ وائٹ پول سرائے کا صحن نظر آتا تھا۔

یہ لوگ اس سرائے کے رہنے والے، آپ سے واقف ہیں؟" میں نے پوچھا۔ اس کی دلکش آنکھوں میں آثار ملامت پیدا ہو گئے۔

"اوہ یہ کس طرح ممکن ہے؟" اس نے کہا۔ "ہم کیا اس طرح کی غلطی کے مرتکب ہو سکتے تھے؟"

البتہ اس جگہ چائے پینے سے کچھ نہ کچھ معلومات

حاصل ہو جائیں گی۔"

سرائے میں پہنچ کر میں نے اس جگہ کے مالک سے باغ کے سایہ میں دستر خوان بچھوانے اور چائے کا سامان رکھوانے کی درخواست کی۔

سرائے دار نے سب تیاری آپ کی۔ پھر اس کے بعد کیمرہ کیس دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"بہت لوگ فوٹو حاصل کرنے ان اطراف میں آتے ہیں۔"

"اس لیے" کارنیتا نے جواب دیا۔ "کہ نظارہ بہت دلکش ہے"

"سرائے دار میز پہ ہاتھ رکھ کے کھڑا ہو گیا۔"

"ایک صاحب، پچھلے بدھ کو یہاں آئے تھے۔" اس نے بیان کرنا شروع کیا۔ "ایک سن رسیدہ آدمی جنہیں کسی طرح کا حادثہ پیش آیا تھا۔ اور وہ بحالی صحت کے لئے سیر کرتے پھر رہے تھے۔ ان کے پاس بھی کیمرہ تھا۔ مگر اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ ان کا داہنا ہاتھ ندارد تھا۔ مجھے یہ سوچ کر حیرت ہوتی ہے کہ وہ تصویریں کیونکر لیتے تھے۔"

"کیا کچھ تصویریں انہوں نے لی تھیں؟" میں نے دست بریدہ سن رسیدہ مرد شریف کا راز سمجھ کر کارنیتا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ہاں، میرے خیال میں تین چار تصویریں انہوں نے میرے

سامنے لی تھیں۔" سرائے دار نے جواب دیا۔ گو میری اپنی رائے میں یہ کورا جھوٹ تھا۔ کیونکہ وہ آدمی اگر ڈگسٹر تھا۔ تو اس کا کیمرہ یقینی طور پر نمائشی ہوگا۔ "بعد ازاں انہوں نے پوچھا۔ کیا ان اطراف میں کوئی پرانی عمارات بھی ہیں؟ میں نے گینڈ ہم ہال کا پتہ دیا۔ جس پر وہ بولے، کہ میں نے سنا تھا، گیٹ ہوس کی عمارت جو قریباً ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ سب سے پرانی ہے۔"

ایک نوجوان لڑکی جس کے رخسار سے شگفتہ پھولوں اور چھاتیاں دو چھپی ہوئی نختاؤں سے ملتی تھیں، چائے کا سامان لے کر آئی۔ پہلے مجھ کو ڈر ہوا کہ شاید اس کے بعد سرائے دار رخصت ہو جائے گا۔ مگر اس کو گفتگو کا شوق تھا، اس لیے واپس جانے کے بدلے اِدھر اُدھر ٹہلنے لگا۔ چنانچہ جس وقت وہ لڑکی چائے کا سامان رکھ کر جارہی تھی۔ کارنیٹ نے بھولے پن سے پوچھا۔

"آپ کی رائے میں رات ہونے سے پہلے ہم گیٹ ہاؤس کا فوٹو لے سکیں گے؟"

"ممکن ہے۔" اس نے جواب دیا۔ "لیکن اصلی دقت فاصلہ یا وقت کی نہیں۔"

"مسٹر آئنز کس کی ہے۔"

مسٹر آئیزرکس ۔ ۔ ۔ وہ کون ہے؟" میں نے پوچھا۔

"ایک سن رسیدہ یہودی جس نے حال میں گیٹ ہوس کی عمارت مول لی تھی۔ آدمی مالدار ہے۔ اور ایک بہت بڑی ہوٹل بھی رکھتا ہے۔ وہ قریباً ہر روز لندن جاتا ہے۔ مگر میں نہیں جانتا کیوں؟ بہرحال وہ کسی کو اپنے مکان کا فوٹو لینے نہیں دیتا۔ کئی شخصوں نے چاہا۔ مگر اس نے ہمیشہ انکار کیا۔

"لیکن وہ سن رسیدہ آدمی" کارنیٹا نے پرخیال انداز سے کہا۔ "وہ جس کے بارے میں آپ کہتے ہیں، کہ بدھ کے روز یہاں تھا۔ وہ بھی تو جیسا آپ نے بیان کیا اس جگہ کا فوٹو لینے گیا تھا۔"

"جی بے شک گیا تھا، لیکن نہ معلوم وہ اس کوشش میں کامیاب ہوا یا نہیں ہوا۔" کارنیٹا کچھ اور چائے ڈالنے میں مشغول ہو گئی۔ پھر بولی۔

"میں نے اپنی ایک سہیلی سے بھی سنا ہے۔ گیٹ ہوس کی عمارت بہت پرانی اور دلکش ہے۔ پھر میری سمجھ میں نہیں آتا، کہ کیوں یہ شخص مسٹر آئیزرکس لوگوں کو اس کا فوٹو لینے نہیں دیتا۔"

"مگر بات یہ ہے مکان کی تصویر حاصل کرنے کے لئے ملحقہ اراضی سے گذر کر اس کے پاس جانا پڑتا ہے۔ اور اس کے لئے صاحب خانہ کی اجازت ضروری ہے ۔ ۔ ۔ ۔"

"پھر اس سے کیا، میں پہلے مکان پر جا کر اجازت حاصل کرونگی۔ آپ کی رائے میں کیا مسٹر آئیزرکس کسی مکان ہی پر ہوگا۔"

میں نہیں کہہ سکتا۔ بہرحال آج میں نے اس کو گذرتے ہوئے نہیں دیکھا۔"

"شاید وہ رستہ میں مل جائے" میں نے اپنی طرف سے اضافہ کیا۔ "آپکو اس کا حلیہ یاد ہوگا؟"

"جی بس وہی حلیہ جو کسی یہودی کا ہو سکتا ہے۔ البتہ رنگت کچھ بسیچ ہے اور چشمہ لگاتا ہے۔ لمبی سپید داڑھی، بطریقوں سے ملتی ہوئی، اور بالکل الگ تھلگ رہتا ہے۔ اُسکے نوکروں کا حال مجھ کو معلوم نہیں، کیونکہ وہ لوگ کبھی اس جگہ نہیں آئے۔"

کارنیٹا نے کیبڈ ہم ہال اور گیٹ ہوس کی عمارتوں کا پورا پتہ پوچھا۔ جس کے بعد سرائے دار کسی کام کے لئے سرائے کے اندر چلا گیا۔ حالات جاننے کے بعد ایک عجیب طرح کی بے چینی کارنیٹا کو پیدا ہو گئی تھی۔ اور وہ بلا تاخیر گیٹ ہوس کو رخصت ہو جانا چاہتی تھی۔ کیونکہ سرائے دار کے بیان سے واضح ہو چکا تھا، کہ یہی وہ مقام ہے جس کو ہم اپنی منزل مقصود سمجھ سکتے ہیں۔

میرے جی میں اب بھی اس مہم کی کامیابی کے بارے میں کئی طرح کے اندیشے پیدا ہونے لگے تھے۔ نہ صرف کام انتہا درجے خطرناک تھا۔ بلکہ دیدہ و دانستہ ہم لوگ ہمشیشین کے اس گروہ میں گھسنا چاہتے تھے۔ جس سے آج تک میں اتنا ڈرتا تھا، حسن جیسی دوسروں کے مکان پر بھی کچھ کم خطرناک نہ تھا چہ جائیکہ ہم خود اس کے مہمان بن جاتے تھے۔

زمانہ حال میں اخبار نویسی کا فن بھی کسی حد تک فن جاسوسی کی مشابہت حاصل کر چکا ہے۔ اور پروفیسر ڈیننگ کے قتل کے بعد ایک سے زیادہ موقعوں پر یہی شوق جاسوسی میری رگوں میں تیز ہو چکا تھا۔ مجھ کو معلوم تھا۔ کہ سکاٹ لینڈ یارڈ کا محکمہ انتہائی کوششوں کے باوجود اس مرد پُراسرار کا پتہ پانے سے قاصر رہا ہے۔ جس کے اختیارات لامحدود، طاقتیں عظیم اور امکانات بعید از فہم تھے۔ اور اب میں، اس کام کو پورا کرنے

کے لئے دنیا کا نامور محکمہ جاسوسی جس سے قاصر رہا۔ اس عورت کی ہمراہی میں خطروں کے گرداب میں قصداً گھس جانا تھا۔

لاتعداد اندیشے میرے دل میں پیدا ہوتے تھے۔ کامیابی کی کم امید، بہت ہی کم تھی اور ناکامی کی... زیادہ۔ پہلی صورت میں یہ اطمینان دل کو حاصل تھا، کہ ڈیننگ کے قتل کا سراغ لگایا جاسکے گا۔ لیکن دوسری صورت میں... آہ۔ اس دوسری صورت کو سوچنے کی ہمت مجھ میں نہیں تھی۔

خیر ہم چلدیئے۔ نہ شکست ہونے والی خاموشی میں، اپنی اپنی فکروں میں ڈوبے ہوئے بے چین، بے ہمت اور کسی حد تک بے امید بھی ہم آگے ہی آگے چلے جارہے تھے رستہ میں دو سر دوروں کے سوا کوئی متنفس نہیں ملا۔ اور اسی طرح اس راہ پہ چلتے، جو سرائے دار نے ہم کو دکھائی تھی۔ ایک نشیب پہاڑی کی چوٹی پر پہنچ کر پہلی مرتبہ ہم نے اس قدیم عمارت کو دیکھا۔ جو گیٹ ہوس کے نام سے موسوم اور ایک چھوٹی سی وادی کے دامن میں واقع تھی۔ یہ ایک چھوٹی سی ٹیوڈر فیشن کی عمارت تھی۔ اور اب اس کی سرخ چھت غروب ہوتے ہوئے آفتاب کی رخصتی کرنوں میں چمک رہی تھی۔

سرائے دار کے بیان کردہ حالات کی بنا پہ جگہ کی شناخت کے بارہ میں کسی طرح کی غلط فہمی ناممکن تھی۔ سڑے ہوئے تنوں کے پرانے سال خوردہ درختوں کے ایک وسیع و عریض جنگل میں وہ صاف و سادہ مکان تھا۔ جس کی ظاہری صورت اور نواحی حالات کو دیکھتے ہوئے یہ گمان ہوتا تھا، کہ وہ کسی باحیثیت انگریز کا مسکن ہے۔

میں نے کارنیٹا کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں بخار کی حرارت پائی جاتی تھی۔ تو بھی اس کے ہونٹ انداز شجاعت سے ہلکی تشنجی حرکت کر رہے تھے۔

ہماری پر اسرار مہم اب شروع ہوا چاہتی تھی۔ سرخ چھت کے مکان کا نظارہ ان حالات کو جو اس وقت تک پردہ راز میں چھپے ہوئے تھے۔ واضح طور سے کرنے والا تھا۔ اس جگہ پہاڑی چوٹی پر کھڑا ہوا میں وہمی نظروں سے اس مکان کی طرف دیکھنے لگا جو ممکن تھا۔ ہم دونوں کو بھی اسی طرح نگل لے جسطرح وہ اس سے پہلے بدنصیب ڈکسٹر کو نگل چکا تھا۔

کنٹ کے پر فضا دیہات میں جہاں قدرت متبسم اور مسرور تھی۔ وہم و حقیقت اسرار و واقعیت، امید و دہشت، دسرت و گریہاں نظر آتے تھے۔

مشرق میں حد نگاہ پر کیڈہم ہال کی عمارت کا اونچا برج اور ہوا میں لہراتا ہوا جھنڈا دکھائی دیتا تھا۔ غروب آفتاب کے ساتھ دن بھر کے تھکے ہارے مزدور اپنی جھونپڑیوں کو واپس جا رہے تھے۔ بہت دور ڈاٹنگ سٹریٹ کی سفید فیتہ سے ملتی ہوئی سڑک پر ایک بہت بڑے چیونٹے سے ملتی ہوئی صورت حرکت کر رہی تھی۔

میں نے غور کر کے دیکھا۔ یہ ایک موٹر تھی۔ تھوڑے عرصہ تک وہ ہماری نظروں کے سامنے حرکت کرتی رہی۔ اس کے بعد سبز پیڑوں کے ایک کنج کی پشت پر نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

میں نے کارنیٹا کی طرف مڑا۔ اس کی نگاہ بھی اسی طرف لگی ہوئی تھی۔ وہ مجھ سے چار آنکھیں کر کے بولی۔

"یہی مسٹر آبیرنکس ہے۔" اور اس وقت میں نے دیکھا۔ اس کی آواز سخت، اور اپنے معمولی نقرئی آہنگ سے خالی تھی "میرے خیال میں اب یہ شوفر جس نے موٹر چلانے کا کام قاہرہ میں سیکھا تھا اس کے پاس رہتا ہے۔"

"کیا!..." میں نے کہنا شروع کیا۔ لیکن رک گیا۔

جس مقام پر وہ سڑک جس پر ہم کھڑے تھے۔ وادی میں اُنز گرگیٹ ہوس کے پائیں باغ میں چھپ جاتی تھی۔ وہ موٹر پھر ایک بار نمودار ہوئی۔ اور ہماری طرف آنے لگی۔

"اُف! میرے خدا!" کارنیٹا نے دبی آواز سے کہا۔ "ممکن ہے اس نے ہمکو دیکھ لیا ہو۔ اس لئے واپس آئے۔ ہمیں اس پہاڑی کی چوٹی کے پاس کسی مقام پر چھپ جانا چاہیئے۔"

میرے اپنے دل کو اس خیال سے اضطراب ہونے لگا! کہ اگر واقعی اس نے ہمیں دیکھ لیا، تو ہماری سوچی ہوئی سب تجویزیں بے کار ثابت ہوں گی خیر ہم پیچھے مُڑے اور تیز چلے تقریباً بیس قدم کے فاصلہ پر لب سڑک جھاڑیوں کے جھنڈ کی اوجھل میں چھُپ گئے۔

"یہ میرے خیال میں کافی ہے۔" میں نے دبی آواز سے کہا۔

ہمیں اس جگہ چھُپے بہت دیر نہ ہوئی تھی کہ وہ موٹر جو ہم نے دیکھی تھی قریب آتی نظر آئی۔

وہ ایک ہلکے وزن کی سفری موٹر تھی۔ اور اس کا ڈرائیور ایک وسیع الجثہ صاف ستھرا آدمی تھا۔ جس کی رنگت اگر اس قدر گندمی نہ ہوتی، تو بڑی آسانی سے باشندہ انگلستان سمجھا جا سکتا۔ کار کا پچھلا حصہ لیموسین طرز کا بنا ہوا تھا۔ اور جب وہ ہمارے پاس ہو کر گذری، تو کھلی کھڑکیوں کی راہ سے ہم نے دیکھا، صرف ایک آدمی اس کے اندر بیٹھا تھا۔

اس کے چہرہ کی ساخت اسرائیلیوں سے ملتی تھی۔ خط و خال تیز اور عقابی۔ کم از کم غیر مناسب فربہی کے آثار اس پر قطعاً نہ تھے۔ اس کی سپید داڑھی۔ ناف تک لمبی سر پر چمکیلی سلک ہیٹ اور آنکھوں پر سنہری کمانی کا ناک پکڑنے والا چشمہ تھا۔ مجموعی طور پر وہ ایک اس طرح کی صورت تھی۔ جس کی مثالیں دنیا کی اکثر بڑی بڑی کاروباری منڈیوں میں دیکھی جاتی ہیں۔ میرے اپنے خیال میں کوئی شخص جو حقیقت حال سے واقف نہ ہو۔ بہ آسانی مسٹر آئیزکس کو ایک کامیاب سوداگر، یا روپیہ کا لین دین کرنے والا ساہوکار تصور کر سکتا تھا۔

موٹر جس وقت ہمارے پاس ہو کر گذری تو میں دم بند کئے دبکا ہوا بیٹھا اس کو دیکھتا تھا۔ اور کارنیٹا میرے پہلو میں کسی نامعلوم احساس سے زور زور سے کانپ رہی تھی۔ تقریباً پچاس گز گاؤں کی طرف جا کر وہ رک گئی۔ میرا خیال ہے مسٹر آئیزکس نے قصداً اس کو رکوایا۔ اور ڈرائیور کو پیچھے لوٹ آنے کی ہدایت کی۔

موٹر پھر ایک بار ہمارے پاس ہو کر گذری۔ اور وادی کی طرف ہو لی۔ اس کے کئی منٹ بعد جب اس کی آواز فاصلہ کی دوری سے شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ سے ملتی تھی۔ میں نے اپنا ہاتھ کارنیٹا کی طرف بڑھایا۔ اور وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اب اس کا چہرہ زرد، لیکن آنکھیں مشتعل اور روشن تھیں۔

کیمرہ کیس ہاتھ میں لیتے ہوئے کہنے لگی:

"اگر وہ ہم کو دیکھ لیتا، تو ہماری سوچی ہوئی سب تجویزیں خاک میں مل جاتیں"

"یہ غلط ہے" میں نے اس طرح کی بولی آواز میں جو میرے اپنے کانوں کو خوفناک معلوم ہوتی تھی۔ جواب دیا۔ "اگر وہ اشارتاً بھی یہ بات ظاہر ہوتا کہ اس نے ہمیں

دیکھ لیا۔ فی الحقیقت اگر وہ ذرا سا بھی کھڑکی کی طرف جھکتا، تو میں کبھی اس کو نشانہ بنانے سے دریغ نہ کرتا۔"

اور یہ کہتے ہوئے میں نے وہ بھرا ہوا پستول اس کو دکھایا، جو اس سارے عرصہ میں کہ ہم جھاڑی کی پشت پر چھپے ہوئے تھے میرے ہاتھ میں رہا تھا،

خیر اب بہتر یہی ہے" کارینٹیا نے کہا۔ "ہم پھر اس کے روبرو آنے کی کوشش نہ کریں۔ بلکہ غروب آفتاب تک اسی جگہ ٹھہریں۔ اس کا اس مقام کی طرف آنا اور واپس جانا ثابت کرتا ہے، کہ اس نے دور سے ہم کو کھڑے ہوئے دیکھ لیا۔ گو میرا خیال ہے کہ پہچانا نہیں۔"

میں سر کے اشارہ سے ہاں کہی۔ اور پستول جیب میں رکھ لیا۔ مگر اپنے دل میں میں اس سوال کے بارہ میں پورا یقین حاصل نہ کر سکا، کہ وہ آدمی جو چیل کی نظر اور گدھ کی عقل رکھتا تھا۔ وہ ہمیں دیکھے اور پہچانے بغیر بے مدعا واپس آگیا ہوگا۔ چنانچہ یہی باعث تھا، کہ اس کے بڑی دیر بعد تک میں اس بارہ میں افسوس کرتا رہا۔ کہ کیوں نہ اسی وقت میں نے اس کو گولی مار کر مار ڈالا۔ جب موٹر میں بیٹھے ہوئے آئینہ کس کو دیکھ کر میں نے جانا تھا کہ وہ حسن جلبی ہی ہے۔

باب - ۳۰

چڑھائی

۱

آفتاب غروب ہوگیا۔ شفق کی سرخی شب کی سیاہی میں تبدیل ہونے لگی۔ لیکن اب بھی ہم دونوں۔ میں اور کارنیٹا۔ پہاڑی کی چوٹی پر چھپے ہوئے انتظار کر رہے تھے۔ نگاہ گیٹ ہوس کے دروازہ پر لگی ہوئی تھی۔ خیالات بہت دور پہنچے ہوئے تھے۔ لیکن جسموں میں آگے بڑھنے کی سکت نہ تھی۔ ایک عجیب طرح کی ہیبت ناک پراسرار مہم ہمارے سامنے تھی۔ یعنی ایسی جو میرے خیال میں کبھی کسی انسان کو کنٹ کے پرفضا دیہات میں پیش نہ آئی ہوگی۔ اور ہم اس کے آغاز کو جہاں تک ممکن تھا۔ ٹالنے اور لمحات آیندہ پر ڈالنے کی کوشش کر رہے تھے۔

ہماری سب سے بڑی کوششیں دو تھیں۔ ایک اپنے آپ کو اوروں کی نظروں سے چھپانا، دوسرے گیٹ ہاؤس میں آنے جانے والوں کو دیکھنا۔ اور جہاں تک ذاتی خیالات کا تعلق ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ ہمیں اس کوشش میں پوری

کامیابی ہوئی۔ یعنی ہم اپنی جگہ پر محفوظ رہے اور کوئی دوسرا۔۔
جہاں تک دو تیز متجسس نگاہوں کا تعلق ہے ہم نے کسی کو گیسٹ ہوس کے اندر جاتے، یا اِس کے دروازے سے باہر آتے نہیں دیکھا! اِس کے تھوڑی دیر بعد جب ہم اِس تنگ پگڈنڈی پر چل کر جو سمت مغرب میں اونچی زمین کا طواف کرکے مکان کی طرف جاتی تھی چلنے لگے تو رات سنسان اور خاموش تھی ایک حیرت انگیز ہیبت ناک سناٹا چاروں طرف چھایا ہوا تھا!

اونچے درخت ہمارے سروں کے اوپر ایک دوسرے سے ملتے تھے لیکن کوئی آواز حتیٰ کہ کوئی بہت معمولی سرسراہٹ بھی اِن میں پیدا نہ ہوئی ہوا بند تھی اور جہاں تک وحوش و طیور کا تعلق ہے اِنکی ہستی گویا بالکل ہی مٹ چکی تھی رات اندھیری تھی اور بادلوں کے چند سیاہ ہیبت ناک ٹکڑے جا بجا تاروں کے ریزہ الماس کو نمایاں کرتے پھیلے ہوئے تھے؟

یہ سنسانی اور خاموشی میرے دل پر اثر انداز ہوئے بغیر نہ رہی یعنی اب بعد از وقت مجھے اپنی اختیار کردہ مہم کی عظمت اور اپنی کوششوں کی مجنونانہ حقیقت کو سوچ کر افسوس ہوا ہم دونوں ایک میں اور ایک کارنیٹا اِس مرد جرار شیخ الہشیشین حسن جلبی کی لا محدود طاقتوں اور بہم گرفتوں کے مقابلہ میں کتنے کم حیثیت اور بے اہمیت تھے۔

میرے اعصاب دم آخر پر جواب دینے لگے!
کارنیٹا نے شاید اپنے حافظ تیز سے میرے خیالات کی لہر کو سمجھ لیا

کیونکہ وہ تسلی بخش لہجہ میں کہنے لگی!

مسٹر کوانا! ڈر کس بات کا ہے ایک طرف دو ہم ہیں ایک طرف دو وہ کیونکہ اس جماعت کے اور لوگ چند ہفتے پیشتر انگلستان سے رخصت ہو گئے تھے!

پورا یقین ہے!

اس کا حال تبھی ہم کو معلوم ہو گیا تھا جب ارل نے اس جوتے کو حسن سے واپس لینے کی یہ آخری مہم شروع کی تھی!

لیکن حسن!

وہ کسی مدعائے خاص کے لئے اب تک انگلستان ٹھہرا ہوا ہے ایک وہ ایک اس کا ساتھی جو موٹر چلاتا ہے!

اور جوتا!

جوتا اس کے پاس ہے جہاں حسن وہاں جوتا!

اس نے اپنے کیمرہ بکس سے ایک برقی مشعل نکالی اور اس کا رخ سامنے کی باڑ کی طرف پھیرا!

یہاں پر کسی جگہ ایک شگاف ہے۔ اس نے کہا غور کر کے دیکھئے میں اس مشعل کو بہت دیر روشن نہیں رکھ سکتی!

اس تاریکی میں جو مشعل کو گل کرنے سے پیدا ہوئی تھی میں باڑ کے ایک چوڑے سیاہ سوراخ کی طرف بڑھا کارنیٹا بھی میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر ساتھ ہی ساتھ آگے بڑھی!

ٹھیرو! اس نے کہا پہلے ربڑ کا جوتا پہن لو تاکہ آواز پیدا نہ ہو اور اپنے دوسرے بوٹ یہیں پڑے رہنے دو!

میں نے ٹینس کھیلنے کے شو میرے پاس تھے اِن کو پہن لیا کارنیٹا پہلے ہی اس طرح کے جوتے پہنے ہوئے تھی!

آگے مجھے ہونے دو! میں نے کہا، نہ معلوم زمین اس جگہ کیسی ہے! ناہموار! جھاڑیوں اور گھاس سے ڈھکی ہوئی!

چوپایوں کی طرح ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چلتے ہوئے میں نے دیکھا ایک چھوٹی سی ڈھلوان ہے پھر کارنیٹا کو احتیاط سے پیچھے آنے کے لئے کہا!

وُہ میدان جو عمارت کو گھیرے ہوئے تھا میری اُمیدوں سے بہت زیادہ وسیع نکلا تاہم جس طرح بھی ممکن تھا ہم بے آواز گھسٹتے جھاڑیوں کی خاردار شاخوں کو ایک طرف ہٹاتے، کہیں جھکتے، کہیں اُٹھتے آگے ہی آگے چلتے گئے، جیسا کہ سمجھا جا سکتا ہے ہماری رفتار سست تھی اِسلئے بڑی دیر کے بعد مکان کی سیاہ چار دیواری نظر آئی!

میرے لئے یہ اپنی قسم کی سب سے پہلی مہم تھی اور میں سوچتا تھا کہ اگر میں زندہ بچ کر آ گیا تو وُہ آخری ہی ہو گی مگر فی الحال اس کا فیصلہ دیوتاؤں کے ہاتھ تھا خدا معلوم حسن حلبی کے مقابلہ میں ہمارا کیا حال ہو۔ ہم اندر تک پہنچیں یا نہ پہنچیں۔ اور اس کے بعد جیتے جی واپس آئیں یا نہ آئیں!

دل کی بات عجیب تھی کبھی جوش اُمید سے پر کبھی لاتعداد اندیشوں

اُور وسوسوں سے سہما ہُوا۔ مگر کارنیٹا کو میں نے دیکھا! وُہ برف کی طرح ساکن و سرد تھی اُور رجب اِس کے بعد بولی۔ تو اِس کی آواز بھی اپنے اندر ایک طرح کی کاروباری جھلک رکھتی تھی!

آپ اِس جگہ ٹھہریئے اِس نے کہا۔ میں ایک بار اِس گھر کا طواف کرنا چاہتی ہوں۔

اُور اِس سے پہلے کہ میں اِس کو روکتا وُہ کسی ماہر فن شکاری کی احتیاط پھرتی سے ایک طرف کو چل دی اُور مجھ کو وہیں جھاڑیوں کے سایہ میں دبکا ہُوا چھوڑ گئی میں نے اندھیرے میں نگاہ پھاڑ پھاڑ کر دیکھا سامنے کا بہت کم نظارہ دکھائی دیتا تھا پودوں کی پھیلی ہوئی شاخیں اُور اُونچی ناہموار گھاس حد نگاہ میں فاصل تھی اُور اِس پر متضاد وہ تاریکی سنسانی! اُور خاموشی جو اِس مقام کو بھوتوں کا مسکن ... ظاہر کر رہی تھی!

مرطوب ہَوا کا جھونکا بھاری کثیف اُور بدبو دار میرے رخساروں کو چھوتا ہُوا نکل گیا درختوں کی ٹہنیاں ارواح کے بے پوست بازوؤں کی طرح ہلیں اُور تھم گئیں وہی خاموشی جو اِس سے پہلے تھی پھر دوبارہ چھا گئی!

میں نے ذرا سا اُٹھ کر مکان کی طرف دیکھا اِس کا قریبی حصہ کسی طرح کی بیلوں میں پوشیدہ تھا۔ جن کی نوعیت کا صحیح اندازہ میں اِس اندھیرے میں نہ کر سکا۔

ایک مرتبہ پھر میرے دل پر یاس کا غلبہ ہُوا اَور میں بڑھتی ہوئی فکر و تشویش کے ساتھ اپنی مددگار خاتون کی واپسی کا انتظار کرنے لگا حالت عجیب و پُراسرار تھی لیکن فی الحال اِس کی تجویہ نمائی بھی میرے دل کی مایوسی اَور افسردگی کو رفع کرنے سے قاصر تھی۔

اندیشے ... نامعلوم اندیشے ہر طرف سے اسکو گھیرے ہوئے تھے؟

۲

ایک ہلکی سرسراتی ہوئی آواز میرے داہنی طرف پیدا ہوئی اَور میں نے چونک کر وہ بھرا ہُوا پستول جو میری جیب میں تھا پکڑا!

چپ! خاموش! کارنیٹا کی آواز سنائی دی۔ اسی طرح جھاڑیوں میں رہ کر میرے ساتھ ساتھ چلے آؤ میں کوئی چیز دکھانا چاہتی ہوں!

پودوں کی کثرت سے پوشیدگی سہل تھی اَور اِس پر مستنزاد رات کی تاریکی اِس طرح کے گھپ اندھیرے میں جہاں ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا ہم اِس سال خوردہ عمارت کی طرف بڑھے قریباً آدھا چکر کاٹ کے کارنیٹا دفعتاً ٹھہری اَور کہنے لگی!

دیکھتے ہو!

الفاظ غیر ضروری تھے اِن کے بغیر ہی میری آنکھیں اس مقام پر لگی ہوئی تھیں جس کی طرف کارنیٹا نے دہشت کی سہمی ہوئی آوازوں سے اشارہ کیا تھا؟

میں نے دیکھا ایک چھوٹی چوکور کھڑکی ہیں جو اپنی شیشی ساخت سے

تہ خانہ میں بنی ہوئی معلوم ہوتی تھی اور جس کے سامنے لوہے کی مضبوط سلاخیں تھیں، اینٹوں کے اُبھرے ہوئے سایہ میں گہری سرخ رنگت کی روشنی تھی؟

اس کے سوا کارنیٹا نے ہلکی مری ہوئی آواز سے کہا، اور کوئی روشنی اس عمارت کے کسی حصہ میں نہیں ہے خدا جانے اس سرخ روشنی کا کیا مطلب ہے؟

میرا اپنا دماغ اس سوال کا جواب دینے سے قاصر تھا یہ کہنا کہ وہ ایک اس طرح کا کمرہ تاریک تھا جس سے فوٹو گرافر کام لیتا ہے ایک ظاہری اور رسمی لیکن غیر ممکن جواب تھا حسن حلبی اور فوٹو نہیں اس کا مطلب کچھ اور ہوگا۔

لیکن کیا۔

کارنیٹا بولی!

کام شروع کرنے سے پہلے اس روشنی کا حال معلوم کرنا چاہیے میرے خیال میں یہ ضرور کسی تہ خانہ کی کھڑکی ہے؟

اس جگہ مرطوب دلدلی زمین میں کھڑے ہو کر نامتناہی تک انتظار کرنا گو بدرجہ غایت تکلیف دہ اور صبر آزما تھا تاہم اس کے سوا چارہ بھی کیا تھا۔ قریباً ایک گھنٹہ ہم وہیں کھڑے ہوئے سرخ کھڑکی کی طرف دیکھا کئے لیکن نہ اس روشنی کو بجھنا تھا نہ بجھی اس اثنا میں خاموشی، گہری، ہیبت خیز کامل خاموشی چاروں طرف

چھائی تھی کوئی آواز چرند، پرند یا انسان کی حرکت، شور و تکلم کی آواز ہمارے کانوں میں نہ آتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ حشرات الارض بھی اِس مقام سے پرے رہنا چاہتے ہیں جہاں حسن صبی کا قیام ہے!

زیادہ انتظار بے سود ہے، کارنیٹا نے آخر کار اِس وقت جب میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا. کہا اِس لئے کام شروع کرنا چاہیئے کچھ کھڑکیاں اس برآمدہ کی طرف کھلتی ہیں اور دس گز آگے جھاڑیاں عمارت کی دیوار تک پھیلی ہوئی ہیں. ہم اِس طرف سے ہو کر برآمدہ میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے؛

میں آمادہ ہو گیا۔ اِس صبر کش، اعصاب گداز انتظار کے معاملہ میں جو کچھ بھی کیا جائے بہتر تھا. مضبوطی کے ساتھ پستول ہاتھ میں لئے اور دشمن پر گولی چلانے اور گولی چلا کر جان سے مارنے کا مصمم ارادہ کئے میں جھاڑیوں سے گزرا. اور کارنیٹا کو ساتھ لئے عمارت کے خاموش جنوبی حصے کا طواف کر کے بے آواز برآمدہ میں جا پہنچا.

۳

کارنیٹا نے دو زانو ہو کر وہ نقب زنی کا سامان جو اُس کے پاس تھا کھولا۔ چپ چاپ اِس کے پہلو میں کھڑا ہُوا میں اِس کی نازک پھرتیلی انگلیوں کو ضرورت کی چیزیں نکالتے دیکھ رہا

تھا۔ کیونکہ میری آنکھیں اب رفتہ رفتہ اندھیرے میں دیکھنے کی عادی ہو چکی تھی۔ نہ اِس نے کوئی عجلت کی، نہ کسی طرح کی آواز پیدا ہونے دی۔ میں اِس مہارت سے متعجب تھا عام حالات میں اِس بھولی نافرمانی آنکھوں کی خوبصورت خوش پوشش حسینہ کو دیکھ کر کسے خیال آسکتا تھا کہ وہ فن نقب زنی کی ماہر تھی کم از کم میں نے اپنی عمر میں ایسی شستہ وشائستہ خاتون کو جو اپنے محاسن ظاہری اوصاف باطنی کی وجہ سے اعلےٰ ترین سوسائٹی سے میل جول رکھ سکتی ہو اِس طرح کے آلات کو اپنی نازک سپید اُنگلیوں سے اِس پھرتی کے ساتھ تقسیم کرتے یا ترتیب دیتے نہ دیکھا تھا۔

اِس کے تھوڑی دیر بعد وہ مضطربانہ مُڑی اور میرا بازو پکڑ کر کہنے لگی۔

کھڑکیاں اندر سے کھلی ہیں اِس کا کیا مطلب ہے!

اِن بڑھتے ہوئے اسرار کا مطلب تو جو کچھ ہوگا ہوگا کم از کم اِس آخری انتہائی واقعہ نے میرے دل کی گرتی ہوئی ہمت کو بحال کر دیا! انجام وعواقب سے لاپرواہ ہو کر میں اِس مہم کو درجہ آخر تک لے جانے کو بے تاب تھا۔ جلدی سے کھڑکی قریبی کھول کر اندر گھس گیا؟

ایک دبی ہوئی سنسناتی آواز کارنیٹا کے مُنہ سے نکلی

اس کے بعد وُہ بھی میرے ساتھ اپنے ربڑ سول جوتوں کی مدد سے بے آواز اندر آ گئی؟

ایک لمحہ کے عرصہ محدود تک ہم پر جوش حالت میں کھڑے ہوئے سننے کی کوشش کرتے رہے اس کے بعد کارنیٹا کی مشعل کی تیز مثلث روشنی تاریکی کو چیرتی ہوئی فاصلہ تک پھیل گئی۔ اور اِس وقت معلوم ہُوا کہ کمرہ بالکل خالی سامانِ آرائش سے محروم اور خالی تھا؟

باب ۔ ۳۱

موت کا کُنڈ

ہیبت ناک پراسرار سناٹا گیٹ ہوس کی چار دیواری

ہیں چھایا ہوا تھا۔ اِس کی خاموشی قبرستان کی خاموشی سے ملتی تھی.... کوئی آواز..... کوئی خفیف تر آواز جس کو قطع کرنے والی سنائی نہ دیتی تھی۔

بے آواز چلتے..... ہم اندرونی غلام گردش میں پہنچے کمرہ کی طرح یہ جگہ بھی فرش و فروش اور سامانِ آرائش سے خالی تھا۔

اِس سے گزرتے ہوئے ہم تین دروازوں کے پاس ہو کر گذرے جن میں سے دو بائیں اور ایک داہنی طرف کھلتا تھا اور اِن میں سے ہر ایک کو ہاتھ لگا کر دیکھا؟ معلوم ہوا وہ کھلے تھے!..... سب پہلے ہی سے کھلے تھے اور جب ہم اِن کی راہ سے اندر گئے تو سامان آرائش سے بھی خالی اور محروم تھا؟

حالات کی اِس پراسرار رفتار کو سمجھنے کی بے سود کوشش کرتے آخر کار ہم دونوں، کارنیٹا اور میں ایک چھوٹے سے فراخ زینہ کے سرے پر جا پہنچے جو نیچے کی طرف جاتا تھا اور اِس سے اُتر کر ایک بھاری شاہ بلوط کی لکڑی کے بنے ہوئے دروازہ کے پاس پہنچے!

مرقد سے نکلی ہوئی بے تاب روح کی طرح بے آواز چلتی کارنیٹا مجھ سے پہلے اِس دروازہ کے پاس گئی۔ اور

ایک عجیب طرح کا چھوٹا سا آلہ جو ڈاکٹروں کے آلہ دم شناسی سے ملتا تھا۔ جھولے سے نکال کر بند دروازہ کے سیاہ تختہ سے لگا دیا۔ کچھ عرصہ تک وُہ اِس کی مدد سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتی رہی، کہ دروازہ کے اس پار کسی طرح کی کوئی آواز پیدا ہوتی ہے یا نہیں!
اِس دوران میں میں اس سے دو قدم فاصلہ پر کھڑا ہُوا حیرت کے ساتھ یہ سوچتا تھا کہ کس طرح سائنس کی ہر نئی ترقی اَور دریافت جرم پیشہ طبقہ کے افراد کو ایک نیا اوزار مہیا کرنے کا ذریعہ ثابت ہوتی ہے؟

مکان کے اندر داخل ہونے کے وقت سے لے کر اب اب تک ہم خاموش تھے کیونکہ کوئی ایسی بات نہ تھی جو ایک دوسرے سے کہی جاتی؟ اتنا ہم کو معلوم تھا کہ وہ جگہ جس سے سرخ رنگ کی روشنی خارج ہوتی تھی اِس کے آگے ہے اَور ہم اُسی تک پہنچنے کی کوشش کر رہے تھے؟

جس وقت کارنیٹا اِس مقام کے پاس کھڑی دم روکے ہوئے سنتی تھی میں نے برقی مشعل کی روشنی اِس کی طرف ڈالی اَور دیکھا کہ اِس کا ستا ہُوا سپید چہرہ بند دروازہ کی سیاہ زمین کے مقابلہ میں انتہا درجے نظر فریب اَور خوبصورت تھا

سراسیمگی اور دہشت کے آثار اس پر موجود تھے تو بھی وُہ دلکش تھا۔ دفعتاً اس نے آلہ ہٹا کر تہ کیا۔ اور اس کو پھر اسی جھولے میں رکھنے کے لیے جھکی۔ اسکے ساتھ ہی اس نے تار کی بنی ہوئی کنجیوں کا گچھا نکالا اور مجھ کو برقی لمپ دینے کا اشارہ کیا۔

میں جس وقت مشعل ہاتھ میں لیے اس کی طرف جا رہا تھا تو وُہ سیدھی کھڑی ہو کر مڑی ہوئی گردن سے دروازہ کی طرف دیکھنے لگی اس کی نگاہ کا پیچھے کرکے میں نے بھی ادھر دیکھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور

میں نہیں جانتا۔ کس طرح یہ واقعہ اب تک ہم دونوں سے پوشیدہ تھا بہر حال اب معلوم ہُوا کہ بند دروازہ کے قفل میں ایک کنجی پہلے سے موجود تھی؟

ہر چند میں میں اس فن لطیف کے اسرار سے ناواقف ہوں اور کارنیٹا کی ہمراہی سے پیشتر کبھی ایسے حالات میں قسمت ازمائی کا موقعہ مجھ کو نہیں ملا۔ تاہم اس واقعہ عجیب کو دیکھ کر میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ نقب زنی کی تاریخ میں اس طرح کا موقعہ ارل ڈکسٹر یا کارنیٹا کی زندگی میں بھی کمتر پیش آیا ہوگا۔ کہ صاحب خانہ اپنے مکان کو اس بے تکلفی کے ساتھ ناخواندہ مہمانوں کو سونپ کر رخصت ہوگیا بالکل اس طرح کی

حالت تھی گویا اہلِ مکان کو پہلے سے ہماری آمد کا انتظار تھا اور اس کی اپنی خواہش یہ تھی کہ ہم اس میں پھر کر اطمینان کے ساتھ اسے دیکھیں اور اس کے جس حصہ میں چاہتے ہوں۔ جائیں!

اب بھی جب ان واقعات پراسرار کو پیش آئے کافی عرصہ ہو چکا ہے میں جب اس وقت کو یاد کرتا ہوں اور وہ نظارہ میری آنکھوں کے سامنے پھرتا ہے کہ خاتون مجھ سے آگے اور میں اس سے چند قدم کے فاصلہ پر ہم دونوں حیرت انگیز سراسیمہ نظروں سے سیاہ رنگ کے بند دروازہ کو دیکھتے ہیں جس کے قفل میں اس کے کھولنے کی کنجی پہلے سے موجود تھی۔ تو وہ دہشت اور سنسنی جو اس واقعہ پراسرار سے مجھ کو ہوئی تھی پھر ایک بار تازہ ہوتی ہے پھر ایک بار میں انہی چند لمحات سے گزرتا ہوں اور ان کی ہر ادنی۔۔ تفصیل چشم تخیل کے سامنے پھر جاتی ہے۔ صریحاً اس کی تہ میں کوئی گہرا راز پوشیدہ تھا حلقۂ ہشیشین کے رہبر حسن حلبی کی یہ کوئی بے معنی فروگذاشت نہ تھی اور اس نے سارا مکان ہمارے معائنہ کے لئے کھلا چھوڑ رکھا تھا

یہ بات کہ اس خیال میں کارنیلا بھی مجھ سے متفق تھی اس کے چہرہ کے اثرات سے واضح ہو گئی مگر اس روز میں نے

دیکھا۔ کہ عورت کی ہستی، کمزور بھی تجربہ اور تربیت سے کتنی بلند ہمت اور با استقلال ہو سکتی ہے اس کنجی کی موجودگی نے کسی طرح کا اضطراب یا بے چینی اس کے چہرہ پر ظاہر نہیں کی صبر و سکون کی زندہ اور دلکش تصویر بنی ہوئی وہ اس دروازہ کے پاس کھڑی تھی؟

اور اس کے بعد دفعتاً......اس نے کنجی کو بالکل بے آواز گھمایا اور ایک نازک جیبی پستول ہاتھ میں لئے ہوئے دروازہ کو اندر کی طرف کھولنا شروع کیا؟

۲

دبی ہوئی بھیٹی دماغ کو پریشان کرنے والی بو میرے نتھنوں میں داخل ہوئی۔ اور کارنیلیا حزم و احتیاط کی تصویر کسی قدر آگے جھکی ہوئی دبے پاؤں آگے بڑھی! سرخ رنگ کی مدھم روشنی میں گھری ہوئی اس کی صورت کسی دوزخی حور کے نقشہ سے ملتی تھی قدم بہ قدم چلتا میں بھی اس کے پیچھے اندر جا کر اس کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ لیکن دہشت و اضطراب سے میرے بدن کا ایک ایک ریشہ پورے تناؤ کی حالت میں تھا؟

معلوم ہوا یہ کمرہ تہ خانہ کی صورت رکھتا تھا فی الحقیقت اس تنگ کھڑکی کی موجودگی جس میں لوہے کی سلاخیں لگی تھیں اور جس کی راہ سے سُرخ رنگ کی روشنی باہر جاتی تھی اس بات

کا ثبوت تھی۔ کہ عہد قدیم میں یہ کمرہ قید خانہ کا کام دیتا تھا؛ پتھر کی بنی ہوئی چھت سے گلابی رنگ کے مومی کاغذ کا ایک فانوس جس کی ڈھانچے میں تانبہ کی تیلیاں لگی تھیں معلق تھا اور یہ میرے خیال میں اہل مشرق کی بود و باش کا پہلا واضح نشان تھا جو ہم کو اس گھر کی چار دیواری میں نظر آیا۔ اسی کی روشنی تنگ کھڑکی سے باہر جاتی تھی اسی کے دھندلکے میں وہ ہیبت انگیز مقام جس کی ڈیوڑھی پر ہم کھڑے تھے؛ ایک حد تک نمایاں ہوتا؛

ہمارے عین بالمقابل پتھر کی اس دیوار میں جس کے اندر وہ چھوٹی چوکور کھڑکی بنی ہوئی تھی جس کے باہر آہنی سلاخیں لگی تھیں اور جس کی راہ سے سرخ روشنی خارج ہوتی تھی کھڑکی کے بائیں جانب ایک چھوٹے سے طاقچہ میں ایک چیز رکھی تھی جس پر میری اور کارینٹا کی ملی ہوئی نظریں اندر آتے ہی لگ گئیں اور اسکو دیکھتے ہی باقی سارے خیالات جو مکان کی سنسانی، کمروں کی ویرانی اور ہمارے اپنے دلوں کی حیرانی کے بارہ میں موجود تھے عارضی طور پر دب گئے۔

اِس لئے کہ وہی مقدس جوتا جس کے مخمصوں میں الجھے ہوئے ہم اِس جگہ تک آئے تھے؛

میرے خدا! مری ہوئی آواز میں کارینٹا کے مُنہ سے نکلا میرے خدا......"

اُور اِس نے لڑکھڑاتے ہوئے سنبھل کر میرا بازو سہارے کے لئے پکڑا؛

ہمارے سامنے چند انچوں کے فاصلہ پر فرش زمین نشیب تھا اُور اب جو میں نے غور کر کے دیکھا، معلوم ہُوا ایک گڑھا ہے جس میں میلا، چیپا اُور بدبودار پانی بھرا ہے وُہ تیز بُو جس کو میں نے دروازہ کھولنے کے بعد فوراً محسوس ہُوا یقینی طور پر اسی سے خارج ہوتی تھی گویا دروازہ اُور اِس کے سامنے... دیوار کے بیچ میں جہاں طاقچہ کے اندر مقدس جوتا دھرا تھا یہ بند پانی کا تنگ چشمہ حائل تھا۔ جس کی چوڑائی بارہ فٹ کے قریب تھی لیکن گہرائی اِس کا حال خدا کو ہی بہتر معلوم تھا؛

اُور اِس وقت یہ بھی مجھ کو معلوم ہُوا کہ پانی کی ایک ایک بوند گرنے کی آواز ٹپ ٹپ کے نہ ختم ہونے والے آہنگ سے پیدا ہوتی تھی مگر یہ آواز کس جگہ سے آتی تھی اِس کا حال پوشیدہ تھا

۳

اِس نظارہ پر اسرار کو دیکھ کر خونی دھند میں لپٹے ہوئے چشمہ کے ساحل پر کھڑے ہوئے جرار کارنیٹا کی ہمت بھی رفتہ رفتہ جواب دینے لگے اب تک وُہ حوصلہ مند اُور پر جوش تھی لیکن اب اِس کے بدن میں ہلکی لغزش اُور آنکھوں میں دہشت کے آثار پیدا ہو گئے اِس کی نگاہ چشمہ کے اِس پار رکھے ہوئے جوتے پر لگ گئی

مگر اِس کا دل اِس بات کا فیصلہ کرنے سے عاجز تھا کہ اب کیا کرنا چاہیئے اِس کی وُہ اگلی طاقت ہمت و جرأت بالکل مفقود ہو گئی؟

میں چونک کر پیچھے مڑا۔

یہ کیا آواز تھی جو سنائی دی!

بائیں ہاتھ سے کارنیٹا کو سہارا دیئے داہنے میں پستول لیئے میں جلدی سے پیچھے مڑ کر دیکھنے لگا بڑی آہستگی سے بالکل بے آواز وُہ بھاری دروازہ جس کی راہ سے ہم داخل ہوئے تھے بند ہوتا جا رہا تھا؟

کارنیٹا کو چھوڑ کر میں نے جلدی سے برقی شعل نکالی اَور اِسکو بائیں ہاتھ سے روشن کرتے ہوئے دروازہ اَور اِس سے پرے اِس اندھیرے شگاف کی طرف جہاں زینہ واقع تھا۔ دیکھنے لگا ایک زرد کینہ آمیز مشرقی چہرہ اِس آدمی کا جو حسن حلبی کی موٹر چلاتا تھا اَور دروازہ کی اوجھل میں چھپتا نظر آیا؟

آن واحد میں اِس شیطنت کی صحیح اہمیت سمجھ کر جس سے وہ لوگ ہمیں اِس حجرۂ پُراسرار میں بند کرنا چاہتے تھے میں نے پستول تان کے اِس کی آنکھوں کی شست باندھی لیکن بدقسمتی سے نشانہ خطا گیا بائیں ہاتھ کی حرکت کے ساتھ ہی وہاں بھی ہل گیا تھا اس لئے گولی پاس ہو کر نکل گئی اَور حسن حلبی کا نوکر بچ گیا دہشت کی تیز چیخ اِس کے منہ سے نکلی اَور وُہ اندھا دھند زینہ کی طرف بھاگا جلتی شعل ہاتھ میں لیئے میں نے اِس کا تعاقب کیا اَور اِس کی غائب ہوتی ہوئی صورت پر دو فیر اَور کیئے لیکن گو وہ زخمی ہو گیا مگر

از کم میرا اندازہ یہی ہے۔۔ تاہم زخم چونکہ خفیف تھا اس لئے وُہ گرتا پڑتا بچ نکلا اس کے فوراً بعد مجھے اس کے پاؤں کی آواز چھت کے اوپر غلام گردش میں سنائی دی۔

ایک پاؤں سے دروازہ کھول کر میں کارنیٹا کو دیکھنے کے لئے مُڑا۔ اس کا چہرہ بے رنگ اور سپید تھا تاہم استقلال کے گہرے آثار اس میں موجود تھے؛

وہ مر گیا؟ اس نے عجیب طرح کی بے جان آواز سے ڈکسٹر کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ وُہ اس جوتے کو پانے کی کوشش کرتا ہُوا مر گیا اب میں اُسے پا کر اور تلف کر کے چین لونگی؟

اور اس سے پہلے کہ میں اسے روکتا اس سے بھی پہلے کہ میں دوڑ کر اس کے پاس جا سکتا وُہ ناپاک گدلے پانی میں اترنے لگی شائد اس کی تہ میں کچی زمین تھی کیونکہ وُہ پہلے لڑکھڑائی پھر گرتے گرتے سنبھلی اور جب اس کے بعد میں نے دیکھا تو کمر تک گہرے پانی میں پہنچ چکی تھی؛

حیرت انگیز ہمت و استقلال کے ساتھ وُہ اس مقام کی طرف بڑھنے لگی۔ جہاں ان زحمتوں کا موجب جوتا پڑا تھا لیکن چشمہ کے وسط میں پُہنچکر چلتے چلتے ٹھہر گئی۔

میں نہیں جانتا۔ کس خانہ دماغ نے اس وقت دفعتاً اس بدبودار کا راز حل کیا؟ جو اس کمرہ پُر اسرار سے مجھ کو آ رہی تھی بہرحال

جس وقت میں نے کارنیٹا کو چشمہ کے وسط میں رُکتے سیدھا کھڑا ہوتے اُور اِس کے بعد ایک دہشت ناک چیخ مار کر وحشیانہ انداز سے پیچھے ہٹتا دیکھا تو میں سمجھ گیا کہ اِس بدبو کا کیا مطلب تھا۔

صرف ایک چیخ اس نے ماری مگر وُہ اتنی جاں گداز، روح فرسا اُور زہرہ پاش چیخ تھی کہ یہ جس کی یاد مدت العمر نہ بھولونگا اسکے بعد دوڑتے ہوئے پاس جاکر میں نے اسے پکڑا اُور گھسیٹ کر اپنی طرف کھینچ لیا؛

وُہ بیچاری بے خبر بے فرش پر بیہوش ہو کر گری اُور اِسکے بھیگے ہوئے کپڑے اعضا کے ساتھ چپک گئے؟

قریباً ایک گز پرے جس جگہ چشمہ کا ساحل واقع تھا ایک دیو ہیکل گھڑیال کی ہیبت ناک لمبی تھوتھنی سطح آب سے باہر نکلی اُور اِسکے ساتھ ہی دو کینہ آمیز گرسنہ آنکھیں اِس شکار کی طرف دیکھنے لگیں جو معجز نما خوبی تقدیر سے اِسکے منہ میں آتا آتا بچ گیا تھا؟

خود ستائی منظور نہیں نہ مبالغہ آمیزی میرا شیوہ ہے محض امر واقعہ کا اظہار کرتا ہوں کہ خطرہ کی اس انتہائی حالت میں ایک حیرت انگیز سکون مجھ پر طاری ہوگیا۔ بیہوش کارنیٹا کے پہلو میں کھڑا ہوا میں اِس ہیبت ناک اُور مکروہ حیوان کی نقل و حرکت کا انتظار کرنے لگا معمولی بھدے پن کے ساتھ اس نے اپنا نفرت انگیز چیچپ بدن پانی سے باہر نکالا اُور رینگتا ہوُا اس مقام کی طرف بڑھا جہاں کارنیٹا پڑی تھی۔ اسکا کھلا ہوُا مُنہ جس میں اُونچے زرد دانتوں کی قطار ببول کے کانٹوں سے ملتی دور تک پھیلی ہوئی تھی کارنیٹا کے بالکل قریب پہنچ گیا اُور میرا خیال ہے کہ اِسکے

بدبودار لعاب کا کچھ حصہ بھی کارنیٹا کے بھیگے ہوئے کپڑوں پر گرا قریب تھا کہ وہ اسکو پکڑ کر موت کے چشمہ تاریک میں لے جاتا کہ میں نے دفعتاً آگے جھک کر دس انچ کے فاصلہ سے اپنے ریوالور کی بقیہ تین گولیاں پے در پے اسکی بائیں آنکھ کی نشست لیکر داغ دیں.

ایک بار ہوا میں اچھل کر وہ چشمہ کے پانی میں جا رہا اور اسکے بعد وہیں اس کی نزعی تکلیفوں کا خاتمہ ہوا جس طرح کوئی دیو پانی کو ہوتا ہے خونی جھاگ چشمہ کی سطح آب پر پیدا ہوئی اور ایک مکروہ سنسناتی ہوئی آواز کانوں میں آنے لگی اس کے بعد جو کچھ ہوا اسکی یاد صرف ایک دہشت ناک خواب کی مانند باقی ہے جس کی تفصیل میں پورے طور پر بیان نہیں کر سکتا محض اتنا یاد ہے کہ ہولناک نظاروں اور ہیبت انگیز آوازوں کے اس مقام سے میں بیہوش کارنیٹا کو اٹھائے ہوئے کسی نہ کسی طرح رخصت ہونے میں کامیاب ہو گئے؛

۴

سیڑھیوں پر چڑھکر خالی کمروں سے گزرتا ہوا آخرکار میں اسی برآمدہ میں جا پہنچا جہاں پر اسرار مکان میں داخل ہونیسے پہلے قیام کیا تھا مگر اس جگہ آکر میری طاقت و ہمت بالکل جواب دے گئی، میرے پاس کوئی ذریعہ اسکو ہوش میں لانے کا نہیں تھا اور نہ اسکو موجودہ حالت میں اٹھا کر آگے لیجانے کی طاقت تھی ریوالور میں پھر ایک بار گولیاں بھر کر میں وہیں اسکے پہلو میں کھڑا ہوا وقت کا.. انتظار کرنے لگا۔

بادل منتشر ہو چکے تھے تاروں کی پھیکی روشنی سے قدرے اجالا ہو گیا تھا. زرد رو اور بے ہوش، لیکن خوبصورت، وہ اسی طرح بھیگے ہوئے کپڑوں میں

میں ملبوس برآمدہ کے سنگی فرش پہ پڑی تھی۔

اسی طرح وقت گذرتا گیا۔ اور اگر اندرون مکان سے کسی نئے حملہ کا اندیشہ تھا۔ تو وہ قطعاً ظہور میں نہیں آیا۔ خدا کو ہی بہتر معلوم تھا۔ کہ حسن جلبی کہاں گیا؟ کیا وہ اس مکان کے اندر موجود بھی تھا یا نہیں تھا؟

میرے خیالات کی رو بدنصیب اہل ڈکسٹر کی طرف گئی۔ یقینی طور پہ وہ قید حیات سے باہر جا چکا تھا۔ اس کا اس مکان کے اندر موجود نہ ہوتا اس کی موت کا بین ثبوت تھا۔ اور وہ جوتا... جو چشمۂ مرگ کے اس پار طاق دیوار میں پڑا تھا، کیا یہ وہی اصلی جوتا تھا۔ جسکو پہ وغیرہ ڈیننگ چرا کر لایا۔ اور جو ان سارے فتنوں کی بنیاد تھا؟ یقیناً نہیں، دراصل حسن نے یہ مصنوعی بناوٹی جوتا اصلی چیز کا مثنیٰ محض اس لئے یہاں رکھوایا تھا، کہ ڈکسٹر اس کو پانے کے لئے چشمہ سے گذرنے کی کوشش کرے اور گھڑیال کا لقمہ بنے۔ اور ہکا رنیٹا کے طور پہ وہ یقینی طور پہ اس کو پانے کے لئے پانی میں داخل ہوا اور مارا گیا۔

ہرچند میں اس کا یا اس کے طریقہ کار کا مداح نہ تھا۔ تاہم ڈکسٹر کے حسرت ناک انجام۔ اور کتنا دور رس حسن جلبی کا نتیجۂ انتقام تھا، کہ جو اس کی گرفت میں آیا، پھر زندہ نہ بچ سکا۔

آخرکار جب تازہ ہوا کے اثر نے کارنیٹا کو ہوش میں لانے میں مدد دی، اور اس نے متوحش انداز سے آنکھیں کھولیں، تو میں نے واقعات حال کے بارہ میں ایک لفظ تک کہے بغیر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور پھاٹک کی طرف لے چلا۔ کسی طرح کی مزاحمت کئے بغیر وہ ضعف جانی سے میرے ساتھ ساتھ چل دی۔ اس کی آنکھیں

بے مدعا خلا کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ اور تھوڑی دیر کے بعد آہ سرد سے ملا ہوا ایک لفظ اس کے منہ سے نکلتا تھا۔

"افسوس ازل! ... افسوس!"

پھاٹک چشم عشاق کی طرح کھلا تھا۔ اس سے گذر کر ہم سڑک کے پاس جا پہنچے۔ کسی آدمی نے ہمارا تعاقب نہیں کیا۔ کوئی آواز سکوت عظیم کو قطع کرنے والی کانوں میں نہیں آئی۔ ..

باب - ۳۲

چھ خاکی نشان!

۱

اس کے چند دن بعد جب میرے دوست نے اپنے وارک شائر کے دیہاتی مکان سے ایک دعوتی پیغام مجھے بھیجا۔ اور ایک ہفتہ کے لیے گاؤں کی زندگی کا مزا لینے کی درخواست کی۔ تو میں فوراً روانہ ہو گیا۔ کیونکہ حال کے روح پاش، زہرہ گداز، حوصلہ فرسا واقعات کے بعد واقعی مجھ کو چند

روزہ تعطیل کی ضرورت تھی۔ میرے اعصاب شکستہ تھے۔ گیبٹ ہوس کے پیر اسرار سانحی حالات اور کارنیٹا کے غمناک افسردہ چہرے کی یاد آثار دہشت سے مل کر اس طرح کے نہ زائل ہونے والے خیالات پیدا کرتی تھی۔ جو کسی ہیبت انگیز خواب سے بھی زیادہ ہیبت خیز تھے۔

اس کا تار مختصر تھا۔ اور اس کی وصولی سے پیشتر مجھے ہلٹن کے انگلستان واپس آنے کا حال بھی معلوم نہ تھا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ گو میرے اس سے بہت پرانے تعلقات تھے۔ تاہم اس سے زیادہ کہ ہلٹن کوٹھی ایلینڈس ہار بری کے پاس کسی جگہ واقع ہے۔ اور وہاں تک پہنچنے کے لئے برمنگھم کے نیو سٹریٹ سٹیشن پر گاڑی تبدیل پڑتی ہے۔ یہ بھی مجھکو معلوم نہ تھا کہ جگہ کیسی اور کن نواحات میں واقع ہے۔ مگر اس نے اپنے تار میں لکھا تھا کہ جس گاڑی پر آنا ہو لکھ دینا۔ میں ہار بری پر تم سے مل لوں گا۔ پس مقامیت کے تفصیلی حالات معلوم نہ ہونے کے باوجود کسی طرح کا اضطراب اس جگہ تک پہنچنے کے بارہ میں میرے دل کو نہیں تھا۔

پہلے میرا ارادہ یوسٹن سے دو بجکر پچپن کی ٹرین پر رخصت ہونے کا تھا۔ لیکن تیاری میں دیر ہونے کی وجہ سے شام کے چھ بجکر پچپن سے پہلے نہ چل سکا بحیثیت مجموعی یہ ٹرین ہر لحاظ سے موزوں تھی۔ اور میں نے طے کیا کہ رات کا کھانا ڈائننگ کار میں کھا لوں گا۔

ایک مصروف آدمی کی رخصت عارضی ہی کیوں نہ ہو، یقینی طور پر جوش انگیز اور ہنگامہ خیز ہوتی ہے۔ چیزوں کا رکھ رکھاؤ، اگلی مصروفیتوں کا التواء یا انقطاع اور

ایسی ہی کئی باتیں امر واقعہ یہ ہے کہ میں جب آخرکار گھر سے نکل کر پوسٹن جانے کے لئے کرایہ
کی موٹر پر سوار ہوا، تو اس کے پتی گدوں پر جھکتے ہوئے ایک گہری آہ سینہ سے نکل گئی
مقدس جوتے کی مہم اب ایک طرح پر ختم ہو چکی تھی۔ اور اگر میرا اندازہ غلط نہ تھا تو وہ
چیز جو پروفیسر ڈیٹینگ کی حماقت سے اس قدر خوں پاشانی کا موجب ہوئی۔ پھر ایک
بار حسن چلبی کی حفاظت میں اسی مقام کی طرف جا رہی تھی۔ جو اس کا بہترین مسکن اور محافظ
تھا، یہ سچ ہے کہ حسن چلبی کو اپنے فعلوں کی جواب دہی کا موقع پیش نہیں آیا۔ تاہم
... بہتر تھا، کہ وہ چلا گیا۔ اور اپنی خوں آشام جماعت کی آخری یاد اپنے ہی ساتھ
لے گیا۔ سب سے زیادہ رنج میرے دل کو اس ڈاکٹر کی عبرت ناک موت کا تھا۔ نہ
اس لئے، کہ میں اس کا ہمدرد یا اس کے پیشہ کا مداح تھا۔ بلکہ محض دل شکستہ کارنیٹا کی
وجہ سے۔ اس کی آخری تصویر، ستے ہوئے چہرے اور شدت گریہ سے سوجی ہوئی آنکھوں
کی، جو اس کی غمگینی اور اداسی میں بھی پیاری معلوم ہوتی تھیں، کیا یہ بیان کرنے کی
حاجت ہے، کہ وہ ایک ناقابل محو تصویر تھی، جو ہر وقت میری آنکھوں کے سامنے پھرا کرتی تھی۔

میں اس گہرے انہماک میں بیٹھا تھا۔ اور کارنیٹا کا زرد، پر درد، دلربا چہرہ
نظروں کے سامنے موجود تھا۔ کہ سڑک پر گاڑیوں کی کثرت کی وجہ سے میری موٹر
کو ایک لمحہ کے لئے ٹھہر جانا پڑا۔ اور اس وقت اس وقفہ قلیل میں ایک نہایت
عجیب واقعہ پیش آیا، جو یقیناً میرے جوش دماغ کا نتیجہ تھا۔

ہجوم رفع ہونے پر اس سے پہلے کہ میری موٹر چلتی۔ ایک اور کرایہ کی موٹر
پاس ہو کر نکلی، اور ایک سرسری جھلک اس کی سواریوں کی مجھ کو دکھائی دی۔ سارا
واقعہ ایک ثانیہ سے بھی کم عرصہ میں پیش آیا۔ مگر میں اس بات کا حلف لینے کو تیار

تھا۔ کہ اس موٹر میں وہی نافرمانی آنکھوں والی نازنین کارنیٹا، جھکی ہوئی صورت سے
خوشنما لباس پہنے بیٹھی تھی۔ اور اس کے پہلو میں ... آپ اس کو میرا واہمہ کہیے یا کچھ اور
بہرحال میں اظہار حقیقت پر مجبور ہوں، ... اس کے پہلو میں وہی استخوانی چہرہ کا
بین الاقوامی شہرت رکھنے والا نامی چور ارل ڈکسٹر موجود تھا۔

موٹر کے آگے نکلتے ہی میں نے گردن بڑھا کر دیکھنے کی کوشش کی، میرا خیال
تھا، کہ اگر وہ ہیں، تو ضرور پیچھے مڑ کر دیکھیں گے۔ کم از کم کارنیٹا پر میرے جو
احسان تھے ان کا تقاضا یہی تھا۔ لیکن موٹر بہت دور آگے چلی گئی۔ اور اس کی سواریوں
میں سے کسی نے پیچھے مڑ کر نہیں دیکھا۔ خدا کو ہی بہتر معلوم تھا، کہ جو کچھ مجھ کو نظر آیا
امر واقع تھا، یا جوش تخیل کی پیدا کی ہوئی تصویر۔

اور اس کے بعد لندن کے شمالی پھاٹک یوسٹن کے ریلوے سٹیشن پر پہنچ کر
لاتعداد ان مسافروں کی بھیڑ میں جو اس کے مختلف پلیٹ فارموں پر ادھر سے ادھر
آجا رہے تھے۔ ان دو پہچانی ہوئی صورتوں کو بہتیرا تلاش کیا۔ لیکن نہ ارل ڈکسٹر
نہ اس کی خوبصورت جوڑی دار کارنیٹا، کہیں نظر آئی۔
مجبور ہو کر میں جس آخری نتیجہ پر پہنچا یہی تھا، کہ مجھ کو نظری دھوکا ہوا ہے۔
ورنہ اس موٹر پر ان میں سے کوئی سوار نہ تھا۔

۲

بلٹن کے نام اپنی روانگی کا تار بھیج کر میں ۵۵-۶ کی گاڑی پر سوار ہوا۔
میرا خیال تھا، کہ میں اس ڈبہ میں اکیلا ہوں۔ کم از کم میں جب اس میں بیٹھا، تو وہ
خالی تھا، اس کے بعد نہ معلوم کب، شاید اس وقت جب میں شام کا اخبار دیکھنے میں

مشغول تھا، ایک اور مسافر اس میں سوار ہو گیا۔ بہر حال گاڑی یوسٹن کے پلیٹ فارم سے گذر کر رفتار تیز کرنے لگی تھی۔ کہ میں نے اخبار ہٹا کر دیکھا، تو ایک آدمی اور بھی اسی ڈبہ کے سرے پر میرے بالمقابل بیٹھا تھا۔

وہ کوئی اجنبی اور نامعلوم آدمی تھا۔ لیکن آہ! .... اس کی آنکھیں!

اس کا رنگ نہ بہت کھلا، خط و خال باریک، لباس فیشن کے مطابق اور چہرہ ریش و بروت سے پاک تھا۔ اس کی عمر پچیس سے پینتیس سال تک۔ نہ معلوم کتنی تھی بہرحال اتنا میں نے دیکھا، کہ اس کی بھویں اور سر کے بال سیاہ تھے۔ لیکن سب سے بڑھ کر حیرت انگیز اس کی آنکھیں تھیں۔ وہ ناقابلِ فراموش، اثر ریز بھیانک، جو صرف ایک ہی شخص میں میں نے دیکھی تھیں ... حسن جلبی میں!

لیکن نہیں یہ شخص حسن جلبی نہیں تھا، مگر خیالات کا سلسلہ اس ہستی پر اسرار کی طرف گیا۔ تو ایک اور سوال پیدا ہو گیا۔ یعنی اس کے حدود انگلستان سے رخصت ہونے کا مجھ کو معلوم تھا، کہ انگلستان کی پولیس بیوسکاٹ لینڈ یارڈ کے زیر ہدایت ملک کی سب بندرگاہوں کی نگرانی کرتی رہی ہے۔ لیکن نہ حسن جلبی اور نہ اس کی جماعت کے باقی شخصوں کی رخصت کا حال کس کو معلوم ہے۔ خدا جانے وہ لوگ واقعی چھپے گئے۔ یا اب تک انگلستان ہی میں تھے۔ جس آخری صورت میں ... ممکن تھا یہ آدمی اسی جماعت کے جاسوسوں میں سے ایک ہو۔

میں نے بغور اس کی تیز سیاہ آنکھوں کی طرف دیکھا۔ وہ بڑی دلیری سے میری نگاہ کا مقابلہ کر رہی تھیں، گو اس بے باکی پر بھی ان میں ایک ہلکا، دبا ہوا تبسم اور ملائمیت کا اثر پوشیدہ تھا۔

میں نے بہانہ کے لئے اخبار کھول دیا۔ بائیں ہاتھ میں لے لیا۔ اور اس کی اوجھل میں داہنے ہاتھ سے کوٹ کی جیب میں رکھے ہوئے سمتھ اور ویسن ریوالور کو تلاش کرنے لگا۔

مقدس جوتے کی راہ میں اپنی نادانستہ شرکت کے بعد ہر لحظہ مجھے قاتلانہ حملوں کا خوف لگا رہتا تھا۔ اور یہی وجہ تھی، کہ میں سفر و حضر میں کبھی اپنے پستول کو دم بھر جدا نہ کرتا تھا۔

مسافر کی نگاہ میری حرکات پر لگی ہوئی تھی۔ اور گو میری اپنی آنکھیں اخبار کی پشت پر چھپی ہوئی تھیں۔ تاہم میں اس بات کو محسوس کر سکتا تھا، کہ وہ گھورتی ہوئی نظروں سے میری طرف دیکھتا ہے۔ لیکن نہ وہ اپنی جگہ سے ہلا۔ نہ اس نے کچھ کہا۔ اور نہ میں نے اپنی طرف سے آغاز گفتگو کی کوشش کی۔ اسی حالت میں گاڑی نارتھمپٹن کے سٹیشن پر جا کر ٹھہر گئی۔

اور اس وقت یہ دیکھ کر نامعلوم مسافر کو اسی جگہ اترنا ہے۔ میرے سہمے ہوئے جی کو بے اختیار اطمینان حاصل ہو گیا۔ بات یہ ہے۔ اس زمانہ میں میں مستقل کی طرح ڈرتا۔ جیسا کہ اپنے سایہ تک سے بدکتا تھا۔ اس آدمی کی موجودگی زیادہ نہ سہی، میرے جی کا ہراس بڑھانے والی ضرور تھی۔ اچھا ہوا وہ یہیں تک آکے رہ گیا۔ خس کم، جہاں پاک۔

اجنبی نے پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر دروازہ پھیر دیا۔ اس کے بعد کھڑکی کی راہ سے اندر جھک کر دبی آواز سے کہنے لگا۔

"مسٹر کوانا! معاملہ آپ سے بے تعلق ہے۔ تاہم خبردار رہیے۔ اور بالکل

دخل نہ دیجئے۔ جن سے واسطہ ہے، اپنے آپ بھگت لیں گے۔ سمجھے!"
اور اتنا کہہ کر وہ سٹیشن کے اس حصہ میں جدھر تاریکی تھی، غائب ہو گیا۔

۳

میرا دل زور سے دھک دھک کرنے لگا۔

معلوم ہوا میرے اندیشے غلط نہ تھے۔ یقینی طور پر یہ آدمی سٹیشن کا کوئی کارکن یا حسن حلبی کا جاسوس تھا، مگر اس کی تنبیہ دخل نہ دینے اور بھگت لینے کے متعلق کچھ اہمیت رکھتی تھی۔

میں نے کھڑکی سے گردن نکال کر دیکھا، دائیں بائیں حد نگاہ تک وہ کہیں نظر نہ آتا تھا۔

وہ جس پر اسرار طریقہ پر آیا تھا۔ اسی طرح غائب ہو گیا۔

نارتھمپٹن سے کوئی نیا مسافر میرے ڈبہ میں نہیں چڑھا۔ تاہم اجنبی کے الفاظ نے ایک گہرا ہراس میرے دل میں پیدا کر دیا تھا۔ لاتعداد اندیشے اور ناقابل بیان وسوسے از سر نو پیدا ہونے لگے۔ تاہم میں ان کا ذکر کرنا نہیں چاہتا کیونکہ یہ تفصیل محض تھکا دینے والی ثابت ہو گی۔ مختصر یہ کہ برمنگھم تک کے سفر میں ایک لحظہ بھر کا چین دل کو حاصل نہ ہوا۔

پورے نو ہوئے تھے۔ جب گاڑی نیو سٹریٹ کے جنکشن پر پہنچی۔ میں چونکہ بھوکا تھا۔ اس لئے وہیں ریلوے سٹیشن کے بفٹ پر جلدی سے ایک گلاس سوڈا میں ملی ہوئی برانڈی کا لے کر پی گیا۔ اور اس کے بعد بیگ ہاتھ میں لے کر اس گاڑی کی طرف دوڑا، جو ہاربرجی کو جاتی تھی۔ مگر وہ اتنے ہی میں چل

گئی - اور مجبوراً مجھ کو اگلی انتظار کرنا پڑا -

گیارہ بیں دس منٹ باقی تھے - کہ میں آخر کار سار بری کے ویران پلیٹ فارم پر کھڑا رخصت ہوتی ہوئی لوکل ٹرین کی سرخ بتی کو دیکھ کر - اور اس وقت یہ معلوم کر کے دہشت کا ایک نیا احساس دل کو ہونا شروع ہوا - کہ میرے دوست ہلٹن کا مکان " اپ لینڈس " اس جگہ سے کم وبیش چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے - اسٹیشن پر نہ وہ خود میری تعظیم کے لئے آیا ، نہ اس نے کسی طرح کی سواری کا انتظام کیا ، اب میں تھا ، یا وہ رستہ یا سنسان رات ، یا - - - اندیشے -

صرف ایک آدمی ، میں نہیں جانتا ، وہ اسٹیشن ماسٹر تھا یا اس کا نائب یا کون؟ بہر حال وہ میرے اپ لینڈس کے دروازہ پر پہنچنے تک تہذیب کا آخری قائمقام تھا - جس سے میں ملاقات کی امید کر سکتا تھا -

اور اس اثنا میں یہ خیال رہ رہ کر جی کو حیران کر رہا تھا - کہ وہ تنبیہ جو پر اسرار اجنبی نے مجھ کو کی تھی ، کیا معنی رکھ سکتی ہے - کون سا معاملہ تھا - جس سے مجھکو بے تعلق رکھنے پر بھی خبردار کرنا ضروری سمجھا گیا؟ کیا نادانستہ میری موجودگی پر محمول نہ کیا جا سکتا تھا -

سٹیشن ماسٹر کے رخصتی الفاظ کی گونج کانوں میں لئے میں سنسان گاؤں سے گذر کر غیر آباد سڑک پر چلنے لگا -

۴

چاندی کی روشنی خلاف معمول تیز اور صاف تھی - گو بہت دور مغرب میں بادلوں کا ایک کالا پہاڑ رفتہ رفتہ حرکت کرتا نظر آتا تھا - وہ دو رویہ جھاڑیوں کے حاشیہ میں گھری

ہوئی سپید سڑک نقرئی دھاگے کی طرح بل کھاتی ہوئی اس مقام تک واضح اور صاف دکھائی دیتی تھی۔ جہاں اس کے سرے پہ درختوں کا اونچا سا جھنڈ حد فاصل تھا۔

ٹھوس پختہ سڑک پر میرے پاؤں تیز آواز پیدا کرتے ہوئے چلنے لگے دن بھر کی گرمی کے بعد سرد ہوا کے جھونکے راحت افزا اور مفرح تھے۔ اور اگر نامعلوم خطروں کی دہشت ہر لحظہ دامن گیر نہ ہوتی، تو میرا خیال ہے کہ وہ ایک دلکش اور پر لطف سفر ہوتا۔ لیکن موجودہ حالت میں آدھ گھنٹہ چلنے کے بعد بھی ایسا معلوم ہوتا تھا گویا میں اسی مقام پر کھڑا ہوں۔ جہاں بیس منٹ پہلے تھا۔

میں نے احساس اضمحلال کے ساتھ اپنا سفری بیگ ہاتھ سے رکھ دیا۔ اور دل بہلانے کے خیال سے پائپ نکال کر سلگایا۔ فکر و تنہائی کی حالتوں میں اس سے بہتر کوئی غمگسار نہیں ہے۔

اور اس وقت دفعتاً ایک طرف کی جھاڑیوں کے سایہ میں میں نے کسی چیز کو حرکت کرتے دیکھا۔ وہ کوئی گول سی چیز تھی کسی بہت بڑے پتے کی شکل کی۔ بہرحال اس وقت رات کے سناٹے اور تنہائی میں اس کو دیکھ کر ضبط کے باوجود ہلکی تھرتھری میرے بدن میں پیدا ہوگئی۔ روحوں، بھوتوں اور چھلاؤں کے بارے میں وہ باتیں جو میں نے مشرقی افسانوں میں پڑھی تھیں۔ حقیقت اختیار کرنے لگیں۔ اس قسم کے حوصلہ کی نمائش کرتے ہوئے جو باطناً میرے اندر نہ تھا۔ میں نے فرش زمین پر رکھا ہوا بیگ ہاتھ میں لے لیا۔ اور اپنے طرز عمل سے ظاہر کرنے کی کوشش کی کہ میں نے ایسی کوئی چیز نہیں دیکھی۔ جو میرے دل کو دہشت پیدا کرنے والی ہو۔۔۔

پائپ کا لمبا کش لگایا اور دھوئیں کی لکیر پس پشت چھوڑتا ہوا پھر ایک بار آگے کی طرف ہو لیا۔

ایک بار میں نے کوٹ کی داہنی جیب میں ہاتھ ڈال کر دیکھا بھرا ہوا پستول اس کے اندر تھا اس دہشت خیز تنہائی میں اسکی موجودگی بڑی حد تک باعث اطمینان ثابت ہوئی۔

بڑی مشکل سے پیچھے مڑ کر دیکھنے کی خواہش کو ضبط کر کے میں آخر کار درختوں کے اس جھنڈ کے پاس جا پہنچا جو سڑک کے پہلو میں واقع تھا اور اس کے سایہ میں چھپ کر پہلی مرتبہ میں نے پیچھے کی طرف دیکھنے کی جرأت کی۔

لیکن نکھری ہوئی چاندنی میں دراز اور صاف سڑک حد نگاہ تک خالی تھی کئی کئی طریقوں پر میں نے یہ تحقیق کرنے کی کوشش کی کہ کیا کوئی چیز واقعی میرا پیچھا کرتی ہے؟ لیکن نہیں سڑک بالکل خالی تھی وہ گول چیز جو ایک بار مجھ کو نظر آئی شاید کسی شب بیدار حیوان کا سر تھی یا میرے جوش میں آئے ہوئے دماغ کا وہم! بہرحال اس سڑک پر یا اس کے اطراف کی جھاڑیوں میں جہانتک میں آنکھ دیکھ سکتا تھا۔ قطعاً نظر نہ آئی تھی؟

سٹیشن ماسٹر کی ہدایات کے مطابق درختوں کے اس جھنڈ سے اپ لینڈ مس کا فاصلہ بہت زیادہ نہ تھا پس میں اس بارہ میں مطمئن کہ حقیقتاً میرا اندیشہ فرضی تھا نیز اس خیال سے مسرور کہ اس آکلیٹ وہ پریشان کرنیوالے سفر کا خاتمہ عنقریب ہو جائیگا پھر ایک بار آگے چلنے کی تیاری کر رہا تھا کہ ایک مرتبہ اور میں نے احتیاطاً سڑک کی جانب دیکھا اور اس وقت۔۔۔ اُف! رحم خدا۔

۵

بہت دور قریباً اِس مقام پر جہاں سڑک پر پس افتادہ حصہ ملے ہوئے درختوں میں غیر واضح اور مدھم تھا اور جو شاید بدرِ کامل کی تیز روشنی کے بغیر نظر آنا بھی غیر ممکن ہوتا، میں نے اسے دیکھا؟

میں آج تک معلوم نہیں کر سکا کہ وہ کیا چیز تھی بہر حال اگر میری نگاہ بالکل ہی دھندلی نہ ہو گئی تھی تو جو کچھ مجھ کو نظر آیا وہ ایک خاکی رنگ کا بہت چوڑا نشان تھا ایک گول متحرک نشان جو سڑک کے وسطی حصہ میں نہیں بلکہ پہلو کی جھاڑیوں کے سایہ میں میری طرف کو آتا تھا؟

ایک ثانیہ کیلئے میں تصویرِ حیرت بنا ہوا اس کو دیکھا کیا اور اِسکے بعد معلوم ہوا کہ ایسا ہی ایک اور نشان تھوڑے فاصلہ سے اسکی پشت پر اسی طرح جھاڑیوں کے اندھیرے میں چلا آتا ہے؛

اور اس کے بعد ایک، اور پھر ایک اور اور ایک اور

یعنی کل چھ!

چھ خاکی نشان آہستگی سے حرکت کرتے ہوئے آگے پیچھے میری طرف کو آتے تھے!

نظارہ روح فرسا اور زہرہ ہوش تھا رات کا سماں تنہائی اور اِس ویران سڑک پر میرا چھ نہ جانی ہوئی ہستیوں کے نرغہ میں گھِر جانا... میرے خدا کیا میں اِس ہیبت انگیز منظر کو تازیست فراموش کر سکتا ہوں؟

اِس چڑیا کی مانند جو سانپ کو دیکھکر اسکو اپنی طرف آگے بڑھتا دیکھکر بھی خطرہ

سے واقف ہونے کے باوجود حرکت نہیں کر سکتی ہیں وہیں اس درختوں کے جھنڈ میں کھڑا تھا اور وہ کچھ پُر اسرار نشان آہستگی اور استقلال کے ساتھ گھاس میں رینگتے ہوئے سانپوں کی مانند میری طرف کو چلے آتے تھے؟

ایک اسطرح کی دہشت جو مقدس جونے کے واقعات پُر اسرار کے سلسلہ میں بھی آج تک مجھ کو نہ ہوئی تھی میرے دل پر طاری ہو گئی پستول ہاتھ میں لئے سامان کا تھیلا اٹھائے میں اندھا دھند آگے کی طرف دوڑنے لگا اب جس طرح بھی ممکن ہو، میں بلٹن کی کوٹھی "اپ لینڈرس" تک پہنچ جانا چاہتا تھا کیونکہ اسکی حفاظت میں پہنچکر ہی میری جان میں جان آسکتی تھی اس ویرانی اور تنہائی میں!

دفعتاً کوئی چیز، کوئی نامعلوم چیز سنسناتی ہوئی میرے پاس ہو کر نکلی اور اندھیرے میں غائب ہو گئی؟

مجھ سے اس کا فاصلہ بمشکل ایک انچ رہ گیا، تقدیر تھی کہ بچ گیا ورنہ نشانہ کی درستی میں کیا کلام تھا؟

ہٹیٹین کے پر اسرار آلات حرب سے واقف حالات گذشتہ کی بنا پر مجھ کو تھی اسکو یاد کر کے میں یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ یہ کچھ خاکی نشان نہیں کچھ موت کے فرشتے ہیں جو میرا پیچھا کر رہے ہیں، کچھ مونیں اور ایک جان حفاظت یا بچاؤ کا کب امکان باقی تھا؟

ایک اس طرح کی آواز جو پختہ سڑک پر ننگے پیروں کے دوڑنے سے پیدا ہوتی ہے میرے کانوں میں آئی بغیر رکنے بغیر پیچھے دیکھے بغیر نشانہ لینے کے میں نے بے تحاشا دوڑتے ہوئے پستول کی ایک گولی پیچھے کی طرف چلا دی!

سمتھ ویسن ریوالور کی آواز میرے گھبرائے ہوئے دل کیلئے موجب اطمینان ثابت ہوئی۔ اس کا سہارا پا کر میں دم لینے اور پیچھے مڑ کر دیکھنے کیلئے ٹھہر گیا۔ . . .

لیکن . . . .

کچھ نہیں، سڑک خالی تھی کوئی متنفس کوئی ذی حیات مخلوق حدِ نگاہ تک نظر نہ آتی تھی؟

پھولے ہوئے دم سے بہ مشکل سانس لیتے ہوئے میں نے اپنا بجھا ہوا پائپ جیب میں ٹھونس لیا اور ریوالور کے خالی خانہ کو پھر بھرا اسکے بعد اس روشنی کی سمت میں جو بائیں طرف درختوں کی چوٹیاں پر دکھائی دیتی تھی دوڑنے لگا خیال آیا۔ اگر اسٹیشن ماسٹر کی دی ہوئی ہدایات صحیح تھیں تو اسی کا نام ایپ لینڈس ہوگا اور اگر نہیں . . . تو پھر خدا حافظ!

بلی کی تیز آواز، دہشت ناک پر اسرار اور سینہ کو برمانے والی تدریجی رفتار سے اونچی ہوتی سنائی دی اور اسکے جواب میں ویسی ہی چھ آوازیں بظاہر چاروں پہلوؤں سے آکر ہوا میں پھیل گئی؟

پہلی آواز بلاوا تھی . . . یہ اس کا جواب!

ایک مرتبہ پھر کوئی چیز گونجتی ہوئی میرے کان کے پاس سے ہو کر گذری ایک مرتبہ پھر میں گردن جھکا کر بال بال بچا!

اس دوران میں فاصلہ اور نشیب کی بالکل پروا نہ کرکے پھر ایک بار اندھا دھند آگے کی طرف دوڑنے لگا کوئی نامعلوم مہلک خطرہ میری پشت پر تھا اور اگر خطرہ کا ذریب واقعی انسان کے پیدا دل میں باز و لگا سکتا ہے تو میں کہتا ہوں لا تعداد

پر میری ٹانگوں میں، پاؤں میں اور بدن کے ہر حصہ میں لگے ہوئے تھے اور میں اُنکے بل پر حقیقی معنوں میں اُڑا چلا جاتا تھا؟

سارے عالم کے آسیب دونوں جہان کی بد ارواح میرے تعاقب میں تھیں اور میں ان سے بچنے کی آخری انتہائی ظاہرا ناکام کوشش کر رہا تھا۔

سڑک کے آگے جاکر بائیں طرف کو مڑ گئی اور اسکے بعد وہ روشنی جو پہلے نظر آئی تھی درختوں کے سایہ میں غائب ہو گئی تن بہ تقدیر میں اس گلی کی طرف دوڑا جو بائیں جانب مڑتی تھی اور اسکے تھوڑی دیر بعد اس مقام پر جا پہنچا جہاں سے گاڑی کی سڑک کی پشت پر ایک فراخ کوٹھی نظر آتی تھی جسکی کھڑکیوں کے شیشے چاندنی میں چمک پیدا کر رہے تھے!

مگر اس کے سوا کسی طرح کی روشنی اس مکان کے اندر نہیں تھی

۶

میں اندھا دھند لوہے کے پھاٹک کی طرف دوڑا!

وہ بند تھا؟

ایک لمحہ تامل کرنے کے بعد میں نے اپنا تھیلا بند دروازہ کے اوپر سے اندر پھینکا اور اس کے بعد خود بھی اسی راہ سے اندر جانے کو پھاٹک کے اوپر چڑھ گیا۔

مگر جس وقت میں اس پھاٹک کی چوٹی پر ایک ٹانگ اندر اور ایک باہر لٹکائے بیٹھا تھا گلی کے اندھیرے سے پھر ایک بار کوئی چیز سنسناتی ہوئی آئی اور اسکے ساتھ ہی میری ٹوپی سر سے اُتر کر پختہ دالان کے فرش پر جا پڑی!

چاند نے ابر سیاہ میں منہ چھپا لیا تاریکی نے روشنی کی جگہ لے لی؛

میں نے اندر کی طرف کو دکر پھر ایک بار اندھیرے میں چھپے ہوئے مکان کی طرف دوڑنا شروع کیا اسکے ساتھ ہی ساتھ چلاتا تھا؛

بلنٹز! بلنٹز! کہاں ہو؟ دروازہ کھول دو!

ذہنی اور جسمانی طور پر تھک کر ایک قدم بھی آگے رکھنے سے عاجز میں اس مکان کی سیڑھیوں پر گر گیا اور بند پھاٹک کی طرف دیکھنے لگا؛

درختوں کے سایہ میں وہ مدھم اور ناصاف دکھائی دیتا تھا اور اس کے بعد....

بزززز.... بزززز....!

اسی نہ بھولنے والی سنسناتی ہوئی آواز سے کوئی چیز دروازہ کے لٹو میں آکر لگی اور میں دہشت سے تھر تھر کانپتا ہوا اندھے منہ سیڑھیوں پر لیٹ گیا؛

گاڑی کی سڑک پر اڑتے ہوئے کنکروں کی آواز نے خبر دی کہ ایک اور نشانہ خطا گیا؛

کڑاک! کڑاک! کڑاک!

میں نے پے در پے تین گولیاں اندھیرے میں چلائیں لیکن کوئی آواز جو ان کے اثر پذیر ہونے کا ثبوت دے سکتی سنائی نہ دی!

بلنٹز! بلنٹز! پھر ایک بار میں نے پستول کے الٹے سرے سے دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے آوازیں دیں۔ دروازہ کھول دو!

اندر ڈیوڑھی میں پاؤں کی چاپ سنائی دی پھر کنڈی کھلنے کا شور پیدا ہوا!

اور اس کے بعد دروازہ کھول دیا گیا؟

ہلٹن زرد رو رعشہ براندام میری نظروں کے سامنے کھڑا تھا؟

بغیر کچھ کہے اس نے ایک ہاتھ بڑھا کر مجھے گریبان سے پکڑا اور ادھ مرے کتے کی طرح گھسیٹ کر ڈیوڑھی میں کھینچ لایا؟

اس کے بعد پھر ایک بار دروازہ بند ہونے کی آواز سنائی دی

خدا کا شکر ہے میں نے مری ہوئی آواز سے کہا۔ خدا کا شکر ہے ہلٹن تم نے وقت پر مجھ کو بچالیا۔ دروازہ کو اچھی طرح بند اور مقفل کردو کیونکہ باہر دوزخ کا منہ کھلا ہے؟

باب ۳۳

طوفان

۱

بعد ازاں معلوم ہوا کہ ہلٹن اس مکان پر انتہائی سادہ حالت میں زندگی بسر کرتا ہے نہ آرائش نہ زیبائش کمرے خالی یعنی ان میں صرف بقدر ضرورت کا سامان تھا آپ

دوسرا اس کا نوکر بس یہ دونوں ایک ہفتہ سے وہاں رہتے تھے۔

کہیے اب کیا حال ہے اس نے فکرآمیز لہجے میں پوچھا!

میں نے گلاس اُٹھا کر مُنہ سے لگا لیا اور دھوئیں کا بادل ہوا میں چھوڑتے ہوئے اِدھر اُدھر دیکھا سور کے پاؤں کی دبی ہوئی آواز ثابت کرتی تھی کہ ہلٹن کا نوکر مکان کے سب حصے میں پھر کر کھڑکیوں اور دروازوں کی دیکھ بھال کر رہا تھا؟

ہلٹن" یہ مانے جواب دیا شکریہ عرض کرتا ہوں خدا شاہد ہے اگر اسوقت تمہارے مکان کی پناہ حاصل نہ ہوتی تو میں لپ تھا تم یہ سوچ کر حیران ہوتے ہونگے کہ اِن اسالسے کیا مطلب ہے دراصل میں نے روانگی سے پہلے پوسٹن سیا ایک تار اِس مطلب کا بھیجا تھا کہ میں چھ بجکر پچپن کی گاڑی پر چلونگا

بدقسمتی سے ہاربری کا تار گھر رات کے سات بجے بند ہو جاتا ہے اب وہ تار کل صبح مجھ کو ملے گی؟

بس تو اسی لئے میں جب ریل سے اُترا تو سٹیشن پر کسی طرح کی سواری کا انتظام نہ تھا لیکن خیر میں تو پیدل ہی آجاتا مگر . . .

ہاں . . . اگر . . . . .

بات یہ ہے میں نے سہمے ہوئے لہجہ میں دبی آواز سے کہا، ایک مشرقی جماعت ہشیشین کے آدمی اس وقت مکان کے گرد حلقہ کئے بیٹھے ہیں؟

ہشیشین . . . یعنی کون!

یہ اس جماعت کا نام ہے جسکی بنیاد گیارھویں صدی میں خراسان میں

ڈالی گئی تھی لیکن جو . . . آج تک موجود ہے!

کوانا! کیا افسانہ پڑھ کر آئے ہو!

جی نہیں، امر واقعہ عرض کرتا ہوں ایک شخص حسن حلبی اس جماعت کا شیخ ہے اور وہ کئی اور شخصوں کے ساتھ ایک تاریخی جوتے کی تلاش میں جس کو میرا دوست پروفیسر ڈیپنگ مشرق سے چرا کر لایا تھا اس جگہ آیا ہوا ہے!

پروفیسر ڈیپنگ ! . . . جوتا . . . بے شک میں نے اسکے متعلق بعض حالات اخباروں میں پڑھے تھے؟

پڑھے ہونگے اس کے بعد ڈیپنگ قتل ہوا اور جوتا محفوظ حفاظت سے عجائب خانہ میں رکھا گیا!

لیکن وُہ اس جگہ سے بھی غائب ہو گیا؟

ہاں نامی چور ڈکسٹر اس کو لے اُڑا مگر اس کے بعد کے حالات اخباروں میں نہیں آئے صرف میں ہی ان سے واقف ہوں!

یعنی کیا!

اول یہ کہ ڈکسٹر مر چکا ہے.

یا اس کو مار ڈالا گیا؟

واقعی اس کو مار ڈالا گیا گو میرا خیال ہے کہ میں نے آج اسکی روح دیکھی تھی

اچھا اور!

اور یہ کہ جوتا حسن حلبی کے پاس ہے!

پھر!

پھر میں نہیں جانتا کس لئے پوسٹن سے سوار ہونے کے وقت سے اِس علاقہ کے لوگ برابر میرا پیچھا کرتے رہتے ہیں

تمہارا! لیکن کیوں

اِس کا حال افسوس مجھ کو معلوم نہیں دراصل ساری حماقت ڈیبنگ کی ہے جس نے مرتے وقت اِس صندوق کی کنجیاں جس میں جوتا رکھا تھا میرے سپرد کر دیں چنانچہ جب وُہ عجائب خانہ میں رکھا ہوا تھا تو میں نے اِس شیشہ کے صندوق کی کنجیاں بنک کی تجوری میں رکھوا دی تھیں لیکن اِس پر بھی وُہ جوتا دو بار اِس صندوق سے چرایا گیا؟

مجھ کو معلوم ہے ایک بار ڈکسٹر نے چرایا تھا اور اسکے بعد حسن حلبی نے

مگر اِن دو حالتوں میں فرق تھا ڈکسٹر نے صندوق توڑ کر اِسکو نکالا اور حسن حلبی نے دھوکے سے کنجیاں حاصل کر کے؛

تاہم میری سمجھ میں نہیں آتا؟

بے شک میں خود حیران ہوں کہ اِن واقعات کے بعد کیوں وُہ لوگ میرا پیچھا کرتے ہیں اور اِس مکان کا گھیرا ڈالے بیٹھے ہیں ہلٹن! افسوس میری وجہ سے تم کو تکلیف ہوئی؟

مگر یہ ایک بعید از قیاس بات ہے ہلٹن نے گھورتی ہوئی نظروں سے دیکھکر کہا! جس صورت میں جوتا اِن کو مل گیا تو پھر اِس تعاقب اور محاصرہ کا کیا مطلب!

اِس سے پہلے کہ میں جواب دیتا ہلٹن کا نوکر سور مالک کی طرح شب خوابی

پہنے ہوئے داخل ہوا۔ یہ شخص زمانہ جنگ میں بھرتی رہ چکا تھا اور وفادار آدمی تھا؟

سرکار دروازے سب بند ہیں، اس نے آکر خبر دی! مگر اس خوابگاہ کی کھڑکی سے جو مسٹر کوانا کیلئے تیار کر کے رکھی گئی تھی میں نے دیکھا بالکم از کم میرا خیال ہے کہ کوئی آدمی باغ میں پھرتا تھا؟

کیا... باغ میں... ہلٹن نے چونک کر دیکھا، آدکوانا دیکھیں؟

ہم دوڑتے ہوئے اوپر گئے چاند کی روشنی آبنوں کی راہ سے اندر آتی تھی اس طرف اندھیرے میں، میں نے اپنے ساتھیوں کو آگاہ کیا۔

چوپایوں کی طرح دبک کر چلتا میں کھڑکی کے پاس گیا اور دیکھنے لگا رات حالیس اور گرم تھی پتہ تک نہ ہلتا تھا اور سیاہ رنگ کے بادل چاند سے آنکھ مچولی کر رہے تھے حد نگاہ پر چھوٹی جھاڑیوں کی قطار تھی؟

میں نے تیز متجسس نظروں سے دیکھا باغ میں چاندنی اور اندھیرا ہم آغوش تھے مکین کو متنفس نظر نہ آتا تھا۔

ہلٹن کا اور نوکر میری پشت دم بستہ کھڑے تھے۔ پر اسرار خطرے کی موجودگی ان کی طاقت گویائی سلب کر چکی تھی۔

۲

اور اس کے بعد میں نے دیکھا واقعی کوئی صورت پیڑوں کے سایہ میں حرکت کر رہی تھی۔

آہستگی کے ساتھ وہ اس مقام کی طرف بڑھی جہاں سایہ تاریک کے سرے پر چاندنی کا چھوٹا سا قطعہ تھا۔ اب میں اس کو اچھی طرح دیکھ سکتا تھا۔

ایک لمحہ اس نے اس جگہ کھڑے ہو کر کھڑکی کی طرف گھورا۔ اس کے بعد پھر سایہ میں چھپ گئی لیکن میں وہیں کھڑا ہوا۔ باہر کی طرف دیکھتا اور.... کانپتا تھا۔

"کون ہے؟" بلٹن نے سہمی ہوئی آواز میں مجھ سے پوچھا۔

"حسن حلبی!" میں نے جواب دیا۔

جس کا مطلب یہ تھا کہ مہذب انگلستان کے وسط میں بنا ہوا وہ مکان، علاقہ مڈلینڈ کا صدر مقام جس کے ایک طرف اور آہن سازی کے کارخانوں کا مرکز دوسری جانب واقع تھا۔ یعنی وہ مکان جس کی تعمیر میں افسانہ و رومان کا بعید تر عنصر بھی نہیں تھا حقیقی معنوں میں اس وقت مشرقی جذبوں کی ایک ہیبت ناک جمعیت کے نرغہ میں گھرا ہوا محصور رہتا!"

افسردہ و پژمردہ ہم پھر نچلی منزل پر آگئے۔ سموکر کو بھی بلٹن نے وہیں بیٹھ جانے کے لئے کہا۔

"اتفاق ہی میں برکت ہے" اس نے بیان کیا۔ اور پھر اس طرح کے موقعہ پر.... بعد ازاں "کوانا" اس نے گلا صاف کر کے کہنا شروع کیا۔ جو بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ یہ ہے کہ جب وہ چھتا ہیتھسٹن کے پاس پہنچ چکا تو پھر وہ لوگ کیوں تمہارا پیچھا اور میرے مکان کا محاصرہ کر رہے ہیں جب تک وہ چیز تمہارے پاس تھی یا تم بالواسطہ اس کی حفاظت کے ذمہ دار تھے ان کا تم پر حملے کرنا امر معقول سمجھا جا سکتا تھا۔ لیکن جب وہ تمہارے پاس نہیں تم نے کبھی اس کو چھوا نہیں تو پھر کس لئے یہ بجڑوں "کا چھتا تمہارے پیچھے لگا پھرتا ہے"

"میں خود حیران ہوں" میں نے جواب دیا "رہ گیا چھتا تو میں یقین کے ساتھ..

کہتا ہوں، کہ نہ کبھی اس کو نہ کسی ایسی چیز کو جس میں وہ بند تھا میں نے ہاتھ لگانے کی جرأت کی۔ میں ہمیشہ قصداً اس سے بچنے کی کوشش کرتا رہا ہوں "

ایک دھمی گڑگڑاہٹ تو پوں کی باڑھ سے ملتی ہوئی آواز کے ساتھ سنائی دی "بادل گرج رہا ہے" بلٹن نے بیان کیا "طوفان کے آثار نظر آتے ہیں"

اس نے وسکی کے تین گلاس پڑھ کیے اور کچھ کہنا چاہتا تھا کہ سور نے انگلی اٹھا کر روک دیا

"سنو" اس نے کہا۔

خیال کی تیزی رفتار سے بارش موسلا دھار شروع ہو گئی "

بلٹن پائپ ہاتھ میں لئے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ متفکر نظروں سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا "

"کیا تھا"

"کوئی آواز تھی، لیکن اب وہ بارش کے شور میں بالکل دب گئی "

پانی طوفان نوح کی شدت سے پڑنے لگا تھا اور اس کے بڑھتے ہوئے شور میں کسی طرح کی آواز سنائی نہ دیتی تھی لیکن جس وقت ہم تینوں کان لگا کر سننے کی کوشش کر رہے تھے ایک آواز پیشتر جس کو ہم نے چھت کی نالی سے گرتے ہوئے پانی کا شور سمجھا تھا بارش کی آوازوں سے مختلف کانوں میں آنی شروع ہوئی۔

بتدریج وہ صاف اور واضح ہوتی جا رہی تھی حتےٰ کہ آخر کار میں نے کہا۔

" یہ کسی موٹر کی آواز ہے "

"اور وہ اس طرف کو آتی ہے" سور نے اضافہ کیا۔ "سنیئے گا، اب گی کے نا کے پر آ گئی۔"

"لیکن اس وقت آدھی رات کو کون موٹر پر آ ئیگا؟" ہلٹن نے انداز حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "دیہات کے لوگ بہت کم یہاں پر آتے ہیں"

"لیجئے، اب وہ پھاٹک کے پاس آ پہنچی" سور نے خوف آمیز نظروں سے ہلٹن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو آؤ، دروازہ کھول کے دیکھنا چاہیئے" آخرالذکر نے رائے دی۔

"ٹھہرو ہلٹن!" میں نے اسے روکا۔ "ممکن ہے اس میں کچھ فریب ہو؟

مگر نہ نہ کرتے سور نے دروازہ کھول دیا باہر گھپ اندھیرے میں ہاتھ کو ہاتھ نظر نہ آتا تھا۔ مگر اس کے فوراً بعد بجلی چمکی تو ہم نے دیکھا ایک نہہ موٹر پھاٹک کے باہر کھڑی تھی!"

"خدا کے لئے دروازہ کھولو" کسی کی آواز سنائی دی۔

خطرے سے بے خبر اور نتیجہ سے لاپرواہ ہم برستے پانی میں پھاٹک کی طرف دوڑے سور نے جھٹ اسے کھول دیا اور عورت چرمی بیگ ہاتھ میں لئے موٹر سے اتری۔ مگر اندھیرے میں اور چہرہ پر بنی ہوئی نقاب کی وجہ سے میں اس کی صورت نہ دیکھ سکا۔"

"صاحبو مدد کرو" اس نے بھرائی ہوئی آواز سے کہا "اس طرف......"

ہلٹن اور سور پھاٹک سے گذر کر موٹر کی طرف گئے ڈرائیور نیم بے ہوشی کی حالت میں چکر کے اوپر جھکا ہوا تھا مگر جس وقت ہلٹن نے اس کے بازو کو ہاتھ لگایا۔

تو اس نے ہلکی سی حرکت کی اور مری ہوئی آواز سے کہنے لگا۔

«خدا کے لئے دیر نہ کیجئے وہ.... ہمارا پیچھا کرتے ہوئے آتے ہیں وہ۔

اب بالکل قریب ہیں!

اتنا کہہ کر وہ ہلٹن کے بازوؤں پر گر گیا۔

میرا دوست کسی طرح اس کو اٹھا کر اور کسی طرح گھسیٹتا ہوا کوٹھی کی طرف لے چلا۔ عین اس وقت پھر کوئی چیز سنسناتی ہوئی سروں کے اوپر گزری اور سڑک کی بجری کو منتشر کرتی ہوئی کسی مقام پر جا گری۔

سب سے آخر وہ آدمی جو موٹر کے اندر سوار تھا داخل ہوا اس نے جلدی سے لوہے کے دروازے بند کر کے سلاخوں کی راہ سے پستول آگے بڑھایا....

ایک .... دو.... تین گولیاں پے در پے گلی کے اندھیرے کی طرف چلیں

«نابکار یہ لو» وہ ساتھ ساتھ کہتا جاتا تھا «یہ.... اور یہ.... !»

گرتے پڑتے بے ہوش آدمی کو ہاتھوں پر اٹھائے بارش کے پانی میں بھیگے ہوئے ہم دونوں.... ہلٹن اندر ہیں کوٹھی کی طرف بڑھے سیڑھیوں پر وہ عورت جو موٹر سے اتری تھی۔ نقاب اٹھائے کھڑی انتظار کر رہی تھی۔!

ہم جس وقت پاس پہنچے تو کوندے کے لوکنے سے روشنی کی تیز چلد آنکھوں کو خیرہ کرتی ہوئی پھیل گئی اور اس وقت میں نے اسے پہچانا وہی نافرمانی آنکھوں کی پرُ اسرار حسینہ کارنیٹا تھی!

میں نے گردن پھیر کر اس آدمی کو دیکھا جو ہماری پشت پر چلا آتا تھا وہ وہی تھا جس کی مجھ کو امید تھی....

اول ڈکسٹر !

۳

مکان کے دروازہ میں داخل ہونے سے پہلے تین واہیم پر اُدر ہوئے تین پُراسرار ناقابل فہم وار لیکن خوش قسمتی سے وہ سب خطا گئے قدرت کے بارعب لڑکیت کے پُر شور کڑکوں میں ہم کوٹھی کے اندر گئے اور اس بچہ کی طرح جو اندھیرے سے ڈر کر دروازے بند کرتا ہے ہم نے بھی پُراسرار دشمن کے مقابلہ میں دروازے بند کر لئے اور اس کے بعد ڈیوڑھی میں موٹو کے بے ہوش ملازم کو فرش زمین پر ڈال کر اس کے گرد کھڑے ہو گئے

دھندلے سقفی لیمپ کی روشنی میں ہمارے سُتے ہوئے چہرے اور گھورتی ہوئی نظریں سہمی ہوئی صورتوں کو عجیب رنگ میں پیش کرتی تھیں

ڈکسٹر نے مہر سکوت توڑی۔

"مسٹر کوانا" اس نے کہا "یہ وقت آپس کی عداوتوں کا نہیں ہے ایک ہی دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے ہم ایک دوسرے کے دوست ہیں .... لیجئے میں آپ کا تھیلا لیتا آیا ہوں "

اور اس نے زمین پر رکھے ہوئے براؤن رنگ کے بیگ کی طرف اشارہ کیا

"میرا" میں نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا لیکن میرا بیگ تو اوپر میرے کمرہ میں رکھا ہے "

"معاف کیجئے وہ میرا ہے" اول ڈکسٹر نے پھیکا تبسم پیدا کر کے کہا "دونوں ایک جیسے تھے۔ اس لئے فوسٹر سٹریٹ کے اسٹیشن پر آپ نے غلطی سے میرا اٹھا لیا۔ اسی

کو لینے کے لئے میں آیا ہوں ورنہ لورپلوں کی راہ پہ ہوتا اور سچ پوچھیئے تو اسی کو لینے کے محسن ملبی بھی آیا ہے۔

کیا اِس بیگ کو!

جی اِس بیگ کو! کیا آپ کو معلوم ہے اِس میں کیا ہے؟

کیا؟" ہلٹن نے پولی آواز سے پوچھا۔

مقدس جوتا!"

باب ۳۴

صلح

۱

اِس نام کو سنکر ایک ثانیہ کے عرصہ قلیل کے لئے میرے دماغ میں اِس طرح کا چکر آگیا جیسے اِس بدنصیب کو آتا ہوگا جسے متوفی موت سے پاگیا ہو جس کی اپنی حالت تجھ سے ابتر تھی اور وہ نہ بول اور نہ حرکت کر سکتا تھا چپ چاپ حلقہ باندھے ہم کاربیٹا کو تربیت یافتہ نرس کو اطمینان سے مرد بے ہوش کی تیمارداری کرتے دیکھا کئے؟

اس کا اپنا چہرہ زرد اور تو تھنا آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے

پڑے تھے تاہم وہ دوزانو بیٹھی اس کے بھینچے ہوئے دانتوں کو کھول کر برانڈی کے چمچے اس میں ٹھونستی تھی یکایک اس نے اوپر نگاہ کرکے دیکھا اور بولی!

ممکن ہو تو ایک پیالہ پانی کا اور ایک اسفنج لائیے؟

سور چپ چاپ چلا گیا اور اسکی واپسی تک ہم خاموش رہے آخر وہ جب اشیائے مطلوبہ لے کر آیا تو کارنیٹا نے اسفنج بھگو کر اس بدنصیب کی پیشانی کا گھاؤ دھونا شروع کیا؟

میری کارنیٹ نرس بھی ہے اس موقعہ پر ڈکٹر بولا چنانچہ میرے اس زخم کا اس نے کئے ہوئے ہاتھ کی شد مند کلائی دکھاتے ہوئے کہا وہی علاج کرتی تھی مسٹر کوانا اگر آپ میرا بیگ اٹھا لائیں تو پٹی کے چند ٹکڑے اس میں پڑے ہوں گے؛

میں نے تامل ظاہر کیا اگر اس بیگ میں سچ مچ بم ہوتا تھا؟

نہیں سمجھا۔ آپ تو اسے نہیں ڈکٹر نے کہا مگر جب اب تک آپکا ہاتھ ثابت ہے تو پھر اب دہشت کیوں ہے اسے کٹنا ہوتا تو پہلے ہی کٹ جاتا جائیے بیگ اٹھا لائیے؟

میں نے اوپر کی خوابگاہ میں جاکر کرسی پر رکھے ہوئے بیگ کو اٹھا مگر کچھ ایسی زبردست مشابہت میرے اور اس بیگ کی ظاہری صورتوں میں تھی کہ میں پھر بھی اس میں کوئی... خصوصیت نہ پا سکا دونوں ایک دوسرے سے ملتے اور نئے تھے فی الحقیقت میں نے اپنا بیگ اسی دن صبح کو خریدا تھا کیونکہ پرانا اب ناقابل استعمال تھا جلدی میں میں نے اپنے

اسمی حروف بھی اس پر نہ لکھوا سکا؟

میں بیگ لے کر سیڑھیوں کی طرف جاتا تھا کہ بجلی پھر ایک بار چمکی اور اس کی دیر پا تیز روشنی میں میں نے باغ کا نظارہ اسی طرح دیکھا گویا دن کی روشنی میں!

اور اس وقت معلوم ہُوا کوئی آدمی بارش اور بجلی کی پروا نہ کر کے صورت تصویر مکان کے بالمقابل درختوں کے سایہ میں کھڑا اس کی طرف دیکھتا تھا؟

ڈکسٹر کا بیگ ہاتھ میں لئے میں پھر ڈیوڑھی میں پہنچا سب لوگ جسم الکم کھڑے تھے؟

کارنیٹا کہنے لگی!

اس آدمی کو اس کا اشارہ زخمی اور بے ہوش ڈرائیور کی طرف تھا بستر پر لٹا دینا بہتر ہو گا اس کی یہ بے ہوشی ممکن ہے دیر پا ثابت ہو!

ہم اس کو اٹھا کر ایک اندرونی خواب گاہ میں لے گئے اور وہیں اس کو خوبصورت کارنیٹا کے زیر حفاظت چھوڑا اس کے بعد جب ہم چاروں جمع ہوئے تو بڑی دیر تک ہر شخص اپنی فکروں کے ہجوم میں خاموش رہا سارا واقعہ بعید از فہم اور غیر ملکی تھا۔ سور ایک طرف کو ہٹ گیا اس انداز سے کھڑا ہو گیا گویا یہ سوچ رہا تھا کہ اس جگہ ٹھیروں، یا رخصت ہو جاؤں۔ مگر ہلٹن نے اشارہ سے اسے روکا۔ ارل ڈکسٹر نے ایک موم کالا

سگار نکال کے اِس کا سرا دانتوں سے کاٹا اُور اس کو سُلگا کے آتشدان سے لگ کر کھڑا ہو گیا؟

اِس کا لاغر استخوانی چہرہ پہلے کی نسبت زیادہ استخوانی تھا مگر آنکھیں اب بھی تیز تھیں اُور عزم و استقلال کی وہی پرانی جھلک اِن میں موجود تھی؟

مسٹر کوانا! اِس نے کہا! ہم تم بھائی ہیں اُور اگر آپ سوچیں تو میرے اِس بیان کو بالکل صحیح پائیں گے کہ میں اب سیدھا ہو گیا۔ بالکل سیدھا ہو گیا!

آپ سمجھے!

میں چپ رہا اُور واقعی کیا جواب تھا جو اُسے دیتا؟

میں چور تھا۔ اِس نے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ دنیا کا سب سے نامی چور تھا مگر اِس نے میرے کس بل نکال دئے سدہا پاپڑ میں نے بیلے تھے اُور دُنیا کا کوئی ملک ایسا نہ تھا جو میری دستبُرد سے بچا ہو۔۔۔ مگر آئندہ میری توبہ ہے!

اِس نے سُلگا ہوا سگار ہاتھ میں لے کر بیگ کی طرف اشارہ کیا جو اِس کے پاؤں کے پاس رکھا تھا۔۔۔

پھر بولا۔

محض اِس ملعون قضیہ میں پڑ کر میں نے داہنا ہاتھ کھویا لاکھوں کی دولت ضائع کی۔ جتّاکہ جو شہرت مجھ کو حاصل تھی اِس کو بھی برباد کیا آج اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ میں اِس وارنٹ سے

ڈر کر بھاگا ہوں جو میری حراست کے لئے نکلا ہے ورنہ اس سے پہلے کس کی مجال تھی کہ مجھ کو! ارل ڈکسٹر کو میرے اصلی یا فرضی نام سے پکڑ لے اس جوتے کے واقعہ سے پہلے میں نے امریکہ میں بڑا ڈاکے ڈالے اور لندن میں مسٹر بینڈ کے بہترین ہوٹلوں میں قیام کیا اور نامی امرا کی صحبتوں میں بیٹھ کر کھانا کھایا۔ میں ان جاسوسوں کا نام بھی لے سکتا ہوں جن کے ساتھ میں نے لنچ تناول کیا! اس لئے کہ تب میں سالم دجود رکھتا تھا۔ تب یہ کٹے ہوئے ہاتھ کی بدعت مجھ میں نہیں تھی تب مجھے مصنوعی داڑھی مونچھوں کے استعمال کی ضرورت نہیں تھی حالانکہ اب . . . . . . میں انصاف کا بھگوڑا عمر بھر کا ناکارہ اور مفلس قلاش ہوں خدا اس جوتے اور اس کے محافظوں کو سمجھے!

دبے ہوئے جوش کے ساتھ اس نے وہ سگار جس کا بہ مشکل ایک انچ حصہ سلگا ہوا تھا آتشدان میں پھینک دیا؟

میں اس بوڑھی خالہ کی طرح بن گیا اس نے تلخ لہجہ میں تقریر کر کے کہا! جو اپنے سایہ سے بھی ڈرتی ہو آئندہ میری جگہ دن کی روشنی میں نہیں الو اور چمگادڑ طرح رات کے اندھیرے میں ہے میری زندگی کی کتاب ختم ہو لی۔ فی الحال میری بڑی کوشش حدود انگلستان سے نکل جانے کی ہے اس کے بعد اگر بچ گیا تو میں اس وعدہ پر قائم رہونگا جو میں نے کارنیٹا سے کیا ہے یعنی آج سے چوری اور جرم کی زندگی کو الوداع . . . . آپ سمجھے!

پھر مڑ کر میری طرف
ایک بات میں آپ سے کہتا ہوں آپ یہ سوچکر حیرت کرتے تھے کہ میں کنٹ والے مکان میں جن کے بچھائے ہوئے دام سے کیونکر زندہ بچا تو اس کا جواب سنیئے۔ میں کبھی اس مکان کے اندر نہیں گیا میں باہر ہی رہ کر واقعات کا انتظار کرتا رہا تھا آپ کو معلوم ہی ہے کہ کنٹ نے باقی آدمیوں کو انگلستان سے رخصت کر کے جوتے کو محفوظ رکھنے کا کیا انتظام کیا تھا

میں نے سر کے اشارہ سے ہاں کہی۔

لیکن آپ اور کارنیٹا اس دام فریب میں آگئے اس کا حال مجھ کو بعد ازاں معلوم ہوا تاہم پتہ پانے ہی میں دو منٹ کے اندر اس جگہ پہنچا اور زمین کے اندر جو تالے کر آگیا لیکن وہ مصنوعی نہیں اصلی تھا اس پر بھی کچھ اس طرح کی نفرت کارنیٹا کو اس کام کی وجہ سے ہوگئی کہ اس نے مجھ کو ہاں یا نہ کہنے پر مجبور کیا میں نے ہاں کرلی اور آئندہ کے لیے تیر کی طرح سیدھا ہوگیا!

مگر اس صورت میں ایلش نے گلوگرفتہ آواز سے پوچھا آپ اس اس جوتے کو لے کر کہاں جاتے تھے؟

میں امریکہ رخصت ہونے کی تیاری میں تھا۔ پول جارڈائن ڈکر نے جواب دیا، میری منشا جہاز موری ٹانیا پر سوار ہو کے صبح کرنے کی تھی لیکن ہوا کیا، میں جب کچھ پہلے برمنگھم کے اسٹیشن پر اترا تو بیگ زمین پر رکھ دیا اسی جگہ کے آس پاس مسٹر کوانا موجود تھے انہوں نے بھگدڑ میں اس کو اپنا سمجھ کے لے لیا اور ہاربری کو چل دیے

بجلی کی تیز چمک ڈیوڑھی میں داخل ہوئی اور اسکے بعد اس زور سے بادل کڑکا کہ مکان اپنی بنیادوں تک ہل گیا!

بیگ ہاتھ میں لیتے ہی" ڈکسٹر نے تقریر جاری رکھ کر کہا میں نے اسکے ہلکے پن سے جان لیا کہ میرا بیگ نہیں ہے اور جب اسکے بعد کھولکر دیکھا تو یقین کیجیے میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی سب سے اوپر واسکٹ کی جیب میں ایک تار نکلا جس پر آپ کا نام درج تھا۔ لیجیے

اس نے تہ کیا ہوا کاغذ میرے ہاتھ میں دیدیا یہ ہلٹن کا بھیجا ہوا تار تھا۔ چونکہ میں نے صبح کا پہنا ہوا سوٹ بیگ میں رکھ لیا تھا اسلئے وہ تار اسی میں رہ گیا؟

عین اس وقت میں نے دیکھا ڈکسٹر نے اپنا بیان جاری رکھا کہ حسن حلبی بھی ہاربری کو جاتا ہے میں نے رخصت ہوتی ہوئی ٹرین پر سوار ہونے کی کوشش کی لیکن رہ گیا مجبور ہو کے وہیں سے ایک ٹیکسی کرایہ کی اور اس کو گاڑی کے ساتھ ساتھ چلوایا مگر ہم آپکے برابر تو نہ آسکے تاہم وقت پر آگئے۔ اس وقت بھی حسن حلبی کے نو یا دس آدمی مکان کا گھیرا ڈالے پڑے ہیں!

مجھ کو معلوم ہے

وہ سب برہنہ ہیں اور ان کی منڈی ہوئی ٹانٹ کو دیکھکر فوق الفطرت مخلوقات کا دھوکا ہوتا ہے ان میں سے ہر ایک کے پاس وہ نالی ہے جس کا راز معلوم کرنے کو میں ایک ہزار ڈالر تک صرف کرنے دریغ نہ کرتا لیکن سوال فی الحال یہ نہیں سوال یہ ہے کہ میں جو امریکہ جانے کو لورپول کی طرف جا رہا تھا کیونکر یہاں پر آ گیا؟

مُسلح کرنے، مسٹر کوانا کی زندگی کو خطرہ سے بچانے اور اپنی گزری
ہوئی خطاؤں کی تلافی کا عہد تازہ کرنے کو! ایک آواز رسیلے آہنگ اور
الفاظ میں کہیں سنائی دی!

اور ساتھ ہی کارنیتا داخل ہوئی!

۳

مدھم روشنی میں اِسکے خوشنما سلجھے ہوئے بال تانبے کی سنہری ہوئی تاروں
کی چمک رکھتے تھے ہرچند اسکی رنگت زرد تھی تو بھی خوبصورتی کے
حیرت انگیز آثار اس کے چہرہ پر موجود تھے!

کہہ دو! اس نے ڈکسٹر کو تحریک کی یہی تمہاری آمد کا اصلی مقصد تھا
اِسکی خوش رنگ حوران جنت سے ملتی ہوئی صورت کو دیکھکر اور
اسکی دلکش آواز کے لفظی بہجوں کو سُنکر سور نے ذہنی اضطراب سے باری
باری ایک ایک پیر اُٹھانا اور اِس پر دزدیدہ نظریں ڈالنا شروع کیا ہو
چپ چاپ حالت سحر میں الو کی طرح اِسکے چہرہ کی طرف گھورتا تھا!

میں یہ چاہتا ہوں ڈکسٹر نے پھر ایک بار کہنا شروع کیا کہ اِس
موقعہ پر حق و انصاف کے سارے خیالات نظرانداز کر دئے جائیں
اِسلئے ہم محکمہ پولیس کے آدمی نہیں دیکھنا یہ ہے کہ مجھ کو، آپ لوگوں کو،
اور آپ کو مسٹر کوانا کس چیز کی ضرورت ہے!

میں ار... معاف کیجیے آپ کا مطلب نہیں سمجھا آخرکار میں نے کہا
مہربانی سے واضح کیجیے؟

تو سنیئے انسپکٹر برسٹل کی بلکہ ساری سی آئی ڈی کی خواہش مجھ کو اور
حسن حلبی کو گرفتار کرنے کی تھی! لیکن میرا اس سے اختلاف یہ ہے اپنی

زندگی کا نیا ورق پلٹنے کے بعد میں اب صلح کا خواہشمند ہوں آپ سمجھے، میں اب کچھ دنوں آرام کی نیند چاہتا ہوں میں اِس دہشت کو دور کرنا چاہتا ہوں جو قتل و ہلاکت کی ہر وقت دل کو لگی رہتی ہے کیا آپ بھی یہی چاہتے ہیں؟

بے شک، کیوں نہیں

تو پھر سوچیئے کہ اِس کی ترکیب صحیح کیا ہے ایک سہل طریقہ یہ ہے کہ حسن حلبی کو مار دیں لیکن وہ کیا مرنے جوگا ہے نہیں میں نے اِس کو بارہا کوشش کی مگر ناکام رہا اِسکے علاوہ اگر ہم اِسکو مار بھی ڈالیں تو کیا اِسکی ہلاکت پر کوئی دوسرا شیخ الجبل اِس کی جگہ لے لیگا اور اِس کام کو جاری رکھیگا گویا جو خطرہ اِس وقت ہم کو لگا ہے پھر بھی قائم رہیگا پس تو دوسری صورت بہتر ہے یعنی اِسکو چھوڑ کر نکل جانے کی اجازت دینے، اور جونا اِسکے حوالہ کرنے کی آپ سمجھے!

منظور ہے۔ میں نے جواب دیا مجھ کو یہ دوسری شرط بھی دل سے منظور ہے!

بس تو اِسی کا نام صلح ہے لیکن صلح کرنے سے پہلے آپس کی عداوت ختم ہونا ضروری ہے ہم اِسکو حسن حلبی کو معاف کر سکتے ہیں لیکن یہ سوال ہے کیا وہ بھی ہم کو معاف کرنے پر آمادہ ہے رضامندی سے نہیں مجبوری سے البتہ!

لیکن وہ مجبوری کیا ہو!

اِسکی ترکیب مجھ کو یاد ہے مسٹر ملبش آگ جلوائیے!

ملبش کبھی اِس کو کبھی حیرت انگیز کارنیٹا کو دیکھتا تھا ڈکسن کا مطلب نہ سمجھ کر اِس نے زیادہ تیز نظروں سے گھورنا شروع کیا؟

آپ جس طرح وہ کہتا ہے کیجیے۔ میں نے کہا ذاتی طور پر میں جانتا ہوں کہ ایک بار اِس جوتے کو ہاتھ لگانے کے بعد میں کبھی اِن لوگوں کے جوشِ انتقام سے محفوظ نہیں رہ سکتا لیکن اگر مسٹر ڈکسٹر کو کوئی ترکیب یاد ہے!

صاحبو معاف کیجیے سور نے اِس موقعہ پر کہا پتھر کا کوئلہ تو موجود ہے لیکن اِسکو سلگانے کیلئے لکڑی درکار ہوگی جو صحن کے گودام میں رکھی ہے یا پھر دوسری صورت یہ ہے کہ ایک لکڑی کا صندوق توڑا جائے!

صندوق توڑنا ہی بہتر ہے ہلٹن نے جو خطروں سے گھبراتا تھا جلدی سے کہا!

چنانچہ آتشدان میں آگ روشن کی گئی اور اِسوقت جب ہم لوگ اس ترکیب کے مقصد سے ناواقف ایک دوسرے کے مُنہ کی طرف تکتے تھے ڈکسٹر نے آگ کے شعلے اُٹھتے دیکھکر مجھ سے کہا!

مسٹر کوانا! اب آپ اوپر جا کے کمرے کی کھڑکی کھولیے یعنی اپنی خوابگاہ کی کھڑکی اور حسن کو اندر بلائیے۔

حسن کو۔۔۔ اندر بے جان لفظوں میں میرے مُنہ سے نکلا۔

اِس لیے کہ صلح کی شرطیں رودررو طے ہو سکتی ہیں!

گہری خاموشی چھا گئی ہر ایک آدمی حیران تھا حسن حلبی کو اندر بلانا گویا فرشتہ موت کو اندر بلانا ہے کیا ڈکسٹر کے دماغ میں کوئی فتور ہے مگر کیوں یہ کام آپ خاص طور پر میرے سپرد کرتے ہیں آخرکار میں نے پوچھا!

اِسلیے۔ ڈکسٹر نے جواب دیا کہ آپ کا اِس پر رعب ہے میں

نہیں جانتا کیوں، بہرحال امر واقعہ یہی ہے۔

اسکے باوجود میں ہی تھا جس کو آج رات اس نے ہلاک کرنے کی کوشش کی!

خیر اس بحث کو چھوڑیے بڑی ضرورت اسکو اندر آنے پر آمادہ کرنے کی ہے اور یہ اسی طرح ممکن ہے!

بہت اچھا۔ میں نے مجبور ہو کے کہا جو کچھ آپ کہتے ہیں میں اس پر آمادہ ہوں گو خدا گواہ ہے کہ آپ کی سوچی ہوئی ترکیب کا معمہ اب تک مجھ میں نہیں آیا لیکن ہاں یہ تو فرمایئے ہیں اس سے کیا کہوں!

آپ اس سے کہیئے کہ ہم لوگ جوتا دینے کو تیار ہیں مگر شرطوں پر!

اور اگر اس نے پہلی شرط کے طور پر مجھ کو جان سے مار ڈالا تو پھر!

ڈاکٹر نے شانوں کو حرکت دی۔

تو پھر مجبوری ہے آپ جانیں کوئی کام خطرہ کے بغیر نہیں ہوتا!

اور دو شرطیں!

وہ جب سامنے آئیگا تو طے ہونگی آپ اس سے وعدہ کیجئے کہ ہم اس کو کچھ نہ کہینگے۔ یعنی ہمارے ہاتھوں اس کی زندگی خطرہ میں نہ ہوگی میرا خیال ہے اول تو اسکو تامل نہیں ہوگا لیکن اگر ہوتا ہم جایئے میں چلا گیا!

۴

خوابگاہ میں پہنچکر میں نے کھڑکی کھولی!

بارش ہلکی ہو گئی تھی رعد کے کڑکے بھی بند تھے تاہم بجلی حد افق پر کسی بہت بڑے کنکھجورے کی شکل میں اب بھی پیچ و تاب

کھاتی تھی!

باہر باغ میں خاموشی اور اندھیرا تھا پتوں کے بچھڑتے ہوئے پانی کی ٹپ ٹپ کے سوا کوئی آواز نہ آتی تھی۔

کھلی کھڑکی میں کھڑا ہو کر میں نے بے مدعا اندھیرے کی طرف منہ کرکے آواز دی!

مسٹر!... حسن حلبی... آپ کہاں ہیں!

میرے آواز گہرے سکوت کو چیرتی ہوئی تاریکی میں زائل ہوگئی وہ نام اِس میں شک نہیں میرے لئے حیرت انگیز تھا تاہم یہ سارا واقعہ میرے اِس نادیدہ صورت کو بلانے کا دائرہ حقیقت سے بعید افسانہ کے باب سے ملتا تھا۔

آن واحد میں اِس دیو کی مانند جس کو کسی ساحر نے جادو کے زور سے بلایا ہو وہ آپہونچا!

ایک دراز قد صورت درختوں کے سایہ سے نکلکر آگے آتی نظر آئی یہ حسن حلبی کی صورت تھی!

میں آگیا۔ اِس نے کہا! دروازہ کھولیئے!

میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ ہم آپ سے صلح کرلیں اور شرطیں طے کرنے پر آمادہ ہوں میں نے جواب دیا اگر آپ اندر آئیں تو میں آپ کی حفاظت کا وعدہ کرتا ہوں!

مجھ کو معلوم ہے اِس نے پھر کہا قسمت کو ایسا ہی منظور تھا آیئے دروازہ کھولیئے!

کھڑکی بند کرکے میں خواب کی سی حالت میں پھر ڈیوڑھی میں گیا

میری اور حسن کی اِس گفتگو کو اوروں کی طرح ہلٹن نے بھی سنا تھا اب مجھے واپس آتا دیکھ کر اس نے لہجہ اضطراب میں کہا!
اِس بات کا خیال اچھی طرح رکھیئے کہ اِن کی طرف سے دھوکہ نہ ہو تعجب دروازہ کھولنے پر وہ سب زبردستی گھس آنے کی کوشش نہ کریں!

اِس کی ترکیب مجھ کو یا دہے سور نے جواب دیا میں دروازہ کے پیچھے کھڑا ہو جاونگا۔ اور ایک آدمی اندر آتے ہی فوراً دروازہ بند کر دونگا۔

چنانچہ اسی طرح کیا گیا اس نے دروازہ کی اوجھل میں کھڑا ہو کر ذرا سا پٹ کھولا! اور حسن حلبی داخل ہُوا!

۵

حسن حلبی تنہا، پُر رعب اور شاہانہ سطوت لیئے ہوئے تھا!
اِس نے معمولی یورپی انداز کا لباس پہنا ہُوا تھا مگر سر پر دہی سبز پگڑی تھی اِسکی لہراتی ہوئی سپید داڑھی اور دہکتے کوئلوں کی طرح جگمگاتی آنکھیں اِس کے انداز رفتار سے مل کر ایک اِس طرح کی شان تمکنت پیدا کرتی تھیں جسکی شاہہت . . . میں نہیں جانتا کس چیز سے دوں!

ہلٹن اور سور کو نظرانداز کرکے اِس مقام کے پاس سے بھی گزر کر جہاں میں اور کار نیٹا کھڑے تھے وہ ڈکسٹر کی طرف گیا اور میں شاید اِس نظارہ کو تا زلیست نہیں بھولونگا جب وہ اپنی سیدھی قامت اور شاہانہ سطوت اور مشتعل آنکھوں کے ساتھ اِس

مقام کے پاس جاکر کھڑا ہوگیا!

جہاں ارل ڈکسٹر مقدس جوتا ہاتھ میں لئے آتشدان کی لپکتی آگ کے پاس بیٹھا تھا!

حسن! نامی چور نے پرسکون لہجہ میں کہا! ہیٹر کو اندر تم سے جانی حفاظت کا وعدہ کیا ہے! ورنہ میں اسی وقت ایک گولی تمہارے سر کے پار کر دیتا۔

شیخ الحشیشین نے گھورتی ہوئی نظروں سے اسکی طرف دیکھا!

رفیق شیطان! پھر اس نے کہا آدم زاد میں یہ طاقت نہیں کہ نوشتہ تقدیر کو بدل سکے اور میری قسمت میں تیرے یا ان لوگوں میں سے کسی کے ہاتھوں مارا جانا نہیں لکھا تاہم جو کچھ تو نے کیا ہے اس سے جہنم کا باب ہمیشہ کے لئے تجھ پر کھل چکا۔

خیر اس کی فکر جانے دو۔ ڈکسٹر نے لاپرواہی سے کہا میں اپنے فعلوں کا آپ جوابدہ ہوں مگر تم کو اس بات کا حلف لینا پڑے گا!

کافر۔ ناپاک۔ کتا

تم کو اس بات کا حلف لینا پڑیگا ڈکسٹر نے اس مداخلت کو نظر انداز کرکے کہا کہ اس وقت سے لیکر حدود انگلستان سے رخصت ہو جانے کے وقت تک ہر شخص جس سے براہ راست یا بالواسطہ تم کو عداوت ہے تمہاری اپنی ذات اور جماعت کے قاتلانہ حملوں سے محفوظ ہوگا؟

مگر تو زندہ نہیں رہ سکتا تیری سزا موت ہے اور وہ ضرور

عمل میں آئے گا؟

گویا تم کو اِن شرطوں کے قبول سے انکار ہے؟

اِس لیے کہ تو یقینی طور پر موت کا سزاوار ہے۔

بہت اچھا تو اِس بندہ کو بھی اِس صورت سے تیار ہے

اور یہ کہتے ہوئے ڈکٹر نے وہ ہاتھ جس میں جوتا ہے آگ کی طرف بڑھایا۔

ٹھہر! ٹھہر! او کافر تو کیا کرنا چاہتا ہے حسن نے چیختے ہوئے کہا۔

کچھ نہیں محض اِس قصہ کا خاتمہ کرنا چاہتا ہوں!

دفعتاً بغیر کچھ کہے کے حسن اِس مقام پر جہاں کھڑا تھا ایک زانو کے بل جھک گیا اور دونوں ہاتھ سوالی انداز سے آگے بڑھا دیئے!

کیوں منظور ہے؟ ڈکٹر نے پوچھا۔ ہاں یا نہیں!

حسن نے ادہر کو منہ پھیر لیا اور بولا۔

اللہ خبیر و علیم ہے وہی ہر چیز کا بہتر فیصلہ کر سکتا ہے!

۶

شیر کی غراہٹ کی مانند رعد کی ہٹتی ہوئی آواز مدھم اور پھر واضح ہو گئی لیکن اِس سے ملا ہوا ایک شور دبے ہوئے نعروں اور آوازوں کا جس کے الفاظ میں آہنگ تھا اب بھی کانوں میں آتا تھا۔

حال کے پر اسرار اور ہیبت ناک مہمان کی رخصت پر

سور کوٹھی کے دروازوں کی احتیاط سے دیکھ بھال کرتا پھر رہا تھا۔

قدرت کی آوازوں کے ساتھ ساتھ اِن نئی آوازوں کا شور بھی مدھم ہوتا گیا حتیٰ کہ دونوں فاصلے کے بعد میں زائل ہو گئے!

اور اِن کے ساتھ ہی مقدم بچانے کی مہم ختم ہوئی۔

ختم شد